

حضور نبی اکرم رضی اللہ عنہ اور عقائد و طریقت

- حضور نبی اکرم اور رحوں کا تھیلا
- افضلیت نبی اکرم
- اولیاء کے تصرف اور کرامت
- ولایت کیا ہے
- نبی پاک کا دلوں پر قبضہ



مؤلف

حضرت مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی

مکتبہ امام اہلسنت

0332-9292026

بسم الله الرحمن الرحيم

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

وعلي' ألك واصحابك يا حبيب الله

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب ----- **سیدنا غوث اعظم اور عقائد اہلسنت**

مصنف ----- مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی مدظلہ العالی

سیدنا غوث اعظم

اور

عقائد اہلسنت

مصنف

مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی مدظلہ العالی

مکتبہ امام اہلسنت، لاہور

فون: 0332-9292026

مدنی مقصد: مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔

انشاء اللہ عزوجل

مدنی

مدنی عطر ہاؤس

0306-0313-7919528 اسلامی بکس، قرآن

اپنی عطریات، قرآن پاک، اسلامی بکس، تسبیحات، ٹوپی، عمامے

موزے، مسواک، گلوڑ، میلاد پرچم، بیزرنگا ہول سیل پوائنٹ

Shop # 2-3 Ground Floor, Waqas Plaza, Amin Pur Bazar, Faisalabad.
Ph: 041-2621568 E-mail: muhammadshahidattari@yahoo.com

45	بیابان جنگل میں اکیلے مدد کے لئے پکارنا۔
47	حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور استمداد۔
48	امام عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور استمداد۔
49	محدثین کا عقیدہ۔
50	علامہ رملی کا عقیدہ۔
51	علامہ بوصیری کا عقیدہ۔
51	شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا عقیدہ۔
55	شاہ ولی اللہ کا عقیدہ۔
57	فصل چہارم: مزارات پر حاضری
62	فصل پنجم: بیعت طریقت
62	بیعت کا ثبوت۔
66	خط کے ذریعے بیعت۔
74	پیر کے وکیل سے بیعت۔
75	پیر و مرشد کے حقوق۔
81	مرید کیوں ہوں؟
83	شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کیا ہیں؟
95	الباب الثانی: حضور سیدی غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
95	فصل اول: سیرت حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
95	مبارک خاندان۔
104	عبادت و ریاضت۔
110	کرامات۔



صفحہ نمبر	مضمون
9	الباب الاول: اولیاء اور ولایت
9	بے علم اور ولایت۔
10	سب سے افضل اولیاء۔
16	فصل اول: اختیارات اولیاء
17	اولیاء اور علم غیب۔
20	فصل دوم: کرامات اولیاء
20	کرامات کا ثبوت۔
23	آصف بن برخیا کی کرامت۔
24	اصحاب کہف کی کرامت۔
25	حضرت مریم کی کرامت۔
25	حضرت جرجس کی کرامت۔
26	حضرت صدیق اکبر کی کرامات۔
27	حضرت عمر فاروق کی کرامات۔
35	حضرت عثمان غنی کی کرامات۔
36	مولیٰ علی کی کرامت۔
38	فصل سوم: اولیاء سے امداد طلب کرنا
40	قرآن مجید سے دلائل۔
42	احادیث سے دلائل۔
43	مانگ کیا مانگتا ہے۔

209	اعتراضات کے جوابات۔
210	اس نماز کا تذکرہ کرنے والے علماء۔
212	علماء ناقلین کی توثیق۔
215	دعویٰ الحاق کا جواب۔
215	ثبوت الحاق کے طریقے۔
219	قرآن وحدیث کے خلاف کہنے کا رد۔
220	عدم ممانعت دلیل جواز ہے۔
224	وسیلہ اور استمداد پر دلائل۔
236	افعال نماز پر اعتراضات کا جواب۔
237	محبوبانِ خدا کی تعظیم۔
248	قبلہ سے پھرنا۔
248	عراق کی سمت منہ کرنا۔
252	افعال نماز غوثیہ پر دلائل۔
270	صحابہ و تابعین سے منقول نہ ہونا۔
286	فصل ششم: گیارہویں شریف
286	ایصالِ ثواب پر دلائل۔
286	قرآن مجید سے ثبوت۔
287	میت کی طرف سے صدقہ۔
287	میت کی طرف سے باغ کا صدقہ۔
288	نیک اولاد جو دعا کرے۔
288	مرنے کے بعد ثواب۔

118	غوث پاک کی سیرت پر کتب۔
123	فصل دوم: دلوں پر قبضہ
123	مخلوق کا دلوں پر تصرف۔
128	غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دلوں پر تصرف۔
140	فصل سوم: افضلیتِ غوث پاک رضی اللہ عنہ
140	فضیلت دینے کا معیار۔
141	حضرت رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل۔
145	قطب الاقطاب بننے کی ترتیب۔
148	بھجیہ الاسرار اور اس کے مصنف۔
156	بھجیہ الاسرار سے گیارہ روایات۔
181	شاہ بدیع الدین مدار اور غوث پاک۔
184	فصل چہارم: کچھ روایات منسوب بہ غوث پاک
184	اگر میرے بعد نبی ہوتا تو۔
186	روحوں کا تھیلا۔
187	غوث پاک رضی اللہ عنہ کو دودھ پلانا
189	شب معراج اور روحِ غوث اعظم رضی اللہ عنہ۔
196	اشکالات کے جوابات۔
204	صدیق اکبر اور غوث پاک۔
204	غوث پاک کس کس سے افضل۔
208	فصل پنجم: نماز غوثیہ
208	نماز غوثیہ کی ترکیب۔

300	علامہ سنجی بن شرف نووی۔
301	علامہ علی بن ابی بکر فرغانی۔
301	امام جلال الدین سیوطی۔
301	مسلمانوں کا اجماع۔
302	علامہ حسن بن عمار شرنبلالی۔
302	شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔
303	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔
303	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی۔
303	حاجی امداد اللہ مہاجرکی۔
304	مفتی امجد علی اعظمی۔
308	ایک اعتراض اور اس کا جواب۔
309	تعینات عرفیہ۔

289	یہ امام سعد کے لیے ہے۔
289	امت کی طرف سے قربانی۔
291	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی۔
291	میت کی طرف سے حج۔
292	میت کا درجہ بلند ہوتا ہے۔
293	جب بھی صدقہ کرو۔
293	مردوں کے لیے زندوں کا تحفہ۔
294	ایصالِ ثواب کے لیے نفلی نماز و روزہ۔
294	میت کی طرف سے کفارہ۔
294	جو قبرستان سے گزرے۔
295	قبر کشادہ ہوگئی۔
295	قرأت کا ثواب۔
296	قبرستان والوں کی تعداد کے برابر۔
296	میت کی قبر کے پاس تلاوت۔
297	میت کی طرف سے فدیہ۔
297	اہل خانہ کی طرف سے ہدیہ۔
298	والدین کی طرف سے حج۔
298	مردے خوش ہوتے ہیں۔
299	ثواب کی تقسیم۔
299	حضرت طاؤس تابعی۔
300	امام احمد بن حنبل۔

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: علم الباطن لا یعرفہ إلا من عرف علم الظاہر۔ علم باطن نہ جانے گا مگر وہ جو علم ظاہر جانتا ہے۔ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: وما اتخذ الله ولياً جاهلاً، اللہ نے کبھی کسی جاہل کو اپنا ولی نہ بنایا، یعنی بنانا چاہا تو پہلے اسے علم دے دیا اسکے بعد ولی کیا۔

(فتاویٰ رضویہ، ج 21، ص 530، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سب سے افضل اولیاء

سوال: سب سے افضل اولیاء کون سے ہیں؟

جواب: تمام اولیائے اولین و آخرین سے اولیائے محمدین یعنی اس اُمت کے اولیاء افضل ہیں۔

(الیواقیت والجواہر، المبحث السابع والأربعون، الجزء الثاني، ص 348، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

اور تمام محمدین میں سب سے زیادہ معرفت و قرب الہی میں خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں اور ان میں ترتیب وہی ترتیب افضلیت ہے۔ سب سے زیادہ معرفت و قرب صدیق اکبر کو ہے پھر فاروق اعظم پھر ذوالنورین پھر مولیٰ مرتضیٰ کو رضی اللہ تعالیٰ عنہم (جمعین)۔

(حدیقہ ندیہ، ج 1، ص 293، مطبوعہ پشاور)

ہاں مرتبہ تکمیل پر حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جانب کمالات نبوت شیعین کو قائم فرمایا اور جانب کمالات ولایت حضرت مولیٰ مشکل کشا کو تو جملہ اولیائے ما بعد نے مولیٰ علی ہی کے گھر سے نعمت پائی اور انہیں کے دستِ نگر تھے اور ہیں اور رہیں گے۔

(فتاویٰ رضویہ، ج 29، ص 234، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: کیا طریقت شریعت کے منافی ہے؟

جواب: طریقت منافی شریعت نہیں وہ شریعت ہی کا باطنی حصہ ہے بعض

الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء المرسلين
اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

الباب الاول: اولیاء اور ولایت

سوال: ولایت سے کیا مراد ہے؟

جواب: ولایت ایک قرب خاص ہے کہ مولا عز و جل اپنے برگزیدہ بندوں کو محض اپنے فضل و کرم سے عطا فرماتا ہے۔

(بہار شریعت، حصہ 1، ص 264، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سوال: ولایت وہی (عطائی) ہے یا کسی (مخت کے ذریعے حاصل ہونے والی) ہے؟

جواب: ولایت وہی (عطائی) شے ہے، ایسا نہیں ہے کہ مشقت والے اعمال سے آدمی خود حاصل کر لے، البتہ غالباً اعمال حسنہ اس عطیہ الہی کے لئے ذریعہ ہوتے ہیں اور بعضوں کو ابتداء مل جاتی ہے۔ امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”ولایت کسی نہیں محض عطائی ہے ہاں کوشش اور مجاہدہ کرنے والوں کو اپنی راہ دکھاتے ہیں۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 21، ص 606، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

بے علم اور ولایت

سوال: کیا ولایت کسی بے علم کو مل سکتی ہے؟

جواب: ولایت بے علم کو نہیں ملتی خواہ علم بطورِ ظاہر حاصل کیا ہو یا اس مرتبہ پر پہنچنے سے پیشتر اللہ عز و جل نے اس پر علوم منکشف کر دیئے ہوں۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں ”حاشا نہ شریعت و طریقت دورا ہیں نہ اولیاء کبھی غیر علماء ہو سکتے ہیں، علامہ مناوی ”شرح جامع صغیر“ پھر عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی ”حدیقہ ندیہ“ میں فرماتے ہیں کہ

مگر یہ بھی سمجھ لو جو اس قسم کا ہوگا اس کی ایسی باتیں کبھی نہ ہوں گی شریعت کا مقابلہ کبھی نہ کرے گا۔ (بہار شریعت، حصہ 1، ص 266، مکتبہ المدینہ، کراچی)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمہ (لہ علیہ فرماتے ہیں: ”سچے مجذوب کی یہ پہچان ہے کہ شریعت مطہرہ کا کبھی مقابلہ نہ کرے گا۔“

(ملفوظات اعلیٰ حضرت بریلوی، حصہ دوم، ص 240، مشتاق بک کارنر، لاہور)

سوال: اولیاء کو ایصالِ ثواب کرنا کیسا ہے؟

جواب: انھیں ایصالِ ثواب، نہایت موجبِ برکات و امرِ مستحب ہے،

اسے عرفاً براہِ ادب نذر و نیاز کہتے ہیں، یہ نذر شرعی نہیں (بلکہ یہ نذرا یا ہے) جیسے بادشاہ کو نذر دینا، ان میں خصوصاً گیارھویں شریف کی فاتحہ نہایت عظیم برکت کی چیز

ہے۔ (جد الممتار، ج 3، ص 285، بہار شریعت، حصہ 1، ص 276، مکتبہ المدینہ، کراچی)

نوٹ: ایصالِ ثواب کے بارے میں تفصیلاً آگے آئے گا۔

سوال: اولیاء کے عرس کرنا کیسا ہے؟

جواب: عرسِ اولیاء کرام یعنی قرآن خوانی و فاتحہ خوانی و نعت خوانی و

ایصالِ ثواب اچھی چیز ہے۔ رہے منہیات شرعیہ وہ تو ہر حالت میں مذموم ہیں اور مزاراتِ طیبہ کے پاس اور زیادہ مذموم۔

(بہار شریعت، حصہ 1، ص 277، مکتبہ المدینہ، کراچی)

سوال: کیا کسی ولی کے لیے دنیا میں جاگتی آنکھوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ

کا دیدار ممکن ہے؟ بعض لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ آئیں ہم آپ کو جاگتی آنکھوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا دیدار کراتے ہیں۔

جواب: دنیا میں حضور صلی (لہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے علاوہ کسی کے لئے بیداری

میں چشمِ سر سے اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن نہیں، جو اس کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے۔ رسول

جاہل متصوف (صوفی بننے والے) جو یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ طریقت اور ہے شریعت اور محض گمراہی ہے اور اس زعمِ باطل کے باعث اپنے آپ کو شریعت سے آزاد سمجھنا صریح کفر والحاد۔ (بہار شریعت، حصہ 1، ص 265، مکتبہ المدینہ، کراچی)

شریعت و طریقت کے سمندوں کے تیراک امام محمد غزالی رحمہ (لہ علیہ فرماتے ہیں: ”إِنَّ الْبَاطِنَ إِنْ كَانَ مُنَاقِضًا لِلظَّاهِرِ فَفِيهِ إِبْطَالُ الشَّرْعِ، وَهُوَ قَوْلُ مَنْ قَالَ: إِنَّ الْحَقِيقَةَ خِلَافَ الشَّرِيعَةِ وَهُوَ كُفْرٌ لِأَنَّ الشَّرِيعَةَ عِبَارَةٌ عَنِ الظَّاهِرِ وَالْحَقِيقَةَ عِبَارَةٌ عَنِ الْبَاطِنِ“ ترجمہ: باطن اگر ظاہر کے منقض ہو تو اس میں شرع کا ابطال ہے، کہنے والے کا یہ قول بھی اسی قبیل سے ہے کہ حقیقت شریعت کے خلاف ہے اور یہ قول کفر ہے کیونکہ شریعت ظاہر سے عبارت ہے اور حقیقت باطن سے تعبیر کی جاتی ہے۔

(احیاء العلوم، کتاب قواعد العقائد، الفصل الثانی، ج 1، ص 139، 138، دارصادر، بیروت)

سوال: کیا کوئی ولی احکامِ شرعیہ کی پابندی سے آزاد ہو سکتا ہے؟

جواب: کوئی ولی کیسا ہی عظیم ہو احکامِ شرعیہ کی پابندی سے سبکدوش نہیں

ہو سکتا۔ (شرح العقائد النسفیة، مبحث لا یبلغ ولی درجۃ الأنبیاء، ص 166، باب المدینہ، کراچی)

بعض جہال جو یہ بک دیتے ہیں کہ شریعت راستہ ہے راستہ کی حاجت ان کو جو مقصود تک نہ پہنچے ہوں، ہم تو پہنچ گئے۔ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی (لہ تعالیٰ عنہ نے انہیں فرمایا: صَدَقُوا لَقَدْ وَصَلُوا وَلَكِنْ إِلَى آيِنَ إِلَى النَّارِ، ترجمہ: وہ سچ کہتے ہیں بیشک پہنچے مگر کہاں، جہنم کو۔

(اليواقیت والجواهر، المبحث السادس والعشرون، ص 206، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

البتہ اگر مجذوبیت سے عقل تکلفی زائل ہو گئی ہو جیسے غشی والا تو اس سے قلمِ شریعت اٹھ جائے گا۔

(اليواقیت والجواهر، المبحث السادس والعشرون، ص 207، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

جواب: اولیائے کرام اپنی قبروں میں حیاتِ ابدی کے ساتھ زندہ ہیں۔ ان کے علم و ادراک و سمع و بصر پہلے کی نسبت بہت زیادہ قوی ہیں۔

(بہار شریعت، حصہ 1، ص 275، مکتبۃ المدینہ کراچی)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمہ (رحمۃ اللہ علیہ) فتاویٰ رضویہ میں ارشاد فرماتے ہیں: ”اہل سنت کے نزدیک انبیاء و شہداء علیہم (الرحمۃ) (الثناء) اپنے ابدان شریفہ سے زندہ ہیں بلکہ انبیاء علیہم (الصلۃ) (الدلالہ) کے ابدان لطیفہ زمین پر حرام کئے گئے ہیں کہ وہ ان کو کھائے اسی طرح شہداء و اولیاء علیہم (الرحمۃ) (الثناء) کے ابدان و کفن بھی قبور میں صحیح و سلامت رہتے ہیں وہ حضرات روزی و رزق دیئے جاتے ہیں۔

اور شیخ الہند محمد ثناء دہلوی رحمہ (رحمۃ اللہ علیہ) شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں: اولیاء خدائے تعالیٰ نقل کردہ شدہ انداز میں دار فانی بدار بقا و زندہ اند نزد پروردگار خود، و مرزوق اند و خوشحال اند، و مردم را ازاں شعور نیست۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے اولیاء اس دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کر گئے ہیں اور اپنے پروردگار کے پاس زندہ ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے وہ خوش حال ہیں اور لوگوں کو اس کا شعور نہیں۔

اور علامہ علی قاری شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں: لا فرق لہم فی الحالین ولذا قیل: أولیاء اللہ لا یموتون ولكن ینتقلون من دار إلی دار... إلخ ملتقطاً۔ ترجمہ: محبوبانِ خدا کے لیے حیات و ممات کی دونوں حالتوں میں کوئی فرق نہیں، کہا گیا ہے کہ اولیاء اللہ مرتے نہیں وہ تو ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، ج 9، ص 431 تا 433، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

تفسیر روح البیان میں علامہ اسماعیل حقّی رحمہ (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: ”اجساد الأنبياء والأولیاء والشہداء لا تبلى ولا تتغیر لما أن اللہ تعالیٰ قد نفی

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((تَعَلَّمُوا أَنَّهُ لَنْ يَرَى أَحَدٌ مِنْكُمْ رَبَّهُ حُرَّ وَجْهًا حَتَّى يَمُوتَ)) ترجمہ: جان لو کہ تم میں سے کوئی شخص بھی موت سے پہلے ہرگز اپنے رب کا دیدار نہیں کر سکتا۔

(صحیح مسلم، باب ذکر ابن صیاد، ج 4، ص 2245، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

فتاویٰ حدیثیہ میں ہے ”لایجوز لاحد ان یدعی انہ رأى اللہ بعین رأسہ، ومن زعم ذلك فهو کافر مراق الدم“ ترجمہ: کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا دعویٰ کرے، اور جس نے یہ گمان کیا تو وہ کافر اور مباح الدم ہے۔

(فتاویٰ حدیثیہ، ص 200، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

سوال: کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا ہے؟

جواب: جی ہاں! جمہور اہل سنت کے نزدیک معراج کی رات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا۔

(الفتاویٰ الحدیثیۃ، مطلب فی رؤیۃ اللہ تعالیٰ فی الدنیا، ص 200، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

سوال: کیا اولیاء کو دنیا کے اندر خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہو سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں! خواب میں ہو سکتا ہے، اولیاء سے ثابت ہے، ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں سو بار زیارت ہوئی۔

(منح الروض الاذہر، ص 83، باب المدینہ کراچی)

سوال: کیا آخرت میں مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا؟

جواب: جی ہاں! جنت میں مومنین کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔

(فقہ اکبر، ص 83، باب المدینہ کراچی)

سوال: کیا اولیاء اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں؟

فصل اول: اختیاراتِ اولیاء

سوال: کیا اولیاء کرام کو اللہ تعالیٰ اختیارات عطا فرماتا ہے؟

جواب: اولیائے کرام کو اللہ عزوجل نے بہت بڑی طاقت دی ہے ان میں جو اصحاب خدمت ہیں ان کو تصرف کا اختیار دیا جاتا ہے۔ سیاہ سفید کے مختار بنادیتے جاتے ہیں یہ حضرات نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے نائب ہیں ان کو اختیارات و تصرفات حضور کی نیابت میں ملتے ہیں۔

(بہار شریعت، حصہ 1، ص 267، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ((إِنَّ اللَّهَ قَالَ: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالتَّوَّافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ: كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لِأَعْطِيَنَّهُ، وَلَكِنَّ اسْتَعَاذَنِي لِأَعِذَنَّهُ)) ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جو میرے کسی ولی سے دشمنی کرے، اسے میں نے لڑائی کا اعلان دے دیا اور میرا بندہ کسی شے سے اُس قدر تقرب حاصل نہیں کرتا جتنا فرض سے ہوتا ہے اور نوافل کے ذریعہ سے ہمیشہ قرب حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اسے محبوب بنالیتا ہوں، جب میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے، اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے، اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے، اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے، تو اسے دوں گا اور پناہ مانگے تو پناہ دوں گا۔

(صحیح بخاری، باب التواضع، ج 8، ص 105، دار طوق النجاة)

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں: ”بعضے از

أبدانهم من العفونة الموجبة للتفسيخ وبركة الروح المقدس إلى البدن كما لا كسیر)) ترجمہ: انبیاء، اولیاء اور شہدا کے اجسام نہ ہی پرانے ہوتے ہیں اور نہ ہی متغیر، اللہ تعالیٰ نے ان کے اجسام سے وہ عفونت دور فرمادی جو اجسام کے پھٹنے کا سبب بنتی ہے، مقدس روح کی برکت جسم کی طرف ایسے ہی ہے جیسا کہ اکسیر۔

(تفسیر روح البیان، ج 3، ص 439، مطبوعہ، کوئٹہ)

المخبّر“ ترجمہ: اور تیرے لیے جائز کہ یہ کہے کہ علوم خمسہ کو اگرچہ صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے مگر یہ جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبین اور اولیاء میں سے جسے چاہے یہ علوم عطا فرمادے، اس پر قرینہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ علیم وخبیر ہے، یہ قرینہ اس طور پر ہے کہ خبیر مخبر (خبر دینے والے) کے معنی میں ہے۔

(تفسیرات احمديہ، سورۃ لقمان، تحت الآیۃ 34، ص 609، 608، مطبوعہ پشاور)

تفسیر صاوی میں ہے: ”وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا“

أى: من حيث ذاتها، وأما بإعلام الله للعبد فلا مانع منه كالأنبياء وبعض الأولياء، قال تعالى: ﴿وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ﴾ وقال تعالى: ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ﴾ قال العلماء: وكذا ولي، فلا مانع من كون الله يطلع بعض عباده الصالحين على بعض هذه المغيبات، فتكون معجزة للنبي وكرامة للولي“ ترجمہ: (اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی) یعنی ذاتی طور پر نہیں جانتی، بہر حال اللہ تعالیٰ کا بندے کو اس کا علم دے دینا تو اس سے مانع کوئی چیز نہیں ہے جیسا کہ انبیاء علیہم السلام اور بعض اولیاء کو اللہ تعالیٰ نے اس کا علم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (اور وہ نہیں پاتے اس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے۔) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے) علماء نے فرمایا: اور ایسے ہی اللہ کا ولی ہے، تو اس سے مانع کوئی چیز نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے بعض صالحین کو ان بعض علوم غیبیہ پر اطلاع دے، یہ علم غیب کا ہونا نبی کے لیے معجزہ اور ولی کے لیے کرامت ہوگا۔

(تفسیر الصاوی، سورۃ لقمان، تحت الآیۃ 34، ج 5، ص 1607، باب المدینہ کراچی)

ارشاد الساری میں ہے: ”فمن ادعى علم شيء منها غير مستند إلى

خواص اولیاء اللہ را کہ آله جارحہ تکمیل وارشاد بنی نوع خود گگردانیدہ اند دریں حالت ہر تصرف در دنیا دادہ و استغراق آنها بجهت کمال وسعت مدارك آنها مانع توجہ بایں سمت نمی گردد و اویسیان تحصیل کمالات باطنی از آنها می نمایند ارباب حاجات و مطالب حل مشکلات خود از انہامی طلبند و می یابند“ ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے بعض خاص اولیاء ہیں جن کو بندوں کی تربیت کاملہ اور راہنمائی کے لئے ذریعہ بنایا گیا ہے، انہیں اس حالت میں بھی دنیا کے اندر تصرف کی طاقت و اختیار دیا گیا ہے اور کامل وسعت مدارک کی وجہ سے ان کا استغراق اس طرف متوجہ ہونے سے مانع نہیں ہوتا، صوفیائے اویسیہ باطنی کمالات ان اولیاء اللہ سے حاصل کرتے ہیں اور غرض مند و محتاج لوگ اپنی مشکلات کا حل ان سے طلب کرتے اور پاتے ہیں۔

(فتح العزیز (تفسیر عزیز)، تحت الآیۃ: وَالْقَمَرِ إِذَا اتَّسَقَ، ص 206)

اولیاء اور علم غیب

سوال: کیا اولیاء کو اللہ تعالیٰ علم غیب عطا فرماتا ہے؟

جواب: علوم غیبیہ ان پر منکشف ہوتے ہیں ان میں بہت کواکان و مایکون اور تمام لوح محفوظ پر اطلاع دیتے ہیں مگر یہ سب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطہ و عطا سے ہے بے وساطت رسول کوئی غیر نبی کسی غیب پر مطلع نہیں ہو سکتا۔

(بہار شریعت، حصہ 1، ص 268، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

تفسیرات احمدیہ میں ہے: ”وَلَا تَقُولُ إِنَّ عِلْمَ هَذِهِ الْخَمْسَةِ وَإِنْ كَانَ لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللَّهُ، لَكِنْ يَجُوزُ أَنْ يَعْلَمَهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ مَحِبَّةٍ وَأَوْلِيَاءَ هَ بِقَرِينَةِ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ عَلَى أَنْ يَكُونَ الْخَبِيرُ بِمَعْنَى

فصل دوم: کراماتِ اولیاء

سوال: کرامت کسے کہتے ہیں؟

جواب: ولی سے جو بات خلافِ عادت ظاہر ہو اسے کرامت کہتے ہیں۔

(النبراس، أقسام الخوارق سبعة، ص 272، مدينة الاولیاء ملتان)

سوال: جو شخص کراماتِ اولیاء کا منکر ہو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: کرامتِ اولیاء حق ہے اس کا منکر گمراہ ہے۔

(بہار شریعت، حصہ 1، ص 269، مکتبہ المدینہ، کراچی)

منح الروض للقاری میں ہے: ”والکرامات لالأولیاء حق ای: ثابت بالکتاب والسنة، ولا عبرة بمخالفة المعتزلة وأهل البدعة فی إنکار الکرامة“ ترجمہ: کرامات اولیاء حق ہیں یعنی قرآن وسنت سے ثابت ہیں، معتزلہ اور دیگر گمراہوں کی انکار کرامت میں مخالفت کا کوئی اعتبار نہیں۔

(منح الروض الأزهري للقاری، ص 79، باب المدینہ کراچی)

سوال: اولیاء اللہ سے کس قسم کی کرامات کا صدور ہو سکتا ہے؟

جواب: مردہ زندہ کرنا، مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو شفا دینا، مشرق سے

مغرب تک ساری زمین ایک قدم میں طے کر جانا، غرض تمام خوارقِ عادت اولیاء سے ممکن ہیں سوائے اس معجزہ کے جس کی بابت دوسروں کے لئے ممانعت ثابت ہو چکی ہے جیسے قرآن مجید کے مثل کوئی سورت لے آنا یا دنیا میں بیداری میں اللہ عزوجل کے دیدار یا کلام حقیقی مشرف سے ہونا اس کا جو اپنے یا کسی ولی کے لئے دعویٰ کرے کافر ہے۔

(بہار شریعت، حصہ 1، ص 269 تا 271، مکتبہ المدینہ، کراچی)

کرامات کا ثبوت

سوال: کرامات کا ثبوت کہاں سے ہے؟

الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان کاذباً فی دعواه ”ترجمہ: جو شخص ان میں سے کسی چیز کے علم کا دعویٰ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف استناد کے بغیر کرے تو وہ اپنے دعویٰ میں کاذب ہے۔

(ارشاد الساری، کتاب الإیمان، باب سؤال جبریل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 1،

ص 243، دارالفکر، بیروت)

ایسا ہی فتح الباری اور عمدة القاری میں بھی ہے۔

(فتح الباری، کتاب الإیمان، باب سؤال جبریل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 1،

ص 114، دارالکتب العلمیہ، بیروت ☆ عمدة القاری، ج 1، ص 425، دارالحديث، ملتان)

مسافت کا قلیل وقت میں طے ہو جانا جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے صاحب جن کا نام مشہور ترین قول پر حضرت آصف بن برخیا ہے کا مسافت کی دوری کے باوجود ملکہ بلقیس کے تحت کو پلک جھپکنے سے پہلے لے آنا، (2) اسی طرح کھانے، پانی اور لباس کا حاجت کے وقت ظاہر ہو جانا جیسا کہ حضرت مریم کے لیے، قرآن پاک میں ہے: (جب زکریا اس کے پاس اس کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے، اس کے پاس نیا رزق پاتے، کہا اے مریم! یہ تیرے پاس کہاں سے آیا، بولیں وہ اللہ کے پاس سے ہے)، (3) اسی طرح پانی پر چلنا جیسا کہ یہ کثیر اولیاء کے بارے میں منقول ہے (4) اسی طرح ہوا میں اڑنا جیسا کہ جعفر بن ابی طالب اور لقمان سرخسی وغیرہما کے بارے میں منقول ہے، (5) اسی طرح بے جان چیزوں اور جانوروں کا کلام کرنا، جہاں تک بے جان چیزوں کے کلام کا تعلق ہے تو مروی ہے کہ حضرت سلمان اور ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سامنے پیالے نے شہج کی اور ان دونوں نے سنی، اور جہاں تک جانوروں کے کلام کا معاملہ ہے تو جیسا کہ اصحاب کہف کے کتے کا کلام کرنا اور جیسا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے، ارشاد فرمایا کہ ایک آدمی گائے پر سوار ہو کر اس کو ہانک کر لے جا رہا تھا، کہ اچانک گائے اس کی طرف متوجہ ہوئی اور کہنے لگی کہ میں اس کام کے لیے پیدا نہیں کی گئی، بلکہ مجھے کھیتی کے لیے پیدا کیا گیا ہے، لوگوں نے کہا: سبحان اللہ، گائے کلام کرتی ہے، نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اس پر ایمان لایا، (6) اور اسی طرح آنے والی بلا کو ٹالنا، شدت کے وقت دشمنوں سے بچانا اور اس کے علاوہ دوسری اشیاء، مثال کے طور پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مدینہ منورہ میں منبر پر موجود ہو کر نہاوند میں موجود لشکر کو دیکھ لینا اور امیر لشکر کو پہاڑ کے پیچھے دشمن کے مکر سے بچانے کے لیے فرمانا: اے ساریہ!

جواب: کرامات کا ثبوت قرآن وحدیث، صحابہ اور ائمہ دین سے ہے، چنانچہ شرح عقائد نسفیہ میں ہے ”فتظہر الکرامة علی طریق نقض العادة للولی من قطع المسافة البعيدة فی المدة القليلة کاتیان صاحب سلیمان علیہ السلام وهو آصف بن برخیا علی الأشهر بعرض بلقیس قبل ارتداد الطرف مع بُعد المسافة، وظهور الطعام والشراب واللباس عند الحاجة کما فی حق مریم فَإِنَّهُ ﴿كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّنِي لَكَ هَذَا قَالَتُ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ﴾، والمشي علی الماء کما نقل عن کثیر من الأولیاء والطیران فی الهواء کما نقل عن جعفر بن ابی طالب ولقمان السرخسی وغیرہما وکلام الجماد والعجماء، أمّا کلام الجماد فکما روی أَنَّهُ کان بین یدی سلمان وأبی الدرداء قصعة فسبحت وسمعا تسبیحاً، وأمّا کلام العجماء فکتکلم الکلب لأصحاب الکهف وکما روی النبی علیہ السلام قال بینما رجل یسوق بقرة قد حمل علیها إذا التفتت البقرة إلیه وقالت إني لم أخلق لهذا وإني خلقت للحرث، فقال الناس: سبحان الله تتکلم البقرة، فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آمنت بهذا واندفاع المتوجه من البلاء وكفاية المهم عن الأعداء وغير ذلك من الأشياء مثل رؤية عمر وهو علی المنبر فی "المدينة" جیشہ ب "نہاوند" حتی قال لأمیر جیشہ: یا ساریة الجبل الجبل تحذیراً له من وراء الجبل لمکر العدو هناك وسماع ساریة کلامه مع بُعد المسافة وكشرب خالد السم من غیر ضرر به وكجریان النيل بكتاب عمر، وأمثال هذا أكثر من أن یحصی“ ترجمہ: کرامت خلاف عادت ولی کے لیے ظاہر ہوتی ہے مثلاً (1) بعید

﴿قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَنْ يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ۚ قَالَ عِفْرِيتٌ مِنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ مِنْ مَقَامِكَ وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٍّ أَمِينٌ ۚ قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي ۚ﴾ ترجمہ: سلیمان نے فرمایا: اے درباریو! تم میں کون ہے کہ وہ اس (ملکہ بلقیس) کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہو، ایک بڑا خبیث جن بولا کہ میں وہ تخت حضور میں حاضر کروں گا قبل اس کے کہ حضور اجلاس برخواست کریں اور میں بے شک اس پر قوت والا امانت دار ہوں، اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے حضور میں حاضر کروں گا ایک پل مارنے (پلک جھپکنے) سے پہلے، پھر جب سلیمان نے تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا، کہا یہ میرے رب کے فضل سے ہے۔ (پ 19، سورة النمل، آیت 38, 39, 40)

اصحاب کھف کی کرامت

(2) اصحاب کھف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے امتی تھے، شہر افسوس کے رہنے والے تھے، ان کا بادشاہ بت پرست اور انتہائی ظالم شخص تھا، یہ اس سے ڈر کر بھاگے اور ایک غار میں پناہ لی اور وہاں سو گئے تو تین سو نو برس تک سوتے رہے، ان کو پتا ہی نہ چلا، زمانہ بدلتا رہا، سلطنتیں بدلتی رہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو لوگوں سے محفوظ رکھا، تین سو نو برس بعد بیدار ہوئے، جیسے سوئے تھے جاگے تو ویسے ہی تھے، جتنی عمریں سوتے وقت تھیں اتنی ہی بیدار ہونے کے وقت تھیں، گویا تمام لوگوں پر تین سو نو برس گزرے مگر اصحاب کھف پر کچھ دیر ہی گزری تھی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کا واقعہ تفصیلاً بیان فرمایا ہے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿فَضَرَبْنَا عَلَىٰ

پہاڑ پہاڑ، اور حضرت ساریہ کا بعد مسافت کے باوجود ان کے کلام کو سن لینا اور جیسا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زہر پی لینا اور کچھ نقصان نہ ہونا، اور جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خط کی وجہ سے دریائے نیل کا جاری ہو جانا، اس کی مثالیں شمار سے زیادہ ہیں۔

(شرح العقائد النسفية، مبحث کرامات الأولیاء حق، ص 146 تا 149، باب المدینہ کراچی)

سوال: قرآن، حدیث اور خلفاء راشدین سے کچھ کرامات بیان کر دیں۔

جواب: قرآن، حدیث اور خلفاء راشدین سے کچھ کرامات درج ذیل

ہیں:

آصف بن برخیا کی کرامت

(1) جب ملکہ بلقیس حضرت سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے ارادے سے چلی، اس کا ایک تخت تھا جو اسی گز لمبا اور چالیس گز چوڑا تھا، جس جگہ تخت رکھا ہوا تھا وہ جگہ سلیمان علیہ السلام سے چھ ماہ کی مسافت پر تھی، ملکہ بلقیس اس تخت کو سات محلات میں بند کر کے آئی تھی، جب ملکہ بلقیس قریب پہنچ گئی تو سلیمان علیہ السلام نے چاہا کہ وہ تخت ملکہ بلقیس کے پہنچنے سے پہلے میرے پاس پہنچ جائے، تو انہوں نے اپنے درباریوں سے کہا کہ وہ تخت کون لائے گا، پہلے ایک طاقتور جن نے کہا کہ میں لے کر آؤں گا، آپ کا دربار برخواست ہونے سے پہلے حاضر کروں گا (دربار زوال کے وقت تک لگتا تھا)، پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر آصف بن برخیا جن کو اللہ تعالیٰ نے کتاب کا علم دیا تھا، جو اسم اعظم جانتے تھے، اللہ تعالیٰ کے ولی تھے، وہ عرض کرنے لگے: حضور میں آپ کے پلک جھپکنے سے پہلے حاضر کروں گا، (اور صرف دعویٰ نہیں کیا بلکہ) دیکھا تو تخت سامنے موجود تھا، فرمایا: یہ میرے رب کے فضل سے ہے۔ اس واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((كَانَ رَجُلٌ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ يُقَالُ لَهُ جَرِيحٌ يُصَلِّي، فَجَاءَتْهُ أُمُّهُ، فَدَعَتْهُ فَأَبَى أَنْ يُجِيبَهَا، فَقَالَ: أُجِيبُهَا أَوْ أُصَلِّي، ثُمَّ أَتَتْهُ فَقَالَتْ: اللَّهُمَّ لَا تُمِتْهُ حَتَّى تُرِيَهُ وَجُوهَ الْمُؤْمَسَاتِ، وَكَانَ جَرِيحٌ فِي صَوْمَعَتِهِ، فَقَالَتْ امْرَأَةٌ لَأَفْتِنَنَّ جَرِيحًا، فَتَعَرَّضَتْ لَهُ، فَكَلَّمَتْهُ فَأَبَى، فَأَتَتْ رَاعِيًا، فَأَمَكَّتَهُ مِنْ نَفْسِهَا، فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقَالَتْ: هُوَ مِنْ جَرِيحٍ، فَأَتَتْهُ وَكَسَرُوا صَوْمَعَتَهُ، فَأَنزَلُوهُ وَسَبَّوهُ فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى ثُمَّ أَتَى الْغُلَامَ، فَقَالَ: مَنْ أَبُوكَ يَا غُلَامُ؟ قَالَ: الرَّاعِي، قَالُوا: نَبِيِّنَا صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ: لَا، إِلَّا مِنْ طِينٍ)) ترجمہ: بنی اسرائیل کے ایک (عبادت گزار) شخص تھے جن کو جریج کہا جاتا تھا، (ایک مرتبہ) وہ نماز پڑھ رہے تھے کہ ان کی والدہ ان کے پاس آئیں اور ان کو آواز دی، انہوں نے کوئی جواب نہ دیا اور (دل میں) کہا: میں جواب دوں یا نماز پڑھتا رہوں (اسی شش و پنج میں کوئی جواب نہ دیا، والدہ چلی گئیں، کچھ عرصہ بعد) ان کی والدہ پھر آئیں اور (بلانے پر جواب نہ آنے کی صورت میں بددعا دیتے ہوئے) کہا: اے اللہ! تو اسے موت نہ دینا جب تک تو اسے کسی فاحشہ کا منہ نہ دکھا دے۔ جریج اپنی عبادت گاہ میں تھے، ایک فاحشہ عورت نے کہا کہ میں جریج کو ضرور فتنے میں ڈالوں گی، اس نے اپنے آپ کو جریج پر پیش کیا اور برائی کے بارے میں گفتگو کی، جریج نے انکار کیا، تو وہ فاحشہ ایک چرواہے کے پاس آئی اور اپنے اوپر اسے قدرت دے دی، (اس نے برا کام کیا، جس کے نتیجے میں) اس فاحشہ نے ایک بچہ جنا اور لوگوں سے کہا کہ یہ جریج کا بچہ ہے، لوگ جریج کے پاس آئے اور اس کی عبادت گاہ گرا دی، جریج کو نیچے اتار کر سب و شتم کیا، جریج نے وضو کیا اور نماز پڑھی پھر بچے کے پاس آئے اور بچے سے کہا: تیرا باپ کون ہے؟ بچے نے جواب دیا: چرواہا، (نومولود بچے کی گواہی سے لوگ

آذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا ۖ ثُمَّ بَعَثْنَاهُمْ لِنَعْلَمَ أَيُّ الْحِزْبَيْنِ أَحْصَى لِمَا لَبِثُوا أَمَدًا ﴿۱۵﴾ ترجمہ: تو ہم نے اس غار میں ان کے کانوں پر گنتی کے کئی برس تھپکا، پھر ہم نے انہیں جگایا کہ دیکھیں دونوں گروہوں میں کون ان کے ٹھہرنے کی مدت زیادہ ٹھیک بتاتا ہے۔ (پ 15، سورۃ الکہف، آیت 12، 11)

مزید فرماتا ہے ﴿وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا﴾ ترجمہ: اور وہ اپنے غار میں تین سو برس ٹھہرے نو اوپر۔

(پ 15، سورۃ الکہف، آیت 25)

حضرت مریم کی کرامت

(3) حضرت مریم جو کہ اللہ تعالیٰ کی ولیہ تھیں، جب زکریا علیہ السلام ان کے محراب (نماز پڑھنے کی جگہ) میں جاتے تو وہاں سردیوں کے پھل گرمیوں میں اور گرمیوں کے پھل سردیوں میں پاتے، حضرت زکریا علیہ السلام حیران ہو کر پوچھتے: اسے مریم یہ پھل تمہارے پاس کہاں سے آتے ہیں؟ تو حضرت مریم جواب دیتیں کہ یہ پھل اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّى لَكَ هَذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ ترجمہ: جب جب زکریا مریم کے پاس اس کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے، اس کے پاس نیا رزق پاتے، کہا: اے مریم! یہ تیرے پاس کہاں سے آیا، بولیں: وہ اللہ کے پاس سے ہے، بے شک اللہ جسے چاہے بے حساب دے۔ (سورۃ آل عمران، آیت 37)

حضرت جریج کی کرامت

(4) صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول

وَأَخْتَاكِ، فَأَقْسِمُ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى)) ترجمہ: آج یہ (میرا) مال وارث کا ہو چکا ہے، اور (میرے مال کے) وارث (تمہارے علاوہ) تمہارے دو بھائی اور تمہاری دو بہنیں ہیں، اس مال کو ان کے درمیان کتاب اللہ کے مطابق تقسیم کرنا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: ((إِنَّمَا هِيَ أَسْمَاءُ، فَمَنْ الْآخَرَى؟)) ترجمہ: میری تو ایک ہی بہن اسماء ہے، دوسری کون ہے؟ فرمایا: ((ذُو بَطْنٍ بِنْتُ خَارِجَةَ أَرَاهَا جَارِيَةً)) ترجمہ: (تمہاری سوتیلی والدہ) بنت خارجه حاملہ ہے، میرے خیال میں وہ لڑکی ہے۔

(مؤطا امام مالک، باب ما لا يجوز من النحل والعطية، ج 2، ص 483، مؤسسة الرسالہ، بیروت)

مؤطا امام محمد کی روایت میں ہے: ((فَوَكَدَتْ جَارِيَةً)) ترجمہ: پس انہوں نے ایک بچی جنی، (جس کا نام ام کلثوم تھا)۔

(مؤطا امام محمد، باب النحلی، ج 1، ص 286، المكتبة العلمية، بیروت)

حضرت عمر فاروق کی کرامات

(7) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((إِنَّ عُمَرَ بَعَثَ جَيْشًا وَأَمَرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا يُدْعَى سَارِيَةً. قَالَ: فَقَامَ عُمَرُ يُخْطَبُ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَأَقْبَلَ يَصْبِيحُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَا سَارِيَةُ الْجَبَلُ يَا سَارِيَةُ الْجَبَلُ فَقَدِمَ رَسُولُ الْجَيْشِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَقِينَا عَدُوَّنَا فَهَزَمُونَا فَإِذَا صَائِحٌ يَصْبِيحُ يَا سَارِيَةُ الْجَبَلُ فَاسْتَنْدَنَّا بِأُظْهَرِنَا إِلَى الْجَبَلِ فَهَزَمَهُمُ اللَّهُ)) ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لشکر (ایک مہینہ کی مسافت پر نہاوند)

بھیجا، اس پر حضرت ساریہ کو امیر بنایا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوران خطبہ منبر پر حضرت ساریہ کو پکارا: اے ساریہ پہاڑ کو لو، اے ساریہ پہاڑ کو لو۔ پھر جب اس لشکر

سارا معاملہ سمجھ گئے، شرمندہ ہوئے) اور جرتج سے کہنے لگے: ہم آپ کی عبادت گاہ سونے کی بنادیتے ہیں، جرتج نے کہا: نہیں تم مٹی ہی کی بنادو۔

(صحیح بخاری، باب اذا هدم حائطاً فلبين مثله، ج 3، ص 137، دار طوق النجاة)

حضرت صدیق اکبر کی کرامات

(5) اصحاب صفہ میں تین آدمی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر مہمان ہوئے، کھانا جب سامنے رکھا تو، راوی کا بیان ہے کہ: ((وَأَيُّمُ اللَّهُ مَا كُنَّا نَأْخُذُ مِنَ اللَّقْمَةِ إِلَّا رَبًّا مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرُ مِنْهَا حَتَّى شَبِعُوا، وَصَارَتْ أَكْثَرَ مِمَّا كَانَتْ قَبْلُ)) ترجمہ: خدا کی قسم ہم جو بھی لقمہ اٹھاتے، اس کے نیچے سے کھانا اور زیادہ ہو جاتا، یہاں تک کہ ہم سب سیر ہو گئے، اور کھانا پہلے سے زیادہ موجود تھا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زوجہ (کو کھانا دکھا کر ان) سے اس بارے میں پوچھا، تو وہ کہنے لگیں: ((لَا وَقَرَّةَ عَيْنِي، لَهِيَ الْآنَ أَكْثَرُ مِمَّا قَبْلُ بِثَلَاثِ مَرَّاتٍ)) ترجمہ: میری آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم، اب کھانا پہلے سے تین گنا زیادہ ہے۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس میں سے کھایا اور پھر یہ کھانا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لے گئے، صبح تک کھانا بارگاہ رسالت میں رہا، مسلمانوں اور کفار کی ایک قوم کے درمیان معاہدہ ہوا تھا، جس کی مدت ختم ہو گئی تھی، صبح ایک بڑا لشکر جمع ہوا، جو بارہ آدمیوں (امیروں) کے درمیان تقسیم تھا اور ہر ایک کے ساتھ بہت سارے لوگ تھے، ان کی تعداد اللہ بہتر جانتا ہے، ان سب نے وہ کھانا کھایا۔

(صحیح بخاری، باب علامات النبوة في الاسلام، ج 4، ص 194، دار طوق النجاة)

(6) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے وصال سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: ((وَأِنَّمَا هُوَ الْيَوْمَ مَالٌ وَارِثٌ، وَإِنَّمَا هُوَ أَخَوَاتُ،

ہے، عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک قاصد امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا کہ وہ ان کو اس خبر سے مطلع کر دے، امیر المؤمنین نے ان کو پیغام بھیجا کہ اسلام پہلے کی جاہلانہ رسوم مٹاتا ہے، پھر آپ نے ان کی طرف ایک خط بھیجا جس میں آپ نے (دریائے نیل کو خطاب کرتے ہوئے) کہا: بسم اللہ الرحمن الرحیم عبد اللہ عمر بن خطاب کی طرف سے دریائے نیل کے نام، اما بعد (اے دریائے نیل) اگر تو خود بخود چلتا تھا تو ہمیں تیری کوئی حاجت نہیں اور اگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے جاری ہوتا تھا تو اللہ تعالیٰ کے نام پر جاری ہو جا۔ اور آپ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اسے دریائے نیل میں ڈال دیں تو وہ اسی رات سولہ ہاتھ تک بلند ہو کر جاری ہو گیا، اور ہر سال چھ ہاتھ زیادہ ہو جاتا، اور ایک روایت میں ہے کہ جب انہوں نے آپ کا خط دریائے نیل میں ڈالا تو وہ جاری ہو گیا اور اس کے بعد کبھی نہ رکا۔

(الریاض النضرۃ فی مناقب العشرة، الباب الثانی، الفصل التاسع، ج 2، ص 327، دارالکتب العلمیہ، بیروت) تاریخ الخلفاء، الخلیفۃ الثانی عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج 1، ص 103، مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز

(9) الریاض النضرۃ میں ہے: ((ولما دخل أبو مسلم الخولانی المدینة من الیمن وكان الأسود بن قیس الذی ادعی النبوة بالیمن عرض علیه أن یشهد أنه رسول الله فأبی، فقال: أتشهد أن محمداً رسول الله، قال: نعم قال: فأمر بتأجیب نار عظيمة وألقى فيها أبو مسلم فلم تضربه فأمر بنفیه من بلادة فقدم المدینة، فلما دخل من باب المسجد قال عمر: هذا صاحبکم الذی زعم الأسود الکذاب أنه یحرقه فنجاة الله منها، ولم یکن القوم ولا عمر سمعوا قضیتہ ولا رأوه، ثم قام إلیه واعتنقه وقال: ألتست عبد الله بن ثوب، قال: بلی، فبکی عمر ثم قال: الحمد لله الذی لم یمتنی حتی

سے قاصد آیا، اس سے سوال کیا تو اس نے جواب دیا: اے امیر المؤمنین! دشمن کی ہم سے لڑائی ہوئی، وہ ہمیں شکست دینے لگا کہ اچانک ہم نے آواز سنی: اے ساریہ پہاڑ کولو، ہم نے اپنی پشتوں کو پہاڑ کی طرف کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست دے دی۔

(دلائل النبوة لابی نعیم، ماظهر علی ید عمر، ج 1، ص 579، دارالنفائس، بیروت) دلائل النبوة للبیہقی، باب ماجاء فی اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج 6، ص 370، دارالکتب العلمیہ، بیروت) مشکوٰۃ المصابیح، باب الکرامات، الفصل الثالث، ج 3، ص 1678، المکتب الاسلامی، بیروت

(8) امام طبری ”الریاض النضرۃ“ میں اور امام جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء میں نقل کرتے ہیں: ((ویروی أن مصر لما فتحت، أتى أهلها عمرو بن العاص وقالوا له: إن هذا النيل يحتاج في كل سنة إلى جارية بكر من أحسن الجوارى فنلقیها فيه وإلا فلا یجری، وتخرّب البلاد وتقحط، فبعث عمرو إلى أمير المؤمنين عمر یخبره بالخبر، فبعث إلى عمرو: الإسلام یجب ما قبله، ثم بعث إلیه بطاقة قال فیها: بسم الله الرحمن الرحیم، إلى نیل مصر من عبد الله عمر بن الخطاب، أما بعد فإن كنت تجری بنفسك فلا حاجة بنا إلیك، وإن كنت تجری بالله فأجر علی اسم الله، وأمره أن یلقیها فی النيل فجرى فی تلك الليلة ستة عشر ذراعاً، وزاد علی كل سنة ستة أذرع. وفي رواية: فلما ألقى كتابه فی النيل جرى ولم یعد یقف)) ترجمہ: مروی ہے کہ جب مصر فتح ہوا تو اہل مصر عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور آپ سے کہنے لگے کہ یہ دریائے نیل ہر سال خوبصورت ترین لڑکیوں میں سے ایک باکرہ لڑکی کا محتاج ہوتا ہے لہذا ہم ایک لڑکی اس میں ڈال دیتے ہیں ورنہ یہ جاری نہیں ہوتا اور (اس کے جاری نہ ہونے سے) شہر برباد ہو جاتے ہیں اور قحط پڑ جاتا

اللہ صلی اللہ علیہ وسلمؐ إلى المحراب فجاءت جارية بطبق رطب فوضع بين يدي رسول الله صلي اللہ علیہ وسلمؐ فأخذ منها رطبة وقال: يا علي، تأخذ هذه الرطبة، فقلت: نعم يا رسول الله، فمد يده وجعله كذا في فمي، ثم أخذ أخرى وقال لي مثل ذلك فقلت: نعم فجعلها في فمي، فانتبهت وفي قلبي شوق إلى رسول الله صلي اللہ علیہ وسلمؐ وحلاوة الرطب في فمي، فتوضأت وذهبت إلى المسجد فصليت خلف عمر واستند إلى المحراب فأردت أن أتكلم بالرؤيا فمن قبل أن أتكلم جاءت امرأة ووقفت على باب المسجد ومعها طبق رطب فوضع بين يدي عمر فأخذ رطبة، وقال: تأكل من هذا يا علي، قلت: نعم، فجعلها في فمي، ثم أخذ أخرى وقال لي مثل ذلك فقلت: نعم، ثم أخذ أخرى كذلك ثم فرق على أصحاب رسول الله -صلي اللہ علیہ وسلمؐ يمنية ويسرة وكنت أشتهي منه، فقال: يا أخی، لو زادك رسول الله صلي اللہ علیہ وسلمؐ ليلتك لذناك، فعجبت وقلت: قد أطلعه الله على ما رأيت البارحة، فنظر وقال: يا علي المؤمن ينظر بنور الله، قلت: صدقت يا أمير المؤمنين هكذا رأيته، وكذا رأيته طعمه ولذته من يدك كما وجدت طعمه ولذته من يد رسول الله صلي اللہ علیہ وسلمؐ)) ترجمہ: میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ میں نے صبح کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمؐ کے پیچھے پڑھی ہے اور (نماز کے بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمؐ نے محراب سے ٹیک لگالی، پھر ایک عورت تازہ کھجوروں کا ایک تھال لے کر حاضر ہوئی اور وہ تھال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمؐ کے سامنے رکھ دیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلمؐ نے اس میں سے ایک کھجور لی اور فرمایا: اے علی! یہ کھجور لوگے؟، میں نے عرض کی: جی ہاں! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمؐ، تو آپ نے

أرأني في أمة محمد صلي اللہ علیہ وسلمؐ شبيهاً بإبراهيم الخليل عليه السلام)) ترجمہ: جب ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ یمن کے شہر میں داخل ہوئے اور یمن میں موجود اسود بن قیس کہ جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا، اس نے آپ سے کہا کہ وہ گواہی دیں کہ وہ (اسود) اللہ کا رسول ہے، ابو مسلم خولانی نے انکار کیا، تو اس نے کہا کہ کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ محمد (صلي اللہ علیہ وسلمؐ) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! تو اس نے بڑی آگ بھڑکانے کا حکم دیا، اور اس کے اندر ابو مسلم خولانی کو ڈال دیا مگر ان کو کوئی نقصان نہ پہنچا، اس نے ان کو اپنے شہروں سے نکال دیا، ابو مسلم خولانی مدینہ منورہ حاضر ہو گئے، جب مسجد کے دروازے سے داخل ہوئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یہ تمہارے وہ ساتھی ہیں جن کے بارے میں اسود کذاب کا گمان تھا کہ وہ ان کو جلا دے گا، تو اللہ تعالیٰ نے ان کو آگ سے نجات دی۔ (حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ خبر بطریق کرامت دی تھی کیونکہ) قوم اور حضرت عمر نے ان کا معاملہ نہ ہی سنا تھا اور نہ ہی دیکھا تھا، پھر عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی طرف کھڑے ہوئے اور ان کو گلے لگا لیا اور فرمایا: کیا تم عبد اللہ بن ثوب (یہ ابو مسلم خولانی کا نام ہے) نہیں ہو؟ تو انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے اور کہا: تمام خوبیاں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے وفات نہ دی یہاں تک کہ اس نے مجھے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلمؐ میں سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے (آگ میں نہ جلنے کے اعتبار سے) مشابہ دکھا دیا۔

(الرياض النضرية في مناقب العشرة، الباب الثاني، الفصل التاسع، ج 2، ص 328، دار الكتب العلمية، بيروت)

(10) حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((انہ

رأى في منامه كأنه صلى الصبح خلف النبي صلي اللہ علیہ وسلمؐ واستند رسول

(11) حضرت یحییٰ بن سعید سے مروی ہے، فرماتے ہیں: ((اِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لِرَجُلٍ: مَا اسْمُكَ؟ قَالَ جَمْرَةُ قَالَ: ابْنُ مَنْ؟ قَالَ: ابْنُ شَهَابٍ قَالَ: مِنْ اَيْنَ؟ قَالَ: مِنَ الْحُرَقَةِ قَالَ: اَيْنَ مَسْكُنُكَ؟ قَالَ: بِحَرَّةِ النَّارِ، قَالَ: بَايْتُهَا؟ قَالَ: بِذَاتِ لُطَى، قَالَ عُمَرُ: اَدْرَكَ اَهْلَكَ فَقَدْ احْتَرَقُوهُ قَالَ: فَكَانَ كَمَا قَالَ عُمَرُ)) ترجمہ: حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی سے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: انگارہ، آپ نے پوچھا: کس کے بیٹے ہو؟ جواب دیا: شعلے کا بیٹا ہوں، پوچھا: کہاں سے آئے ہو؟ جواب دیا: حرارت سے، پوچھا: تمہارا مسکن کہاں ہے؟، جواب دیا: آگ کی گرمی میں، پوچھا: کس کے ساتھ ہو؟ جواب دیا: آگ کے ساتھ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اپنے گھر والوں کی خبر لو، وہ سب جل چکے ہیں، راوی کہتے ہیں: جیسا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا، ویسا ہی ہوا۔

(مؤطا امام مالک، باب ما یکرہ من الاسماء، ج 2، ص 153، مؤسسة الرسالہ، بیروت، ١٤١٢ھ الرياض النضرة فی مناقب العشرة، الباب الثانی، الفصل التاسع، ج 2، ص 331، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ١٤١٢ھ الخلفاء، الخلیفۃ الثانی عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج 1، ص 102، مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز)

(12) ابن عساکر نے طارق بن شہاب سے روایت کیا، وہ فرماتے ہیں: ((ان کان الرجل لیحدث عمر الحدیث فیکذبه الذبہ فیقول: احبس هذه ثم یحدثه بالحدیث فیقول: احبس هذه فیقول له: کل ما حدثتک حق إلا ما أمرتني أن أحبسہ)) ترجمہ: اگر کوئی شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث بیان کرتا، پس (جب) آپ اس کی تکذیب کرتے تو یوں فرماتے: اسے روک لو (یعنی آگے بیان نہ کرو)، پھر حدیث بیان کرتا تو فرماتے: اسے

اپنا ہاتھ بڑھا کر اس طرح وہ کھجور میرے منہ میں ڈال دی، پھر دوسری کھجور اٹھائی اور پہلے کی مثل مجھ سے ارشاد فرمایا، میں نے عرض کیا: جی ہاں، تو آپ نے وہ بھی میرے منہ میں ڈال دی، میری آنکھ کھل گئی، حال یہ تھا کہ میرے دل میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت و شوق تھا اور میرے منہ میں کھجور کی لذت تھی، میں نے وضو کیا اور (نجر کی نماز کے لیے) مسجد کی طرف چلا گیا، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی، حضرت عمر نماز کے بعد محراب سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے، میں نے ارادہ کیا کہ میں انہیں خواب کے بارے میں بتاؤں، میرے بتانے سے پہلے ایک عورت آئی اور مسجد کے دروازے پر کھڑی ہو گئی، اس کے پاس تازہ کھجوروں کا تھال تھا، وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ دیا گیا، آپ نے ایک کھجور پکڑی اور فرمایا: اے علی یہ کھاؤ گے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں!، آپ نے اسے میرے منہ میں ڈال دیا، پھر آپ نے دوسری کھجور پکڑی اور مجھے پہلے کی طرح فرمایا، میں نے عرض کی: جی ہاں!، پھر اسی طرح آپ نے ایک اور کھجور پکڑی اور اپنے دائیں بائیں بیٹھے ہوئے اصحاب رسول پر تقسیم فرمادی، حالانکہ مجھے اس کی خواہش تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے میرے بھائی! اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات کو تمہیں زیادہ عطا فرماتے تو ہم بھی زیادہ دے دیتے، مجھے تعجب ہوا اور میں نے (دل میں) کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس کی اطلاع دے دی ہے جسے میں نے رات خواب میں دیکھا ہے، حضرت عمر نے (مجھے) دیکھا اور فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ! مومن اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے، میں نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! آپ نے سچ فرمایا، میں نے اسی طرح دیکھا ہے اور میں نے اس کا ذائقہ اور لذت آپ کے ہاتھ سے ویسا ہی پایا ہے جیسا ذائقہ اور لذت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست مبارک سے پایا۔

(الرياض النضرة فی مناقب العشرة، الباب الثانی، الفصل التاسع، ج 2، ص 332، 331، دارالکتب

منه صرخت زوجته فطمته، فقال: ما لك قطع الله يديك ورجليك وأعمى عينيك وأدخلك النار، فأخذتني رعدة عظيمة وخرجت هارباً فأصابني ما ترى ولم يبق من دعائه إلا النار)) ترجمہ: میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ ملک شام میں تھا کہ میں نے ایک شخص کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا کہ ہائے جہنم کی ہلاکت، میں اس کی طرف گیا تو دیکھا کہ ایک شخص ہے جس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کٹے ہوئے ہیں، وہ آنکھوں سے اندھا ہے اور منہ کے بل لیٹا ہوا ہے، میں نے اس کی حالت کے بارے میں اس سے پوچھا تو اس نے بتایا: میں ان لوگوں میں سے تھا جو حضرت عثمان غنی کے گھر میں داخل ہوئے تھے، جب میں ان کے قریب ہوا تو ان کی زوجہ نے چیخ ماری تو میں نے ان کو تھپڑ مار دیا، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ تیرے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں قطع فرمادے، تجھے آنکھوں سے اندھا کر دے اور تجھے جہنم میں ڈال دے، مجھ پر بہت زیادہ کپکپی طاری ہو گئی اور میں بھاگتے ہوئے نکلا، مجھے پہنچ گیا جو تم دیکھ رہے ہو اور ان کی مانگی ہوئی دعاؤں میں سے سوائے جہنم کے کچھ باقی نہیں رہا۔

(الرياض النضرية في مناقب العشرة، الباب الثالث، الفصل التاسع، ج 3، ص 41، دار الكتب العلمية، بيروت)

مولیٰ علی کی کرامت

(15) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے کی ایک رکاب میں پاؤں رکھتے تھے اور دوسری رکاب پر رکھنے کے لئے پاؤں مبارک کو حرکت دیتے، پاؤں کے جاتے جاتے قرآن کریم ختم کر دیتے تھے۔ مرقاة المفاتیح اور شواہد النبوة میں ہے ((حُكِيَ أَنَّ عَلِيًّا رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى وَجْهَهُ كَانَ يَبْتَدِءُ الْقُرْآنَ مِنْ ابْتِدَاءِ قَصْدِ رُكُوبِهِ مَعَ تَحْقِيقِ الْمُبَانِي وَتَفْقِهِ الْمَعَانِي، وَيَخْتِمُهُ حِينَ وَضَعَ قَدَمَهُ فِي رِكَابِهِ الثَّانِي)) ترجمہ: حکایت کیا گیا کہ

روک لو۔ (آخر میں) وہ شخص عرض کرتا: میں نے جو آپ سے بیان کیا ہے وہ سب حق ہے سوائے اس کے جس کے بارے میں آپ نے مجھے حکم دیا کہ اسے روک لو۔

(تاریخ الخلفاء، الخليفة الثاني عمر بن خطاب رضي الله تعالى عنه، ج 1، ص 103، مكتبة نزار مصطفى الباز)

حضرت عثمان غنی کی کرامات

(13) امام طبری ”الرياض النضرية“ میں نقل کرتے ہیں: ((روى أن رجلاً دخل على عثمان وقد نظر امرأة أجنبية، فلما نظر إليه قال: هاء! أيدخل على أحدكم وفي عينيه أثر الزنا فقال له الرجل: أوحى بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: لا! ولكن قول حق وفراصة صدق)) ترجمہ: مروی ہے کہ ایک شخص حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، اس شخص نے راستے میں ایک اجنبیہ کی طرف نظر کی تھی، جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی طرف دیکھا تو فرمایا: خبردار، کوئی شخص تمہارے پاس اس حال میں آتا ہے کہ اس کی آنکھوں میں زنا کا اثر ہوتا ہے، تو اس شخص نے آپ سے کہا: کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد (بھی) وحی اتری ہے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: نہیں، مگر یہ قول حق ہے اور مومن کی فراست سچ ہے۔

(الرياض النضرية في مناقب العشرة، الباب الثالث، الفصل التاسع، ج 3، ص 41، دار الكتب العلمية، بيروت)

(14) حضرت ابو قلابہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((كنت في رفقة بالشام، إذ سمعت صوت رجل يقول: يا ويلاه النار!! قال: فقامت إليه وإذا رجل مقطوع اليدين والرجلين من الحقوين أعمى العينين منكب لوجهه فسألته عن حاله فقال: إني قد كنت ممن دخل على عثمان الدار فلما دنوت

فصل سوم: اولیاء سے امداد طلب کرنا

سوال: اولیاء سے مدد طلب کرنا کیسا ہے؟

جواب: ان سے استمداد و استعانت (مدد طلب کرنا) محبوب ہے، یہ مدد مانگنے والے کی مدد فرماتے ہیں چاہے وہ کسی جائز لفظ کے ساتھ ہو۔ ان کو دور و نزدیک سے پکارنا سلف صالح کا طریقہ ہے۔ رہا ان کو فاعل مستقل جاننا یہ وہابیہ کا فریب ہے مسلمان کبھی ایسا خیال نہیں کرتا مسلمان کے فعل کو خواہ مخواہ قبیح پر ڈھالنا وہابیت کا خاصہ ہے۔

(بہار شریعت، حصہ 1، ص 271 تا 274، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اولیاء اللہ اور انبیائے کرام سے مدد مانگنا جائز ہے جبکہ اس کا عقیدہ یہ ہو کہ حقیقی امداد تو رب تعالیٰ ہی کی ہے، یہ حضرات اس کے مظہر ہیں اور مسلمان کا یہ ہی عقیدہ ہوتا ہے، کوئی جاہل بھی کسی ولی کو خدا نہیں سمجھتا۔“

(جاء الحق، ص 464، مکتبۃ غوثیہ، کراچی)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اہل استعانت سے پوچھو تو کہ تم انبیاء و اولیاء (علیہم الفضل والصلوٰۃ والسلام) کو عیاذ باللہ خدا یا خدا کا ہمسریا قادر بالذات یا معین مستقل جانتے ہو یا اللہ عزوجل کے مقبول بندے اس کی سرکار میں عزت و وجاہت والے اس کے حکم سے اس کی نعمتیں بانٹنے والے مانتے ہو، دیکھو تو تمہیں کیا جواب ملتا ہے۔“

امام علامہ خاتمۃ المجتہدین تقی المملۃ والدین فقیہ محدث ناصر السنۃ ابوالحسن علی بن عبدالکافی سبکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب ”شفاء السقام“ میں استمداد و استعانت کو بہت احادیث صریحہ سے ثابت کر کے ارشاد فرماتے ہیں: ”لیس المراد نسبة النبی صلی اللہ علیہ وسلم إلى الخلق والاستقلال بالأفعال هذا لا يقصده مسلم فصرف

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوار پر سوار ہونے کا قصد کرتے تو قرآن پاک پڑھنا شروع فرماتے اور دوسری رکاب پر پاؤں رکھنے سے پہلے قرآن ختم فرمالیا کرتے حال یہ ہوتا کہ قرآن کے حروف بھی سمجھ آ رہے ہوتے اور معانی بھی۔

(مرقاۃ المفاتیح، ج 9، ص 3654، دار الفکر، بیروت ☆ شواہد النبوة، ص 212، مکتبۃ الحقیقۃ، استنبول، ترکی)

(16) علی بن زاذان سے مروی ہے، فرماتے ہیں: ((ان علیا حدث حدیثاً فکذبه رجل، فقال علی: أدعو علیک إن كنت صادقاً، قال: نعم، افدعاً علیہ، فلم ینصرف حتی ذهب بصره)) ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک حدیث بیان کی تو ایک آدمی نے آپ کی تکذیب کی، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اگر تم سچے ہو تو میں تمہارے خلاف دعا کرتا ہوں، اس شخص نے کہا کہ ٹھیک ہے، پس آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے خلاف دعا کی تو اسی جگہ بیٹھے بیٹھے اس کی بینائی چلی گئی یعنی وہ اندھا ہو گیا۔

(الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، الباب الرابع، ج 3، ص 202، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

خلق و ایجاد کرے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور فریاد ہے اور حضور کی فریاد رسی یوں ہے کہ حاجت روائی کے سبب ہوں اور اپنی رحمت سے وہ کام کریں جس کے باعث اس کی حاجت روا ہو۔

(الجوہر المنظم، الفصل السابع، فيما ينبغي للزائر، ص 62، المطبعة الخيرية، مصر ☆ فتاوی رضویہ ملخصاً، ج 21، ص 332، 331، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: محبوبانِ خدا سے استعانت پر کچھ دلائل بیان فرمادیں۔

جواب: محبوبانِ خدا سے استعانت کے جواز پر قرآن و سنت اور اقوال ائمہ و فقہاء و اولیاء سے کچھ دلائل درج ذیل ہیں:

قرآن مجید سے دلائل

(1) قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے ﴿فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ﴾ ترجمہ: بے شک اللہ اپنے نبی کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک مسلمان اور اس کے بعد سب فرشتے مدد پر ہیں۔ (پ 28، سورۃ تحریم، آیت نمبر 4)

(2) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ﴾ ترجمہ: اے مسلمانو! تمہارا مددگار نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور وہ ایمان والے جو نماز قائم رکھتے اور زکاۃ دیتے اور وہ رکوع کرنے والے ہیں۔ (پ 6، سورۃ المائدہ، آیت نمبر 55)

(3) ایک اور مقام پر فرماتا ہے ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ﴾ ترجمہ: اور کیا خوب تھا اگر وہ راضی ہوتے خدا اور رسول کے دیئے پر اور

الکلام إليه ومنعه من باب التلبیس فی الدین والتشویش علی عوام الموحدين“ ترجمہ: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد مانگنے کا یہ مطلب نہیں کہ حضور انور کو خالق اور فاعل مستقل ٹھہراتے ہوں یہ تو اس معنی پر کلام کو ڈھال کر استعانت سے منع کرنا دین میں مغالطہ دینا اور عوام مسلمانوں کو پریشانی میں ڈالنا ہے۔

(شفاء السقام فی زیارة خیر الأنام، الباب الثامن فی التوسل، ص 175، نوریہ رضویہ، فیصل آباد) صدقت یا سیدی جزاک اللہ عن الإسلام والمسلمین خیراً، امین! (اے میرے آقا! آپ نے سچ فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔)

فقہیہ محدث علامہ محقق عارف باللہ امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ”جوہر منقظم“ میں حدیثوں سے استعانت کا ثبوت دے کر فرماتے ہیں: ”فالتوجه والاستغاثة به صلی اللہ علیہ وسلم او بغيره ليس لهما معنى فى قلوب المسلمين غير ذلك ولا يقصد بهما أحد منهم سواه فمن لم يشرح صدره لذلك فليبك على نفسه نسأل الله العافية والمستغاث به فى الحقيقة هو الله، والنبي صلی اللہ علیہ وسلم واسطة بينه وبين المستغيث فهو سبحانه مستغاث به والغوث منه خلقاً وإيجاداً والنبي صلی اللہ علیہ وسلم مستغاث والغوث منه سبباً وكسباً“ ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا حضور اقدس کے سوا اور انبیاء و اولیاء علیہم (رضی اللہ عنہم) کی طرف توجہ اور ان سے فریاد کے یہی معنی مسلمانوں کے دل میں ہیں اس کے سوا کوئی مسلمان اور معنی نہیں سمجھتا ہے نہ قصد کرتا ہے تو جس کا دل اسے قبول نہ کرے وہ آپ اپنے حال پر روئے، ہم اللہ تبارک و تعالیٰ سے عافیت مانگتے ہیں حقیقتاً فریاد اللہ عزوجل کے حضور ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اور اس فریادی کے بیچ میں وسیلہ و واسطہ ہیں، تو اللہ عزوجل کے حضور فریاد ہے اور اس کی فریاد رسی یوں ہے کہ مراد کو

احادیث سے دلائل

(5) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ((اَطْلُبُوا الْخَيْرَ وَالْحَوَائِجَ مِنْ حَسَنِ الْوُجُوهِ)) ترجمہ: بھلائی اور اپنی حاجتیں ان لوگوں سے مانگو جن کے چہرے عبادت الہی سے روشن ہیں۔

(المعجم الكبير، مجاہد عن ابن عباس، ج 11، ص 81، مكتبة ابن تيمية، القاهرة)

(6) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((ان لله تعالى عباد اختصاصهم لحوائج الناس يفزع الناس اليهم في حوائجهم اولئك الآمنون من عذاب الله)) ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حاجت روائی خلق کے لئے خاص فرمایا ہے، لوگ گھبرائے ہوئے اپنی حاجتیں ان کے پاس لاتے ہیں، یہ بندے عذاب الہی سے امان میں ہیں۔

(كنز العمال بحوالہ طب عن ابن عمر، حديث 16007، جلد 6، صفحہ 350، مؤسسة الرسالة، بيروت)

(7) حضرت مالک الدار سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((أَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِي زَمَنِ عُمَرَ، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! اسْتَسْقِ لَأَمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا، فَاتَى الرَّجُلَ فِي الْمَنَامِ فَقِيلَ لَهُ: أَتَيْتَ عُمَرَ فَأَقْرَنَهُ السَّلَامَ، وَأَخْبَرَهُ أَنَّكُمْ مُسْتَقِيمُونَ وَقُلْ لَهُ: عَلَيْكَ الْكَيْسُ، عَلَيْكَ الْكَيْسُ))، فَاتَى عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ فَبَكَى عُمَرُ ثُمَّ قَالَ: يَا رَبِّ لَا أَلُو إِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ)) ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں لوگوں پر قحط پڑھ گیا۔ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر آیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ عزوجل سے اپنی امت کے لئے بارش طلب کریں کہ یہ ہلاک ہو رہے

کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دے گا اللہ ہمیں اپنے فضل سے اور اس کا رسول بے شک ہم اللہ کی طرف رغبت والے ہیں۔

(ب 10، سورہ نمبر 9، آیت نمبر 59)

اس آیت میں اللہ رب العزت نے اپنے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دینے والا فرمایا ہے۔

(4) قرآن مجید میں ہے ﴿فَالْمُدَبِّرَاتِ أُمْرًا﴾ ترجمہ: قسم ہے ان فرشتوں کی کہ تمام کاروبار دنیا ان کی تدبیر سے ہے۔ (ب 30، سورہ النازعات، آیت نمبر 5)

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں تفسیر خازن اور معالم التنزیل میں ہے کہ ”قال ابن عباس هم الملائكة وكلوا بامور عرفهم الله تعالى العمل بها“ ترجمہ: عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا یہ مدبرات الامر ملائکہ ہیں ان کاموں پر مقرر کئے گئے جن کی کاروائی اللہ عزوجل نے انہیں تعلیم فرمائی۔

(تفسیر خازن، سورہ النازعات، ج 4، ص 391، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

اس کی دوسری تفسیر جسے بیضاوی شریف میں بیان کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ”أوصفت النفوس الفاضلة حال المفارقة فانها تنزع عن الابدان ان غرقا ای نزعا شديدا من اغراق النازع في القوس وتنشط الى عالم الملكوت وتسبح فيه فتسبق الى حظائر القدس فتصير لشرفها وقوتها من المدبرات“ ترجمہ: یا ان آیات میں اللہ تبارک و تعالیٰ ارواح اولیاء کا ذکر فرماتا ہے جب وہ اپنے پاک مبارک بدنوں سے انتقال فرماتیں کہ جسم سے بقوت تمام جدا ہو کر عالم بالا کی طرف سبک خرامی اور دریائے ملکوت میں شناوری کرتی حظیرہائے حضرت قدس تک جلد رسائی پاتی ہیں پس اپنی بزرگی و طاقت کے باعث کاروبار عالم کے تدبیر کرے والوں سے ہو جاتی ہیں۔ (تفسیر بیضاوی، ج 5، ص 282، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

فرمودش بخواہ تخصیص نہ کر دے بمطلوبہ خاص معلوم
میشود کہ کارہمہ بدست ہمت و کرامت اوست صلی اللہ علیہ
وسلم ہرچہ خواہد و کراخواہد باذن پروردگار خود دہد“
ترجمہ: مطلق سوال سے کہ آپ نے فرمایا: مانگ۔ اور کسی خاص شے کو مانگنے کی
تخصیص نہیں فرمائی۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمام معاملہ آپ کے دست اقدس میں ہے،
جو چاہیں جسے چاہیں اللہ تعالیٰ کے اذن سے عطا فرمادیں۔

(اشعة اللمعات، کتاب الصلوٰۃ، باب السجود وفضله، الفصل الاول، ج 1، ص 396، مکتبہ نوریہ
رضویہ، سکھر)

امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ اللہ اس حدیث پاک کے تحت فرماتے
ہیں ”الحمد للہ یہ جلیل نفیس حدیث صحیح اپنے ہر جملے سے وہابیت کش ہے۔ حضور
اقدس خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلقاً بلا قید و بلا تخصیص ارشاد فرمانا: اسل،
مانگ کیا مانگتا ہے، جان وہابیت پر کیسا پہاڑ ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور ہر قسم
کی حاجت روائی فرما سکتے ہیں دنیا و آخرت کی سب مرادیں حضور کے اختیار میں ہیں
جب تو بلا تقید ارشاد ہوا: مانگ کیا مانگتا ہے یعنی جو جی میں آئے مانگو کہ ہماری سرکار
میں سب کچھ ہے۔

گر خیریت دنیا و عقبی آرزو داری

بدر گاہش بیا و ہرچہ می خواہی تمنا کن

ترجمہ: اگر تو دنیا و آخرت کی بھلائی چاہتا ہے تو اس کی بارگاہ میں آ اور جو
چاہتا ہے مانگ لے۔

یہ شعر حضرت شیخ محقق رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے کہ قصیدہ نعتیہ حضور پر نور سید عالم صلی
اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا ہے۔

ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آدمی کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا عمر کو میرا
سلام کہنا اور اسے خبر دینا کہ بارش ہوگی، اور یہ بھی کہنا کہ نرمی اختیار کرے، اس شخص
نے حاضر ہو کر خبر دی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر روئے، پھر کہا: اے میرے
رب! میں کوتاہی نہیں کرتا مگر اس چیز میں جس سے میں عاجز ہوں۔

(مصنف ابن شیبہ، کتاب الفضائل، ما ذکر فی فضل عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ،
جلد 12، صفحہ 32، الدار السلفیہ، الہندیہ)

مانگ کیا مانگتا ہے

(8) سیدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ((كُنْتُ
أَبِيتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ بَوْضُوئِهِ فَقَالَ لِي سَلْ (ولفظ
الطبرانی فقال يوماً يا ربیعة سلنی فاعطیک رجعنا الی لفظ مسلم) فَقُلْتُ
أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ قَالَ أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ قَالَ قُلْتُ هُوَ ذَلِكَ قَالَ فَأَعِنِّي عَلَى
نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ)) ترجمہ: میں حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
پاس رات کو حاضر رہتا ایک شب حضور کے لیے آب وضو وغیرہ ضروریات لایا (رحمت
عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بحر رحمت جوش میں آیا) ارشاد فرمایا: مانگ کیا مانگتا ہے کہ
ہم تجھے عطا فرمائیں۔ میں نے عرض کی: میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں
اپنی رفاقت عطا فرمائیں۔ فرمایا: کچھ اور؟ میں نے عرض کی: میری مراد تو صرف یہی
ہے۔ فرمایا: تو میری اعانت کر اپنے نفس پر کثرت سجدہ سے۔

(صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب فضل السجود، ج 1، ص 193، قدیمی کتب خانہ، کراچی☆
سنن ابی داؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب وقت قیام النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من اللیل، ج 1،
ص 187، آفتاب عالم پریس، لاہور☆ المعجم الکبیر، ج 5، ص 58، 57، المکتبۃ الفیصلیہ، بیروت)

شیخ شیوخ علماء الہند سیدی شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہ
شرح مشکوٰۃ شریف میں اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں ”از اطلاق سوال کہ

کہ اللہ کے کچھ بندے ہیں جنہیں یہ نہیں دیکھتا وہ اس کی مدد کریں گے۔ یہ پکار مجرب (تجربہ شدہ) ہے۔

(المعجم الكبير للطبرانی، ما سند عتبہ بن غزوان، ج 17، ص 117، مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ)

(10) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((إِذَا أَنْفَلَتْ دَابَّةُ أَحَدِكُمْ بِأَرْضِ فَلَاةٍ فَلْيُنَادِ يَا عِبَادَ اللَّهِ احْبِسُوا، يَا عِبَادَ اللَّهِ احْبِسُوا، فَإِنَّ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي الْأَرْضِ حَاضِرًا سَيَحْبِسُهُ)) ترجمہ: جب جنگل میں جانور چھوٹ جائے تو یوں ندا کرے اے اللہ کے بندو! روک دو، اے اللہ کے بندو! روک دو، زمین پر اللہ عزوجل کے کچھ بندے حاضر رہتے ہیں، وہ اس جانور کو روک دیں گے۔

(مسند ابویعلیٰ الموصلی، مسند عبد اللہ بن مسعود، ج 9، ص 177، دارالمأمون للتراث، دمشق ☆ عمل اليوم والليلة لابن سني، باب مايقول اذا انفلت الدابة، ج 1، ص 455، دارالقبلة للثقافة الاسلامية ومؤسسة علوم القرآن، بيروت)

(11) حضرت ابان بن صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((إِذَا نَفَرَتْ دَابَّةُ أَحَدِكُمْ أَوْ بَعِيرُهُ بِفَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ لَا يَرَىٰ بِهَا أَحَدًا، فَلْيَقُلْ: أَعِينُونِي عِبَادَ اللَّهِ، فَإِنَّهُ سَيُعَانُ)) ترجمہ: جنگل بیابان میں جب تم میں سے کسی کا جانور بھاگ جائے، وہاں وہ کسی مددگار کو نہ دیکھے تو کہے: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، تو اس کی مدد کی جائے گی۔

(المصنف لابن أبي شيبة، مايقول الرجل اذا نذت به دابته او بعيره في سفر، ج 6، ص 103، مکتبہ الرشيد، الرياض)

امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان تین احادیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں ”یہ حدیثیں کہ تین صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے روایت فرمائیں قدیم سے اکابر علمائے دین رحمہم اللہ تعالیٰ انکی مقبول و معمول و مجرب ہیں۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 21، ص 318، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

پھر اس حدیث جلیل میں سب سے بڑھ کر جان و ہابیت پر یہ کیسی آفت کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود حضور سے جنت مانگتے ہیں کہا ((أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ!)) میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں رفاقت والا عطا ہو۔

وہابی صاحبو! یہ کیسا کھلا شرک و ہابیت ہے جسے حضور مالک جنت علیہ (فضل العزیز و النجیب) قبول فرما رہے ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ملخصاً، ج 30، ص 496، 495، 494، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

علامہ علی قاری علیہ رحمۃ (باری) مرقاہ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں ”یؤخذ من إطلاقه صلی اللہ علیہ وسلم الامر بسؤال ان الله تعالى مكنه من اعطاء كل ما اراد من خزائن الحق“ یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگنے کا حکم مطلق دیا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور کو عام قدرت بخشی ہے کہ خدا کے خزانوں سے جو چاہیں عطا فرمادیں۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتب الصلوٰۃ، باب السجود وفضله، الفصل الاول، ج 2، ص 615، المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ)

بیابان جنگل میں اکیلے مدد کے لئے پکارنا

(9) حضرت عتبہ بن غزو ان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم صلی

اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((إِذَا أَضَلَّ أَحَدُكُمْ شَيْئًا أَوْ أَرَادَ أَحَدُكُمْ عَوْنًا وَهُوَ بِأَرْضٍ لَيْسَ بِهَا أَنْيْسٌ، فَلْيَقُلْ: يَا عِبَادَ اللَّهِ أَغِيثُونِي، يَا عِبَادَ اللَّهِ أَغِيثُونِي، فَإِنَّ لِلَّهِ عِبَادًا لَا نَرَاهُمْ)) وَقَدْ جُرِّبَ ذَلِكَ۔ ترجمہ: جب تم میں سے کوئی شخص کسی چیز کو گم کر دے یا اسے مدد کی حاجت ہو اور وہ ایسی جگہ ہو جہاں کوئی ہمدم نہیں تو اسے چاہئے یوں پکارے: اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔

(2) و خلاصۃ المفائر (3) و نزہۃ الخاطر (4) و تحفہ قادریہ (5) و زبدۃ الآثار وغیرہ میں یہ کلمات رحمت آیات حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل و روایت فرماتے ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، ج 29، ص 557، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

امام عبد الوہاب شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور استمداد

(13) امام عارف باللہ سیدی عبد الوہاب شعرانی فرماتے ہیں کہ "ابوہادی" کتاب "لواقح الانوار فی طبقات الاخبار" میں فرماتے ہیں "سیدی محمد غمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مرید بازار میں تشریف لیے جاتے تھے ان کے جانور کا پاؤں پھسلا، با آواز پکارا یا سیدی محمد یا غمیری، ادھر ابن عمر حاکم صغیر کو بحکم سلطان پھنق قید کیے لیے جاتے تھے، ابن عمر نے فقیر کا نداء کرنا سنا، پوچھا یہ سیدی محمد کون ہیں؟ کہا میرے شیخ کہا میں ذلیل بھی کہتا ہوں، یا سیدی یا غمیری لا حظنی، اے میرے سردار اے محمد غمیری! مجھ پر نظر عنایت کرو، ان کا یہ کہنا تھا کہ حضرت سیدی محمد غمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور مدد فرمائی کہ بادشاہ اور اس کے لشکریوں کی جان پر بن گئی، مجبورانہ ابن عمر کو خلعت دے کر رخصت کیا۔

(لواقح الانوار فی طبقات الاخبار، ترجمہ الشیخ محمد الغمیری، ج 2، ص 88، مصطفیٰ البابی، مصر)

اسی میں ہے "سیدی شمس الدین محمد حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے حجرہ خلوت میں وضو فرما رہے تھے ناگاہ ایک کھڑاؤں ہوا پر پھینکی کہ غائب ہو گئی حالانکہ حجرے میں کوئی راہ اس کے ہوا پر جانے کی نہ تھی۔ دوسری کھڑاؤں اپنے خادم کو عطا فرمائی کہ اسے اپنے پاس رہنے دے جب تک وہ پہلی واپس آئے، ایک مدت کے بعد ملک شام سے ایک شخص وہ کھڑاؤں مع اور ہدایا کے حاضر لایا اور عرض کی کہ اللہ تعالیٰ حضرت کو جزائے خیر دے جب چور میرے سینہ پر مجھے ذبح کرنے بیٹھا میں نے اپنے دل میں کہا: یا سیدی محمد یا حنفی، اُسی وقت یہ کھڑاؤں غیب سے آ کر اس کے سینہ پر

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور استمداد

(12) حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں "من استغاث بی فی کربۃ کشف عنہ و من نادى باسمی فی شدۃ فرجت عنہ من توکل بی الی اللہ عزوجل فی حاجۃ قضیت له و من صلی رکعتین یقرأ فی کل رکعۃ بعد الفاتحة سورة اخلاص احدى عشرة مرة ثم یصلی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد السلام ویسلم علیہ ویذکر نی ثم یخطو الی جهة العراق احدى عشرة خطوة یدکرہا اسمی ویذکر حاجتہ فانہا تقضی باذن اللہ" ترجمہ: جو کسی تکلیف میں مجھ سے فریاد کرے وہ تکلیف دفع ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر ندا کرے وہ سختی دور ہو اور جو کسی حاجت میں اللہ تعالیٰ کی طرف مجھ سے توسل کرے وہ حاجت بر آئے۔ اور جو دو رکعت نماز ادا کرے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص گیارہ بار پڑھے پھر سلام پھیرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مجھے یاد کرے، پھر عراق شریف کی طرف گیارہ قدم چلے ان میں میرا نام لیتا جائے اور اپنی حاجت یاد کرے تو اس کی وہ حاجت اللہ کے اذن سے روا ہو۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر فضل اصحابہ و بشراہم، ص 102، مصطفیٰ البابی، مصر ☆ زبدۃ الاسرار، ذکر فضل اصحابہ و مریدیہ و محبہ، ص 101، بکسلنگ کمپنی، بمبئی)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس فرمان غوث اعظم کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں "اکابر علمائے کرام و اولیائے عظام مثل (1) امام ابوالحسن نور الدین علی بن جرینحی شطونی (2) و امام عبد اللہ بن اسد یافعی مکی (3) مولانا علی قاری مکی صاحب مرقاة شرح مشکوٰۃ (4) مولانا ابوالعالی محمد سلمی قادری و (5) شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اپنی تصانیف جلیلہ (1) بہجۃ الاسرار

ففتحنا له فإذا معه غلامان بقتين فيهما شيء كثير وقال شكوتموني إلى النبي صلى الله عليه وآله وسلم رأيتاه في النوم فأمرني بحمل شيء إليكم“ ترجمہ: حضرت ابی بکر بن ابوعلی فرماتے ہیں کہ میں طبرانی اور ابوشیخ رحمہم اللہ مدینہ میں رہا کرتے تھے، ہمارا خرچ ختم ہو گیا اور ہم تنگدستی کا شکار ہو گئے، ایک دن عشاء کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ پاک پر حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم بھوک سے نڈھال ہیں۔ امام طبرانی کہنے لگے بیٹھ جاؤ یا ہمیں کھانا مل جائے گا یا موت آجائے گی۔ میں اور ابوشیخ اٹھ کر دروازے کے پاس آئے اور دروازہ کھولا تو دیکھا کہ ایک علوی اپنے دو غلاموں کے ساتھ تھا، وہ ٹوکرے میں بہت سی چیزیں لئے کھڑے تھے۔ علوی بولا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس شکایت کی ہے اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں آکر تمہیں کچھ دینے کا حکم دیا ہے۔

(تذکرۃ الحفاظ، جلد 3، صفحہ 122، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

علامہ رملی کا عقیدہ

(15) امام شیخ الاسلام شہاب رملی انصاری کے فتاویٰ میں ہے ”سئل عما يقع من العامة من قولهم عند الشدائد يا شيخ فلان ونحو ذلك من الاستغاثة بالانبياء والمرسلين والصالحين وهل للمشائخ اغاثة بعد موتهم ام لا؟ فاجاب بما نصّه، ان الاستغاثة بالانبياء والمرسلين والاولياء والعلماء الصالحين جائزة وللانبياء وللرسل والاولياء والصالحين اغاثة بعد موتهم الخ“ ترجمہ: ان سے استفتاء ہوا کہ عام لوگ جو خیتوں کے وقت انبیاء و مرسلین و اولیاء و صالحین سے فریاد کرتے اور یا شیخ فلاں (یا رسول اللہ، یا علی، یا شیخ عبدالقادر جیلانی) اور ان کی مثل کلمات کہتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور

لگی کہ غش کھا کر الٹا ہو گیا اور مجھے یہ برکت حضرت شمس الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نجات بخشی۔

(لواقح الانوار فی طبقات الاخيار، ترجمہ سیدنا و مولانا شمس الدین حنفی، ج 2، ص 95، مصطفیٰ البابی، مصر)

اسی میں ہے ”ولی مدوح ذریزہ کی زوجہ مقدسہ بیماری سے قریب مرگ ہوئیں تو وہ یوں ندا کرتی تھیں: یا سیدی احمد یا بدوی خاطرک معی، اے میرے سردار اے احمد بدوی! حضرت کی توجہ میرے ساتھ ہے۔ ایک دن حضرت سیدی احمد کبیر بدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں، کب تک مجھے پکارے گی اور مجھ سے فریاد کرے گی تو جانتی نہیں کہ تو ایک بڑے صاحب تمکین (یعنی اپنے شوہر) کی حمایت میں ہے، اور جو کسی ولی کبیر کی درگاہ میں ہوتا ہے، ہم اس کی نداء پر اجابت نہیں کرتے، یوں کہہ: یا سیدی محمد یا حنفی، کہ یہ کہے گی تو اللہ تعالیٰ تجھے عافیت بخشے گا۔

ان بی بی نے یونہی کہا، صبح کو تندرست اٹھیں، گویا کبھی مرض نہ تھا۔

(لواقح الانوار فی طبقات الاخيار، ترجمہ سیدنا و مولانا شمس الدین الحنفی، ج 2، ص 96، مصطفیٰ البابی، مصر)

محدثین کا عقیدہ

(14) عظیم محدث امام ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں لکھتے ہیں ”وروی عن أبي بكر بن أبي علي قال كان ابن المقرئ يقول كنت أنا والطبراني وأبو الشيخ بالمدينة فضايق بنا الوقت فواصلنا ذلك اليوم فلما كان وقت العشاء حضرت القبر وقلت يا رسول الله الجوع؛ فقال لي الطبراني اجلس فإما أن يكون الرزق أو الموت، فقامت أنا وأبو الشيخ فحضر الباب علوی

است قبر موسی کاظم تریاق مجرب ست مراجابت
وعاد او حجة الاسلام محمد غزالی گفته ہر کہ استمداد
کردہ شود بوی در حیات استمداد کردہ میشود بوی بعد
از وفات ویکی از مشایخ عظامر گفته است دیدم چہار کس
را از مشایخ کہ تصرف میکنند در قبور خود مانند تصرف
ایشان در حیات خود یا بیشتر و شیخ معروف کرخی و شیخ
عبد القادر جیلانی و دو کس دیگر را از اولیاء شمر دہ و مقصود
حصر نیست آنچه خود دیدہ یافتہ است گفتہ و سیدی احمد
بن مرزوق کہ از اعظامر فقہاء و علما و مشایخ دیار مغرب ست
گفت کہ دوزخ شیخ ابوالعباس حضرمی از من پرسید کہ
امداد حی اقوی است یا امداد میت من بگفتم قوی میگویند
کہ امداد حی قوی تر است و من میگویم کہ امداد میت
قوی تر ست پس شیخ گفت نعم زیرا کہ دی در بساط حق
است و در حضرت اوست نقل درین معنی ازین طائفہ
بیشتر از ان است کہ حصر و احصار کردہ شود و یافتہ نمیشود
در کتاب و سنت و اقوال سلف صالح کہ منافی و مخالف این
باشد و رد کنند این را و بتحقیق ثابت شدہ است بآیات
واحادیث کہ روح باقی است و اورا علم و شعور بزازان
و احوال ایشان ثابت است و ارواح کاملان را قریب و مکانتی
در جناب حق ثابت ست چنانکہ در حیات بود یا بیشتر از ان

اولیاء بعد انتقال کے بھی مد فرماتے ہیں یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ بے شک
انبیاء و مرسلین و اولیاء و علماء سے مد مانگنی جائز ہے اور وہ بعد انتقال بھی امداد فرماتے
ہیں۔

(فتاویٰ الرملى فی فروع الفقہ الشافعی، مسائل شتی، ج 4، ص 733، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

علامہ بوصیری کا عقیدہ

(16) قصیدہ بردہ شریف میں ہے:

فان من جودك الدنيا وضرتها

ومن علومك علم اللوح والقلم

قصیدہ بردہ شریف کے اس شعر میں سیدی امام اجل محمد بوصیری ذریہ حضور
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں: یا رسول اللہ! دنیا و آخرت دونوں حضور
کے خوان جود و کرم سے ایک حصہ ہیں اور لوح و قلم کے تمام علوم (جن میں ماکان
و مایکون جو کچھ ہوا اور جو کچھ قیام قیامت تک ہونے والا ہے ذرہ ذرہ بالتفصیل
مندرج ہے) حضور کے علوم سے ایک پارہ ہیں۔

(الکواکب الدریۃ فی مدح خیر البریۃ (قصیدہ بردہ)، الفصل العاشر، ص 56، مرکز اہلسنت
گجرات، الہند)

شیخ عبد الحق محدث دہلوی کا عقیدہ

(17) اشعۃ اللمعات میں شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”واثبات

کردہ اند ان را مشایخ صوفیہ ذریہ اللہ (ر ل ر ل ر) و بعض فقہاء رحمۃ اللہ
علیہم و این امری محقق و مقرر است نزد اہل کشف و کمل
از ایشان تا آنکہ بسیاری را فیوض و فتوح از ارواح رسیدہ و این
طائفہ را در اصطلاح ایشان اویسی خوانند امام شافعی گفته

میں انھیں ایسی کہتے ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت موسیٰ کاظم کی قبر انور قبولیت دعا کے لیے تریاق مجرب ہے، حجۃ الاسلام امام محمد غزالی نے فرمایا: جس سے اس کی زندگی میں مدد لینا جائز ہے، اس سے بعد وفات بھی مدد طلب کرنا جائز ہے۔ مشائخ عظام میں سے ایک نے فرمایا: میں نے چار مشائخ کو دیکھا ہے کہ وہ اپنی قبور میں اس طرح تصرف کرتے ہیں جس طرح اپنی زندگی میں تصرف کرتے تھے یا اس سے بڑھ کر: حضرت شیخ معروف کرخی، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اور دو اور بزرگ شمار کیے اور ان چار میں حصر مقصود نہیں جو کچھ اس بزرگ نے خود دیکھا اور پایا اس کا بیان کر دیا۔

سیدی احمد بن مرزوق رضی اللہ عنہ کہ اعظم فقہاء و علماء اور مشائخ دیار مغرب میں سے ہیں، فرماتے ہیں: کہ ایک دن شیخ ابوالعباس حضرمی نے مجھ سے دریافت کیا: کہ زندہ کی امداد زیادہ قوی ہے یا میت کی؟ میں نے کہا: ایک قوم کہتی ہے کہ زندہ کی امداد قوی تر ہے اور میں کہتا ہوں کہ میت کی امداد قوی تر ہے۔ شیخ نے فرمایا: ہاں! کیونکہ وفات یافتہ بزرگ حق تعالیٰ کی درگاہ میں اسکے سامنے ہے۔ اس بارے میں اس گروہ صوفیہ سے اس قدر روایات منقول ہیں کہ حد شمار سے باہر ہیں۔

پھر کتاب وسنت واقوال سلف و صالحین میں ایسی کوئی چیز نہیں جو اس عقیدہ کے منافی اور مخالف ہو اور اسکی تردید کرتی ہو بلکہ آیات و احادیث سے تحقیقی طور پر یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ روح باقی ہے اور اسے زائرین اور انکے حالات کا علم وشعور ہوتا ہے اور یہ کہ ارواح کا ملین کو جناب حق تعالیٰ میں قرب و مرتبہ حاصل ہے جس طرح زندگی میں انھیں حاصل تھا بلکہ اس سے بڑھ کر، اور اولیاء کرام کی کرامات برحق ہیں اور انھیں کائنات میں تصرف کی قوت و طاقت حاصل ہے یہ سب کچھ انکی

اولیاء کرامات و تصرف در اکوان حاصل است و آن نیست مگر ارواح ایشان را و ارواح باقی ست و تصرف حقیقی نیست مگر خدا عز شانہ و ہمہ بقدرت اوست و ایشان فانی اند در جلال حق در حیات و بعد از ممات پس اگر دادہ شود مراحدی را چیزے بوساطت یکی از دوستان حق و امکانتی کہ نزد خدا دارد و در دنیا شد چنانکہ در حالت حیات بود و نیست فعل و تصرف در ہر دو حالت مگر حق را بجلالہ و معنولہ و نیست چیزے کہ فرق کند میان ہر دو حالت و یافتہ نشدہ است دلیلی بران در شرح شیخ ابن حجر ہیتمی مکی در شرح حدیث ((لعن اللہ الیہود والنصارى اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد)) گفته است کہ این بر تقدیرے ست کہ نماز گزار در بجانب قبر از جہت تعظیم وے کہ آن حرام است باتفاق و اما اتخاذ مسجد در جوار پیغمبرے یا صالحی و نماز گزار در دن نزد قبر وے نہ بقصد تعظیم قبر و توجہ بجانب قبر بلکہ بہ نیت حصول مدد از وے تا کامل شود ثواب عبادت ببرکت قبر و مجاوزت مرآن روح پاک را حرجے نیست“ ترجمہ: مشائخ صوفیہ اور بعض فقہائے کرام رحمہ اللہ علیہم نے اولیاء کرام سے مدد حاصل کرنے کو ثابت اور جائز قرار دیا ہے اور یہ عقیدہ اہل کشف اور ان کے کا ملین کے ہاں محقق اور طے شدہ عقیدہ ہے یہاں تک کہ بہت سے حضرات کو ان ارواح سے فیوض اور فتوح حاصل ہوئے ہیں اور اس گروہ صوفیہ کی اصطلاح

وانت مجیری من هجوم مُلَمَّةٌ اذا انشبت فی القلب شرّ المخالب
ترجمہ: اے خلقِ خدا سے بہتر! آپ پر اللہ تعالیٰ درود بھیجے، اے بہترین شخص جس سے
امید کی جاتی ہے اور اے بہترین عطا کرنے والے اور اے بہترین شخص کہ مصیبت کو
دور کرنے میں جس سے امید رکھی جاتی ہے، اور جس کی سخاوت بارش پر فوقیت رکھتی
ہے۔ آپ ہی مجھے مصیبتوں کے ہجوم سے پناہ دینے والے ہیں جب وہ میرے دل
میں بدترین نچے گاڑتی ہیں۔

(اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم، فصل یازدہم، ص 22، مطبع مجتبائی، دہلی)

ارواح کرتی ہیں، اور وہ باقی ہیں اور متصرف حقیقی تو اللہ عزّوجلّ ہے، یہ سب کچھ حقیقہ
اسی کی قدرت کا کرشمہ ہے یہ حضرات اپنی زندگی میں اور بعد از وصال جلال حق میں
فانی اور مستغرق ہیں، لہذا اگر کسی کو دوستانِ حق کی وساطت سے کوئی چیز اور مرتبہ حاصل
ہو جائے تو کوئی بعید نہیں (اور اس کا انکار درست نہیں) جیسا کہ انکی ظاہری زندگی میں
تھا اور حقیقہً تو فعل و تصرف حق جل جلالہ و عم نوالہ کا ہوتا ہے اور ایسی کوئی دلیل اور وجہ
موجود نہیں جو زندگی اور موت میں فرق کرے۔

حضرت شیخ ابن حجر عسقلانی مکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث پاک ((لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ
وَالنَّصَارَى، اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسْجِدًا
(ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاری پر لعنت کی ہے کیونکہ انھوں نے اپنے انبیاء علیہم
(سلام) کی قبور کو مسجد گاہ بنا لیا۔

کی شرح میں فرمایا کہ یہ اس صورت میں ہے کہ انکی تعظیم کی خاطر ان کی قبور
کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے کہ ایسا کرنا بالاتفاق حرام ہے لیکن کسی پیغمبر یا ولی کے
پڑوس میں مسجد بنانا اور اسکی تعظیم کے ارادہ اور قبر کی طرف توجہ کیے بغیر نماز ادا کرنا جائز
ہے بلکہ حصول مدد کی نیت سے تاکہ اس کی قبر کی برکت سے عبادت کا ثواب کامل ملے
اور اسکی روح پاک کا قرب و پڑوس نصیب ہو تو اس میں کوئی حرج و ممانعت نہیں۔

(اشعة اللمعات، کتاب الجنائز، باب زیارة القبور، ج 1، ص 762، 763)

شاہ ولی اللہ کا عقیدہ

(18) شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اطیب النغم فی مدح سید العرب

والعجم میں لکھتے ہیں:

وصلی علیک اللہ یا خیر خلقہ ویاخیر مامول ویاخیر واہب
ویاخیر من یرجی لکشف رزقہ و من جودہ، قد فاق جود السحائب

(3) امام شافعی رحمہ اللہ عجلہ فرماتے ہیں ”انی لاتبرک بابی حنیفة واجی الی قبرہ، فاذا عرضت لی حاجة صلیت رکعتین وسألت اللہ تعالیٰ عند قبرہ فتقطنی سریعاً“ ترجمہ: میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور آپ کی قبر مبارک پر آتا ہوں۔ پس جب مجھے کوئی حاجت ہوتی ہے تو دو رکعتیں پڑھتا ہوں اور آپ کی قبر کے پاس اللہ سے دعا مانگتا ہوں تو وہ حاجت جلدی پوری ہو جاتی ہے۔ (ردالمحتار علی الدر المختار، جلد 1، ص 135، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ)

(4) شیخ محقق امام شافعی رحمہ اللہ عجلہ سے نقل کرتے ہیں: ”امام شافعی گفتمہ است قبر موسیٰ کاظم تریاق مجرب ست مر اجابت وعادرا“ ترجمہ: امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت موسیٰ کاظم کی قبر انور قبولیت دعا کے لیے تریاق مجرب ہے۔

(اشعة اللمعات، کتاب الجنائز، باب زیارة القبور، ج 1، ص 762)

(5) اسد الغابہ میں امام ابن الاثیر صحابی رسول حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنے دور کے لوگوں کا معمول بیان کرتے ہیں ”دفنوه بالقرب من القسطنطنیة وقبره بها یستسقون به“ ترجمہ: لوگوں نے حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ کو قسطنطنیہ کے قریب دفن کیا اب بھی آپ کی قبر وہیں ہے وہاں کے لوگ آپ کی قبر مبارک کے وسیلہ سے بارش طلب کرتے ہیں۔

(اسد الغابہ، جلد 1، ص 653، مطبوعہ دارالفکر بیروت)

(6) البدایہ والنہایہ میں حافظ ابن کثیر حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنے دور کے لوگوں کا عمل لکھتے ہیں ”قبرھا هنالك یعظمونه ویستسقون به ویقولون قبر المرأة الصالحة“ ترجمہ:

فصل چہارم: مزارات پر حاضری

سوال: اولیاء کے مزارات پر حاضری دینا کیسا ہے؟

جواب: مزارات اولیاء پر حاضری دینا مستحب اور حصول برکات کا ذریعہ ہے اور ہر دور میں امت کا اس پر عمل رہا ہے جس پر کثیر دلائل موجود ہیں ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(1) نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((فَزُورُوهَا؛ فَإِنَّهَا تُزْهِدُ فِي الدُّنْيَا، وَتُذَكِّرُ الْآخِرَةَ)) ترجمہ: زیارت قبور کیا کرو کہ یہ دنیا سے بے رغبت کرنی اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔

(سنن ابن ماجہ، باب ماجاء فی زیارة القبور، ج 1، ص 501، داراحیاء الکتب العربیہ، بیروت)

(2) حضرت مالک الدار سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((أَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِي زَمَنِ عُمَرَ، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! اسْتَسْقِ لَأَمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا، فَأَتَى الرَّجُلَ فِي الْمَنَامِ فَقِيلَ لَهُ: أَنْتَ عُمَرُ فَأَقْرَبُهُ السَّلَامَ، وَأَخْبَرَهُ أَنَّكُمْ مُسْتَقِيمُونَ وَقُلْ لَهُ: عَلَيْكَ الْكَيْسُ، عَلَيْكَ الْكَيْسُ“، فَأَتَى عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ فَبَكَى عُمَرُ ثُمَّ قَالَ: يَا رَبِّ لَا أَلُو إِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ)) ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں لوگوں پر قحط پڑھ گیا۔ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر آیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ عزوجل سے اپنی امت کے لئے بارش طلب کریں کہ یہ ہلاک ہو رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آدمی کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا عمر کو میرا سلام کہنا اور اسے خبر دینا کہ بارش ہوگی، اور یہ بھی کہنا کہ نرمی اختیار کرے، اس شخص نے حاضر ہو کر خبر دی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر روئے، پھر کہا: اے میرے رب! میں کوتاہی نہیں کرتا مگر اس چیز میں جس سے میں عاجز ہوں۔

(مصنف ابن شیبہ، کتاب الفضائل، ما ذکر فی فضل عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

امام ابو بکر بن خزیمہ، انہی کے ہم پلہ ابو علی ثقفی اور اپنے مشائخ کی ایک جماعت کے ساتھ نکلے اس وقت وہ سب طوس میں امام علی بن موسیٰ رضا رحمہ (لہ کی قبر کی زیارت کے لیے جمع ہوئے تھے ابو بکر محمد بن مؤمل فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابن خزیمہ کو اس مزار پر اتنی تعظیم، عاجزی اور گریہ وزاری کرتے ہوئے دیکھا جس نے ہمیں حیران کر دیا۔

(تہذیب التہذیب، جلد 4، ص 656، 657، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(10) خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمہ (لہ جو سلسلہ عالیہ چشتیہ کے بانی ہیں اور جن کی ولایت مسلمہ ہے آپ نے اجمیر شریف جاتے ہوئے راستے میں لاہور حضور داتا علی بھویری رحمہ (لہ کے مزار پر انوار پر حاضری دی اور وہ فیض پایا کہ یوں عرض کرتے ہیں:

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا

ناقصاں را پیر کامل کا ملاں را راہ نما

آپ کی چلہ گاہ داتا حضور کی قبر مبارک کی پائنتی کی جانب آج بھی موجود ہے اگر مزارات اولیاء پر جانا شرک ہوتا تو خواجہ اجمیر ایسا عمل نہ کرتے۔

(11) امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمہ (لہ عہد فرماتے ہیں: ”زیارت

قبور سنت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((أَلَا فَرُّوْهُمَا فَإِنَّهَا تُزَهِّدُكُمْ فِي الدُّنْيَا تُذَكِّرُكُمْ الْآخِرَةَ)) ترجمہ: سن لو! قبور کی زیارت کرو کہ وہ تمہیں دنیا میں بے رغبت کرے گی اور آخرت یاد دلانے گی۔

(سنن ابن ماجہ، ج 2، ص 252، المستدرک، ج 1، ص 709، 708)

خصوصاً زیارت مزارات اولیائے کرام کہ بموجب ہزاراں ہزار برکت و سعادت ہے، اسے بدعت نہ کہے گا مگر وہابی نابکار، ابن تیمیہ کا فضلہ خوار۔ وہاں

حضرت ام حرام بنت ملحان کی قبر مبارک قبرص میں ہے وہاں کے لوگ ان کی قبر کی تعظیم کرتے ہیں، ان کی قبر کے وسیلے سے بارش طلب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ نیک عورت کی قبر ہے۔

(البدایہ والنہایہ، جلد 4، ص 165، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور)

(7) امام اجل امام ابن الحاج مدخل میں فرماتے ہیں: ”وَمَا زَالَ النَّاسُ مِنَ الْعُلَمَاءِ، وَالْأَكْبَارِ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ مَشْرِقًا وَمَغْرِبًا يَنْبَرُّونَ بِزِيَارَةِ قُبُورِهِمْ وَيَجِدُونَ بَرَكَتَهُ ذَلِكَ جَسًا وَمَعْنَى“ ہمیشہ سے تمام لوگ علماء اور اکابر مشرق و مغرب میں مزارات اولیاء کی زیارت سے برکت حاصل کرتے رہے ہیں اور حسی اور معنوی طور پر برکت پاتے رہے ہیں۔

(المدخل، فصل فی زیارة القبور، ج 1، ص 255، دار التراث، بیروت)

(8) پھر شیخ امام ابو عبد اللہ بن نعمان کے حوالے سے نقل کرتے ہیں: ”أَنَّ زِيَارَةَ قُبُورِ الصَّالِحِينَ مَحْبُوبَةٌ لِأَجْلِ التَّبَرُّكِ مَعَ الْإِعْتِبَارِ، فَإِنَّ بَرَكَتَهُ الصَّالِحِينَ جَارِيَةٌ بَعْدَ مَمَاتِهِمْ كَمَا كَانَتْ فِي حَيَاتِهِمْ“ ترجمہ: برکت حاصل کرنے کے لیے مزارات صالحین کی زیارت محبوب ہے کہ صالحین کی برکت ان کے وصال کے بھی جاری ہے جیسا کہ ان کی حیات میں تھی۔

(المدخل، فصل فی زیارة القبور، ج 1، ص 255، دار التراث، بیروت)

(9) حافظ ابن حجر عسقلانی تہذیب التہذیب میں لکھتے ہیں کہ ابو بکر محمد بن

مؤمل فرماتے ہیں ”خرجنا مع امام اهل الحديث ابى بكر بن خزيمة وعديله ابى على الثقفى مع جماعة من مشائخنا وهم اذ ذاك متوافرون الى زيارة قبر على بن موسى الرضا بطوس قال فرأيت من تعظيمه يعنى ابن خزيمة لتلك البقعة وتواضعه لها وتضرعه عندها ما تحيرنا“ ترجمہ: ہم محدثین کے

فصل پنجم: بیعت طریقت

بیعت کا ثبوت

سوال: بیعت کا ثبوت کہاں سے ہے؟

جواب: بیعت کا ثبوت قرآن و حدیث سے ہے۔ چنانچہ صلح حدیبیہ کے

موقعہ پر سرکارِ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم السلام سے بیعت لی جس کو اللہ جل جلالہ نے قرآن مجید فرقان حمید میں ذکر فرمایا چنانچہ فرمانِ خداوندی عزوجل ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ (پارہ 26، سورۃ الفتح، آیت 10)

اس آیت کی تفسیر میں حضرت علامہ مفسر شہیر مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”بزرگوں کے ہاتھ پر بیعت سنت صحابہ ہے خواہ بیعت اسلام ہو یا بیعت تقویٰ یا بیعت توبہ یا بیعت اعمال وغیرہ۔“

(تفسیر نور العرفان، فی التفسیر، پارہ 26، سورۃ الفتح، آیت 10)

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے: ((عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَالنُّصْرِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ)) ترجمہ: حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نماز کی پابندی زکوٰۃ کی ادائیگی اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر بیعت کی۔

(بخاری شریف، کتاب الایمان، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم، جلد 1، صفحہ 21، دار طوق النجۃ، صحیح مسلم، باب بیان ان الدین النصیحہ، ج 1، ص 75، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

امام مسلم روایت کرتے ہیں: ((عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: كُنَّا مَعَ

جاہلوں نے جو بدعات مثل رقص و مزامیر ایجاد کر لئے ہیں وہ ضرور ناجائز ہیں، مگر ان سے زیارت کہ سنت ہے بدعت نہ ہو جائے گی۔ جیسے نماز میں قرآن شریف غلط پڑھنا، رکوع و سجود صحیح نہ کرنا، طہارت ٹھیک نہ ہونا عام عوام میں جاری و ساری ہے اس سے نماز بُری نہ ہو جائیگی“ (فتاویٰ رضویہ، ج 29، ص 282، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

اللہ دہلوی کی القول الجلیل تک اس کی تصریح اور ائمہ و اکابر کا اس پر عمل ہے، اور رب العزت عزوجل فرماتا ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔

(پارہ 26، سورة الفتح، آیت 10)

اور فرماتا ہے: ﴿يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ﴾ ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ

ہے۔ (پارہ 26، سورة الفتح، آیت 10)

اور فرماتا ہے: ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ بے شک اللہ تعالیٰ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس درخت کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے۔

اور بیعت کو خاص مجاہد سمجھنا جہالت ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيَنَّكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ اے نبی! جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں اس پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا کچھ شریک نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ بہتان لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان یعنی موضع ولادت میں اٹھائیں اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہیں کریں گی تو ان سے بیعت لو اور اللہ سے ان کی مغفرت چاہو بے شک اللہ بخشنے والا

مہربان ہے۔ (پ 28، سورة الممتحنة، آیت 12) (فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 586، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: کس کی بیعت کی جائے؟

جواب: پیر میں چار شرطیں ہونا ضروری ہے:

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَجْلِسٍ، فَقَالَ: تَبَايَعُونِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَسْرِقُوا وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ، وَمَنْ أَصَابَ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَعُوقِبَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارٌ لَهُ، وَمَنْ أَصَابَ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَسَتَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ، فَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ، إِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ، وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ) ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مجلس میں تھے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ مجھ سے اس پر بیعت کرو کہ تم اللہ عزوجل کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرو گے، اور زنا نہیں کرو گے، اور چوری نہیں کرو گے، اور جس شخص کا قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے اس کو بے گناہ قتل نہیں کرو گے، تم میں سے جس شخص نے اس عہد کو پورا کیا اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے اور جس نے ان محرمات میں سے کسی کا ارتکاب کیا اور اس کو سزا دے دی گئی وہ اس کا کفارہ ہے اور جس نے ان میں سے کسی حرام کام کو کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کا پردہ رکھا تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی طرف مفوض ہے، اگر وہ چاہے تو اس کو معاف کر دے اور اگر چاہے تو اس کو عذاب دے۔

(صحیح مسلم، باب الحدود كفارات لاهلها، ج 3، ص 1333، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”مرید ہونا سنت ہے اور اس سے فائدہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اتصال مسلسل۔۔۔ صحت عقیدت کے ساتھ سلسلہ صحیحہ متصلہ میں اگر انتساب باقی رہا تو نظر والے تو اس کے برکات ابھی دیکھتے ہیں جنہیں نظر نہیں وہ نزع میں قبر میں حشر میں اس کے فوائد دیکھیں گے۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 570، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں: ”بیعت بیشک سنت محبوبہ ہے، امام اجل شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عوارف شریف سے شاہ ولی

اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، اسی طرح دیگر سلاسل۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما (جمعین)۔

(فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 576، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

خط کے ذریعے بیعت

سوال: خط، قاصد وکیل، فون کے ذریعے اور اجتماعی طور پر لاؤڈ سپیکر پر بیعت ہو جاتی ہے؟

جواب: بیعت دل و زبان سے ایجاب و قبول کرنے کا نام ہے لہذا خط، فون، لاؤڈ سپیکر، وکیل یا کسی طرح بھی ایک طرف سے ایجاب ہو اور دوسری طرف سے قبول ہو تو بیعت ہو جائے گی۔ امام اہلسنت مجدد دین و ملت حضور سیدی اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”بیعت بذریعہ خط و کتابت بھی ممکن ہے یہ درخواست لکھے وہ قبول کرے اور اپنے قبول کی اس درخواست دہندہ کو اطلاع دے اور اس کے نام کا شجرہ بھی بھیج دے، مرید ہو گیا کہ اصل ارادت فعل قلب ہے والقلم احد اللسانین (قلم دوزبانوں میں سے ایک زبان ہے)۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 568، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

آپ رحمہ اللہ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں ”زبانی کافی ہے مصافحہ نہ ہونا مانع بیعت نہیں۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 24، ص 219، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ایک مقام پر فرماتے ہیں ”بے دلی سے بیعت کی مرید نہ ہوا کہ ارادت قلب سے ہے“

(فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 590، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

آپ رحمہ اللہ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں ”بذریعہ قاصد یا خط مرید ہو سکتا ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 585، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: کیا بیعت کرنے کے لیے ہاتھوں میں ہاتھ دینا ضروری نہیں ہے؟

جواب: بیعت کے لیے ہاتھوں میں ہاتھ دینا ضروری نہیں کیونکہ بیعت

(1) اول سنی صحیح العقیدہ ہو، (2) دوم اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضروریات کے مسائل کتابوں سے نکال سکے، (3) سوم فاسق نہ ہو، (4) چہارم اس کا سلسلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل ہو۔

(سبع سنابل، سنبلہ دوم، ص 39، 40، مکتبہ قادریہ، لاہور) فتاویٰ رضویہ، ج 21، ص 505، 506، رضا فاؤنڈیشن، لاہور) بہار شریعت، حصہ 1، ص 278، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

تنبیہ: چونکہ عموماً مسلمانوں کو بحمدہ تعالیٰ اولیائے کرام سے نیاز مندی اور مشائخ کے ساتھ انہیں ایک خاص عقیدت ہوتی ہے ان کے سلسلہ میں منسلک ہونے کو اپنے لئے فلاح دارین تصور کرے اسی وجہ سے زمانہ حال کے وہابیہ نے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے یہ جال پھیلا رکھا ہے کہ پیری بھی شروع کر دی۔ حالانکہ اولیاء کے یہ منکر ہیں لہذا جب مرید ہونا ہو تو اچھی طرح تفتیش کر لیں ورنہ اگر بد مذہب ہو تو ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔

(بہار شریعت، حصہ 1، ص 277، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ پیر ہونے کے لیے سادات کرام میں سے ہونا شرط ہے۔

جواب: یہ محض باطل ہے، پیر ہونے کے لئے وہی چار شرطیں درکار ہیں، سادات کرام سے ہونا کچھ ضرور نہیں، ہاں ان شرطوں کے ساتھ سید بھی ہو تو نور علی نور۔ باقی اسے شرط ضروری ٹھہرانا تمام سلاسل طریقت کا باطل کرنا ہے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ سلسلۃ الذہب میں سیدنا امام علی رضا اور حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان جتنے حضرات ہیں کوئی سادات کرام سے نہیں اور سلسلہ عالیہ چشتیہ میں تو امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اللہ کے بعد ہی سے امام حسن بصری ہیں کہ نہ سید نہ قریشی نہ عربی، اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا خاص آغاز ہی حضور سیدنا صدیق

سنن ابن ماجہ میں بسند صحیح حدیث پاک ہے کہ جب وفد ثقیف حاضر بارگاہ اقدس ہوئے اور دست انور پر بیعتیں کیں اُن میں ایک صاحب کو جذام کا عارضہ تھا حضور اقدس ﷺ نے ان سے فرمایا: ((ارْجِعْ فَقَدْ بَايَعْنَاكَ)) ترجمہ: واپس جاؤ تمہاری بیعت ہوگئی۔

(ابن ماجہ، کتاب الطب، باب الجذام، جلد 2، صفحہ 1172، دار إحياء الكتب العربية، بیروت)
اس حدیث پاک کو نقل کرنے کے بعد امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”یعنی زبانی کافی ہے مصافحہ نہ ہونا مانع بیعت نہیں۔“

(فتاویٰ رضویہ ج 24، ص 219، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: پہلے مرشد کا انتقال ہو جائے تو کیا کسی دوسرے سے استفادہ کیا جاسکتا ہے؟

جواب: جی ہاں! جب پہلے مرشد کا انتقال ہو جائے تو دوسرے مرشد سے استفادہ کرنے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ وہ مرشد پیری کی چاروں شرائط کا جامع ہو۔ امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ سے پہلے پیر کے انتقال کے بعد دوسرے پیر سے استفادہ کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو جواباً ارشاد فرمایا ”جائز ہے، اس پر شرع سے کوئی ممانعت نہیں جب کہ وہ عالم چاروں شرائط پیری کا جامع ہو اگر ایک شرط بھی کم ہے تو اس سے بیعت جائز نہیں۔ سب سے اہم واعظم شرط مذہب کا سنی صحیح العقیدہ مطابق عقائد علماء حرمین شریفین ہونا، دوسری شرط فقہ کا اتنا علم کہ اپنی حاجت کے سبب مسائل جانتا ہو اور حاجت جدید پیش آئے تو اس کا حکم کتاب سے نکال سکے، بغیر اس کے اور فنون کا کتنا ہی بڑا عالم ہو عالم نہیں، تیسری شرط اس کا سلسلہ حضور اقدس ﷺ سے صحیح و متصل ہو، چوتھی شرط علانیہ کسی کبیرہ کا مرتکب یا کسی صغیرہ پر مصر نہ ہو۔

اس عمل پر موقوف نہیں بلکہ بیعت میں اصل ارادت قلبی اور ایجاب و قبول ہے وہ چاہے خط کے ذریعے سے ہو یا اسپیکر کے ذریعے سے ہو۔ امام احمد رضا خان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”بیعت بذریعہ خط و کتابت بھی ممکن ہے، یہ اسے درخواست لکھے وہ قبول کرے اور اپنے قبول کی اس درخواست دہندہ کو اطلاع دے اور اس کے نام کا شجرہ بھی بھیج دے، مرید ہو گیا، کہ اصل ارادت فعل قلب ہے“ والقلم احد اللسانین، واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم“ (قلم دوزبانوں میں سے ایک زبان ہے۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ خوب جانتا ہے۔)

(فتاویٰ رضویہ، جلد 26، صفحہ 567، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

اگر ہاتھوں میں ہاتھ ہونا ضروری ہو تو عورتوں کی بیعت نہ ہوگی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتوں سے زبانی بیعت کرتے تھے۔ حدیث پاک میں ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ”وَاللَّهِ مَا مَسَّتْ يَدُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَا عَصِيَّةٌ وَلَا مَرْأَةٌ قَطُّ، غَيْرَ أَنَّهُ يَبَايِعُهُنَّ بِالْكَلَامِ قَالَتْ عَائِشَةُ: وَاللَّهِ، مَا أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَ اللَّهِ ﷻ وَلَا مَرْأَةٍ قَطُّ إِلَّا بِمَا أَمَرَهُ اللَّهُ تَعَالَى، وَمَا مَسَّتْ كَفُّ رَسُولِ اللَّهِ ﷻ يَدَ اللَّهِ ﷻ وَلَا مَرْأَةٍ قَطُّ، وَكَانَ يَقُولُ لَهُنَّ إِذَا أَخَذَ عَلَيْهِنَّ: قَدْ بَايَعْتُكُنَّ كَلَامًا“ ترجمہ: اللہ عزوجل کی قسم رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا مگر یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتوں سے زبانی بیعت فرمالیتے اور اللہ عزوجل کی قسم رسول اللہ ﷺ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتوں سے صرف انہیں احکام پر بیعت لیتے جن احکام کا اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا اور رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی عورت کی ہتھیلی کو نہیں چھوا اور عورتوں سے بیعت لینے کے بعد فرمایا کرتے بے شک زبانی ہی تمہاری بیعت ہو چکی۔

(صحیح مسلم، باب کیفیت بیعة، ج 3، ص 1489، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

فَبَايَعَهُنَّ وَاسْتَغْفِرَ لَهُنَّ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۱۲﴾ اے نبی! جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں اس پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا کچھ شریک نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ بہتان لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان یعنی موضع ولادت میں اٹھائیں اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہیں کریں گی تو ان سے بیعت لو اور اللہ سے ان کی مغفرت چاہو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (پ 28، سورۃ الممتحنۃ، آیت 12)

حدیث پاک میں ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ”وَاللَّهِ مَا مَسَّتْ يَدُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ، غَيْرَ أَنَّهُ يُبَايِعُهُنَّ بِالْكَلَامِ قَالَتْ عَائِشَةُ: وَاللَّهِ، مَا أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النِّسَاءِ قَطُّ إِلَّا بِمَا أَمَرَهُ اللَّهُ تَعَالَى، وَمَا مَسَّتْ كَفُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفَّ امْرَأَةٍ قَطُّ، وَكَانَ يَقُولُ لَهُنَّ إِذَا أَخَذَ عَلَيْهِنَّ: قَدْ بَايَعْتُكُنَّ كَلَامًا“ ترجمہ: اللہ عزوجل کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا مگر یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے زبانی بیعت فرما لیتے اور اللہ عزوجل کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے صرف انہیں احکام پر بیعت لیتے جن احکام کا اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی عورت کی ہتھیلی کو نہیں چھوا اور عورتوں سے بیعت لینے کے بعد فرمایا کرتے بے شک زبانی ہی تمہاری بیعت ہو چکی۔ (صحیح مسلم، باب کیفیۃ بیعة، ج 3، ص 1489، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

سوال: کیا عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر کسی جامع شرائط پیر کی بیعت کر سکتی ہے؟

جواب: جی ہاں! عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر جامع شرائط پیر کی

ان شرائط کے ساتھ اس سے ارادت کر سکتا ہے، مگر یہ ارادت ارادت استغاضہ ہوگی نہ کہ ارادت استغاضہ، یعنی پیر کو چھوڑ کر اس کے عوض پیر بنانا کہ جو ایسا کرے گا دونوں طرف سے محروم رہے گا بشرطیکہ اس کا پہلا پیر ان چاروں شرائط کا جامع تھا، اور اگر اس میں وہ شرطیں نہ تھیں تو وہ پیر بنانے کے قابل ہی نہ تھا آپ ہی کسی دوسرے جامع شرائط کے ہاتھ پر بیعت چاہیے۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 575، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں: ”شیخ جب نہ رہا اور اس کا سلوک ناقص ہو اس کی تکمیل بطور خود نہ کرے کہ یہ راہ تنہا چلنے کی نہیں۔۔۔ بلکہ کسی لائق تکمیل سے استمداد (مدد طلب) کرے اس میں حتی الامکان لحاظ قرب رکھے اپنے شیخ کے خلفاء میں سے کوئی اس قابل ہو تو وہ اولیٰ ہے ورنہ اپنے سلسلے سے اقرب فالاقرب اور نہ ملے تو جو ملے۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 580، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

فتاویٰ نوریہ میں ہے ”ہاں جب پہلے مرشد کا انتقال ہو جائے تو کوئی حرج نہیں کہ دوسرے مرشد سے استفادہ کیا جائے مگر یہ ضروری ہے کہ مرشد وہی ہو سکتا ہے جو عالم دین، سنی صحیح العقیدہ، پابند شریعت ہو، یہ شرط ضروری ہے پہلا مرشد ہو یا دوسرا یا تیسرا۔“ (فتاویٰ نوریہ، ج 1، ص 663، شعبہ تصنیف و تالیف دارالعلوم حنفیہ فریدیہ، بصیر پور)

سوال: کیا کسی پیر کا بیعت ہونا صرف مردوں کے لئے ہے یا عورتوں کو بھی کسی پیر کامل کی بیعت کرنی چاہیے؟

جواب: عورتوں کو بھی کسی پیر کامل کی بیعت کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعُكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِفْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيَنَّكَ فِي مَعْرُوفٍ

صاحب سے خلافت لے سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں! لے سکتا ہے۔ امام اہلسنت مجدد دین و ملت حضور سیدی اعلیٰ حضرت عہدہ (رحمۃ) سے سوال ہوا کہ ”زید شیخ وقت نے اپنے بیٹے عمر کو امور فقر میں اپنا خلیفہ نہیں کیا اور نہ اجازت مرید کرنے کی دی، عمرو نے امور فقر میں بعد وفات اپنے والد زید کے بوجہ نہ پانے خرچہ فقر و اجازت کے ان کے ایک خلیفہ نصیر سے اجازت خلافت حاصل کی تھی مگر جب کسی کو مرید کیا تو اپنے باپ زید کے نام سے کیا، اپنے پیر اجازت کا نام شجرہ لکھنا نہیں معمول رکھا، یہ طریقہ عمر کا مطابق کتب اہل طریقت و طریقہ مشائخ عظام جائز ہوا یا نہیں؟“ تو جواباً ارشاد فرمایا ”عمر اگرچہ نصیر کی جانب سے ماذون ہو کر اس کی خلافت ضرور صحیح اور اسے مرید کرنے کی اجازت ہوگی، مگر محل نظریہ ہے کہ اس نے اپنے والد زید کے ہاتھ پر بیعت بھی کی تھی یا مرید بھی نصیر ہی کا ہے، صورت ثانیہ میں بہت سخت ہے، اور اصل الزامات کا ورود اولیٰ میں نقد وقت ہے، شجرہ کہ مریدین کو دیا جاتا ہے اس میں اتصال سلسلہ اجازت ہی متعارف اور یہی اس کا مفہوم ہے تو اس میں تدلیس ہوئی تلخیص ہوئی پیر اجازت کی نعمت کا کفران ہوا مریدین کو فریب دینا ہوا بلا واسطے جانب پدر سے مجاز و ماذون ہونے کا اظہار ہوا۔“

(فتاویٰ رضویہ ج 26، ص 573، رضا فائونڈیشن، لاہور)

سوال: کیا ایک شخص دو پیروں کا مرید ہو سکتا ہے؟

جواب: ایک شخص دو کا مرید نہیں ہو سکتا، ہاں دوسرے کا طالب ہو سکتا ہے۔ امام اہلسنت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خان رحمۃ (لہ) عہدہ فرماتے ہیں ”جو شخص کسی جامع شرائط کے ہاتھ پر بیعت ہو چکا ہو تو دوسرے کے ہاتھ پر بیعت نہ چاہئے۔ اکابر طریقت فرماتے ہیں: لایفلاح مرید بین شیخین۔ جو مرید دو پیروں کے

بیعت کر سکتی ہے۔ امام اہلسنت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خان رحمۃ (لہ) عہدہ فرماتے ہیں ”جو پیر سنی صحیح العقیدہ عالم غیر فاسق ہو اور اس کا سلسلہ آخر تک متصل ہو اس کے ہاتھ پر بیعت کے لئے والدین خواہ شوہر کسی سے اجازت کی حاجت نہیں۔“

(فتاویٰ رضویہ ج 26، ص 584، رضا فائونڈیشن، لاہور)

اعلیٰ حضرت رحمۃ (لہ) عہدہ سے پوچھا گیا کہ ”عورت بغیر اجازت شوہر کے مرید ہو سکتی ہے یا نہیں، اگر بغیر اجازت ہوگی تو کیا حکم ہے؟“ تو جواباً ارشاد فرمایا ”ہو سکتی ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ ج 26، ص 589، رضا فائونڈیشن، لاہور)

سوال: کیا عورت پیر بن کر دوسروں کو بیعت کر سکتی ہے؟

جواب: عورت پیر بن کر دوسروں کو بیعت نہیں کر سکتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَوْ أَتَوْهُمْ أُمْرًا)) ہرگز وہ قوم فلاح نہیں پاسکتی جنہوں نے کسی عورت کو والی بنایا۔

(صحیح البخاری، باب کتاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 6، ص 8، دار طوق النجاة)

امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی عہدہ (رحمۃ) فرماتے ہیں ”قد اجمع اہل الكشف علی اشتراط الذکورة فی کل داع الی اللہ تعالیٰ“ اہل کشف نے داعی الی اللہ کے لئے مرد ہونے کے شرط ہونے پر اجماع کیا ہے۔

(میزان الشریعة الکبریٰ، ج 2، ص 189، مصطفیٰ البانی، مصر)

امام اہلسنت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خان عہدہ (رحمۃ) فرماتے ہیں ”اولیائے کرام کا اجماع ہے کہ داعی الی اللہ کا مرد ہونا ضرور ہے لہذا سلف صالحین سے آج تک کوئی عورت نہ پیر بنی نہ بیعت کیا۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 21، ص 494، رضا فائونڈیشن، لاہور)

سوال: انسان جن پیر صاحب کا مرید ہے ان کے علاوہ کسی اور پیر

آبائے معنوی و آبائے روح ہیں جن کی حرمت و عظمت آبائے جسم سے زائد ہے کہ وہ پدر آب و گل اور یہ پدر جان و دل۔“ (فتاویٰ رضویہ، ج 19، ص 451، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں ”پیر واجبی ہو چاروں شرائط کا جامع ہو وہ حضور سید المرسلین ﷺ دُعا کا نائب ہے اس کے حقوق حضور ﷺ کے حقوق کے پرتو ہیں جس سے پورے طور پر عہدہ برا ہونا محال ہے۔ ائمہ دین نے تصریح فرمائی کہ مرشد کے حق باپ کے حق سے زائد ہیں اور فرمایا ہے کہ باپ مٹی کے جسم کا باپ ہے اور پیر روح کا باپ ہے اور فرمایا ہے کہ کوئی کام اس کے خلاف مرضی کرنا مرید کو جائز نہیں۔“ (فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 563، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

صدر الشریعہ بدرالطریقہ مفتی امجد علی اعظمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”پیر و استاد کا مرتبہ والدین سے زیادہ ہے اس لئے کہ والدین مری جسم اور شیخ مری روح۔“ (فتاویٰ امجدیہ، حصہ 4، ص 357، مکتبہ رضویہ، کراچی)

پیر کے وکیل سے بیعت

سوال: کیا پیر کے وکیل کے ذریعہ بیعت ہو جاتی ہے؟

جواب: جی ہاں! پیر کے وکیل کے ذریعہ بیعت ہو جاتی ہے، جیسا کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل کوفہ کی طرف حضرت مسلم بن عقیل کو اپنا وکیل بنا کر بھیجا اور کوفہ والوں نے حضرت مسلم بن عقیل کے ہاتھ پر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تابعداری کی بیعت کی۔ البدایہ والنہایہ میں ہے کہ جب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اہل کوفہ کے خطوط پہنچے جن میں یہ مذکور تھا کہ وہ یزید کی بیعت نہیں کرنا چاہتے اور وہ آپ کی تشریف آوری کے منتظر ہیں: ((فعند ذلك بعث ابن عمه مسلم بن عقیل بن أبي طالب إلى العراق فتسامع أهل الكوفة بقدومه فجاءوا إليه فبايعوه على إمرة الحسين)) ترجمہ: تو اس وقت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

درمیان مشترک ہو وہ فلاح نہیں پاتا۔ خصوصاً جبکہ اس سے کشود کار بھی ہو چکا ہو، حدیث میں ارشاد ہوا: ((مَنْ رُزِقَ فِي شَيْءٍ فَلْيُكْزَمْ)) جسے اللہ تعالیٰ کسی شئی میں رزق دے وہ اس کو لازم پکڑے۔

(شعب الایمان، ج 2، ص 89، دارالکتب العلمیہ، بیروت) فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 579، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

مزید ایک مقام پر فرماتے ہیں۔ ”اولیائے کرام فرماتے ہیں: ایک شخص کے دو باپ نہیں ہو سکتے، ایک عورت کے دو شوہر نہیں ہو سکتے، ایک مرید کے دو شیخ نہیں ہو سکتے۔“ (فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 580، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

صدر الشریعہ بدرالطریقہ مفتی امجد علی اعظمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”مرید تو ایک کا ہو چکا، ایک مرید کے دو پیر نہیں ہوتے، ہاں دوسرے سے طالب ہو سکتا ہے۔“ (فتاویٰ امجدیہ، ج 4، ص 352، مکتبہ رضویہ، کراچی)

سوال: مرید اور طالب میں کیا فرق ہے؟

جواب: مرید غلام ہے، اور طالب وہ کہ غیبت شیخ (شیخ کی غیر موجودگی) میں بضرورت یا باوجود شیخ کسی مصلحت سے، جسے شیخ جانتا ہے یا مرید شیخ غیر شیخ سے استفادہ کرے۔ اسے جو کچھ اس سے حاصل ہو وہ بھی فیض شیخ ہی جانے، ورنہ دودر کبھی فلاح نہیں پاتا۔ اولیائے کرام فرماتے ہیں: لایفلاح مریدین شیخین۔ جو مرید و پیروں کے درمیان ہو وہ کامیاب نہیں ہوتا۔

(فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 558، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: مرشد پاک کا مرتبہ زیادہ ہے یا والدین کا؟

جواب: جامع شرائط پیر کا مرتبہ والدین سے زیادہ ہے۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”استاذہ و شیوخ علوم شرعیہ بلاشبہ

جواب: امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے اس طرح کا سوال کیا گیا تو ارشاد فرمایا:

پیر و اجی پیر ہو، چاروں شرائط کا جامع ہو، وہ حضور سید المرسلین ﷺ کا نائب ہے۔ اس کے حقوق حضور ﷺ کے حقوق کے پر تو ہیں جس سے پورے طور پر عہدہ برا ہونا محال ہے، مگر اتنا فرض و لازم ہے کہ اپنی حد قدرت تک ان کے ادا کرنے میں عمر بھر سعی (کوشش کرتا) رہے۔ پیر کی جو تقصیر رہے گی اللہ و رسول معاف فرماتے ہیں پیر صادق کہ ان کا نائب ہے یہ بھی معاف کرے گا کہ یہ تو ان کی رحمت کے ساتھ ہے۔ ائمہ دین نے تصریح فرمائی ہے کہ مرشد کے حق باپ کے حق سے زائد ہیں۔ اور فرمایا ہے کہ باپ مٹی کے جسم کا باپ ہے اور پیر روح کا باپ ہے، اور فرمایا ہے کہ کوئی کام اس کے خلاف مرضی کرنا مرید کو جائز نہیں۔ اس کے سامنے ہنسنا منع ہے، اس کی غیبت (غیر موجودگی) میں اس کے بیٹھنے کی جگہ بیٹھنا منع ہے، اس کی اولاد کی تعظیم فرض ہے اگرچہ بے جا حال پر ہوں، اس کے کپڑوں کی تعظیم فرض ہے، اس کے بچھونے کی تعظیم فرض ہے، اس کی چوکھٹ کی تعظیم فرض ہے، اس سے اپنا کوئی حال چھپانے کی اجازت نہیں، اپنے جان و مال کو اسی کا سمجھے۔

پیر کو نہ چاہیے کہ بلا ضرورت شرعی مریدوں کو مالی تکلیف دے، انہیں جائز نہیں کہ اگر اسے حاجت میں دیکھیں تو اس سے اپنا مال دریغ رکھیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ اپنے آپ کو اس کی ملک اور بندہ بے دام سمجھے، اس کے احکام کو جہاں تک بلاتا و ایل صریح خلاف حکم خدا نہ ہوں حکم خدا و رسول جانے۔

(فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 562، 563، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

فتاویٰ رضویہ میں ایک مقام پر سائل نے مرشد کے حقوق لکھ کر ان کے بارے میں سوال کیا، وہ حقوق اور اعلیٰ حضرت کا جواب درج ذیل ہے:

حضرت مسلم بن عقیل کو عراق بھیجا پس جب اہل کوفہ نے ان کی تشریف آوری کی خبر سنی تو آپ کے پاس آئے اور حضرت امام حسین کی امارت پر ان کی بیعت کی۔

(البدایہ والنہایہ، سنۃ ستین من الهجرة النبویة، قصة الحسين بن علی الخ، جلد 8، صفحہ 152، دارالفکر، بیروت)

سوال: دودھ پیتے بچے کو والد کسی کا مرید کروائے تو کیا وہ مرید ہو جائے گا؟

جواب: جی ہاں! دودھ پیتے بچے کو والد کسی کا مرید کروائے تو وہ مرید ہو جائے گا۔ سبع سنابل میں ہے: ”ایک طالب صادق ایک رات ایک بزرگ پیر کی خدمت میں بیعت کے لئے حاضر ہوا۔ ان بزرگ نے فرمایا کہ کل تمہیں کلاہ دوں گا اور بیعت کروں گا۔ وہ شخص اسی رات مر گیا، اس بزرگ نے بہت افسوس کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی شخص بیعت کے لئے حاضر ہوتا ہے تو اہل معرفت تاخیر گوارا نہیں کرتے۔ برادر! نماز جو افضل العبادات ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ سات برس کے بچوں کو نماز پڑھنے کا حکم دو اور جب دس برس کے ہو جائیں تو انہیں مار کر نماز پڑھواؤ تا کہ کوئی نماز نہ چھوڑیں۔ لیکن مرید کرنا دودھ پیتے بچوں کا بھی مستحسن ہے۔ ماں باپ کو چاہئے کہ اپنے بچوں کو کسی پیر اور بزرگ کی بیعت میں دے دیں۔

(سبع سنابل، صفحہ 403، فرید بک سٹال، اردو بازار، لاہور)

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”ایک دن کا بچہ بھی اپنے والد کی اجازت سے مرید ہو سکتا ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 578، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

پیر و مرشد کے حقوق

سوال: پیر و مرشد کے حقوق کیا ہیں؟

(12) جس جگہ مرشد بیٹھتا ہو اس طرف پیر نہ پھیلائے اگرچہ سامنے نہ

ہو۔

(13) اور اس طرف تھو کے بھی نہیں۔

(14) جو کچھ مرشد کہے اور کرے اس پر اعتراض نہ کرے کیونکہ جو کچھ وہ

کرتا ہے اور کہتا ہے اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو حضرت موسیٰ و خضر علیہما السلام کا قصہ یاد کرے۔

(15) اپنے مرشد سے کرامت کی خواہش نہ کرے۔

(16) اگر کوئی شبہہ دل میں گزرے تو فوراً عرض کرے اور اگر وہ شبہہ حل نہ

ہو تو اپنے فہم کا نقصان سمجھے اور اگر اس کا کچھ جواب نہ دے تو جان لے کہ میں اس کے جواب کے لائق نہ تھا۔

(17) خواب میں جو کچھ دیکھے وہ مرشد سے عرض کرے اور اگر اس کی تعبیر

ذہن میں آئے تو اسے بھی عرض کر دے۔

(18) بے ضرورت اور بے اذن مرشد سے علیحدہ نہ ہو۔

(19) مرشد کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرے اور باوازاں سے بات نہ

کرے اور بقدر ضرورت مختصر کلام کرے اور نہایت توجہ سے جواب کا منتظر رہے۔

(20) اور مرشد کے کلام کو دوسرے سے اس قدر بیان کرے جس قدر لوگ

سمجھ سکیں اور جس بات کو یہ سمجھے کہ لوگ نہ سمجھیں گے تو اسے بیان نہ کرے۔

(21) اور مرشد کے کلام کو رد نہ کرے اگرچہ حق مرید ہی کی جانب ہو بلکہ

اعتقاد کرے کہ شیخ کی خطا میرے صواب سے بہتر ہے۔

(22) اور کسی دوسرے کا سلام و پیام شیخ سے نہ کہے۔

(1) یہ اعتقاد کرے کہ میرا مطلب اسی مرشد سے حاصل ہوگا اور اگر دوسری

طرف توجہ کرے گا تو مرشد کے فیوض و برکات سے محروم رہے گا۔

(2) ہر طرح مرشد کا مطیع ہو اور جان و مال سے اس کی خدمت کرے کیونکہ

بغیر محبت پیر کے کچھ نہیں ہوتا اور محبت کی پہچان یہی ہے۔

(3) مرشد جو کچھ کہے اس کو فوراً بجالائے اور بغیر اجازت اس کے فعل کی

اقتدا نہ کرے کیونکہ بعض اوقات وہ اپنے حال و مقام کے مناسب ایک کام کرتا ہے کہ مرید کو اس کا کرنا زہر قاتل ہے۔

(4) جو درود و طیفہ مرشد تعلیم کرے اس کو پڑھے اور تمام وظیفے چھوڑ دے خواہ

اس نے اپنی طرف سے پڑھنا شروع کیا ہو یا کسی دوسرے نے بتایا ہو۔

(5) مرشد کی موجودگی میں ہمہ تن اسی کی طرف متوجہ رہنا چاہئے یہاں تک

کہ سوائے فرض و سنت کے نماز نفل اور کوئی وظیفہ اس کی اجازت کے بغیر نہ پڑھے۔

(6) حتی الامکان ایسی جگہ نہ کھڑا ہو کہ اس کا سایہ مرشد کے سایہ پر یا اس

کے کپڑے پر پڑے۔

(7) اس کے مصلے پر پیر نہ رکھے۔

(8) اس کی طہارت یا وضو کی جگہ طہارت یا وضو نہ کرے۔

(9) مرشد کے برتنوں کو استعمال میں نہ لائے۔

(10) اس کے سامنے نہ کھانا کھائے نہ پانی پیئے اور نہ وضو کرے، ہاں

اجازت کے بعد مضائقہ نہیں۔

(11) اس کے روبرو کسی سے بات نہ کرے، بلکہ کسی کی طرف متوجہ بھی نہ

ہو۔

اولاد نہیں ہوتا، وہ ایک دینی علاقہ ہے جو صرف پیر بلکہ استاذ علم دین کو بھی شاگرد پر حاصل ہے۔
(فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 564، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: کسی کو جبراً مرید کرنا اور نابالغوں کو بغیر ان کے والدین کی اجازت کے مرید کرنا جائز ہے کہ نہیں؟

جواب: مرید اور جبر دونوں متبائن ہیں جمع نہیں ہو سکتے۔ مریدی اپنے دل کی ارادت سے ہے نہ کہ دوسرے کے جبر سے۔ ایسا جبر وہ کرتے ہیں جنہیں مریدوں سے کچھ تحصیل کرنا ہوتا ہے یا کثرت مریدین سے اپنی شہرت۔ نابالغ اگر نہ سمجھ ہے تو بے اجازت ولی اسے مرید کرنے کے کوئی معنی نہیں۔ ہاں تعلیق ارادت ممکن ہے جس کا قبول اس کے عقل و بلوغ پر موقوف رہے گا۔ اگر کسی میں رشد کے آثار پائے اور گمان کرے کہ اس کے زمانہ عقل تک شاید اپنی عمر وفانہ کرے اور اسے شیخ کی حاجت ہو۔ اور زمانہ کی حالت یہ ہے کہ

اے بسا ابلیس آدم دروئے ہست

پس بھر دستے نہ باید داد دست

ترجمہ: بہت سے شیطان انسانی شکلوں میں ہیں لہذا ہر کسی کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہئے۔

ولہذا اسے اپنا کر لے، اور وہ زمانہ عقل تک پہنچ کر اسے قبول کر لے تو بیعت کی تکمیل ہو جائے گی اور اگر عاقل ہے اور اس کی رغبت دیکھے تو مرید کر سکتا ہے، اجازت والدین کی حاجت نہیں۔
(فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 567، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: زید کہتا ہے کہ خاندان قادری سب خاندانوں سے افضل ہے، لہذا اس کے علاوہ سلاسل سے بیعت ناجائز ہے۔

(23) جو کچھ اس کا حال ہو برابرا بھلا اسے مرشد سے عرض کرے کیونکہ مرشد طیب قلبی ہے اطلاع کے بعد اس کی اصلاح کرے گا مرشد کے کشف پر اعتماد کر کے سکوت نہ کرے۔

(24) اس کے پاس بیٹھ کر وظیفہ میں مشغول نہ ہوا اگر کچھ پڑھنا ہو تو اس کی نظر سے پوشیدہ بیٹھ کر پڑھے۔

(25) جو کچھ فیض باطنی اسے پہنچے اسے مرشد کا طفیل سمجھے اگرچہ خواب میں یا مراقبہ میں دیکھے کہ دوسرے بزرگ سے پہنچا ہے تب بھی یہ جانے کہ مرشد کا کوئی لطیفہ اس بزرگ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔

امام اہل سنت نے جواباً ارشاد فرمایا: ”یہ تمام حقوق صحیح ہیں، ان میں بعض قرآن عظیم اور بعض احادیث شریفہ اور بعض کلمات علماء اور بعض ارشادات اولیاء سے ثابت ہیں اور اس پر خود واضح ہیں جو معنی بیعت سمجھا ہوا ہے، اکابر نے اس سے بھی زیادہ آداب لکھے ہیں، اتنوں پر عمل نہ کریں گے مگر بڑی توفیق والے، اور نمبر 17 سے شیطانی خواب پریشان مہمل مستثنیٰ ہے کہ اسے بیان کرنے کو حدیث میں منع فرمایا ہے۔ اور نمبر 22 عوام مریدین کے لئے ہے جن کو بارگاہ شیخ میں بھی منصب عرض معروض دیگران حاصل نہ ہو، ایسوں سے اگر کوئی عرض سلام کے لئے کہے عذر کر دے کہ میں حضور شیخ میں دوسرے کی بات عرض کرنے کے ابھی قابل نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 581 تا 584، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: کیا شوہر اپنی زوجہ کو مرید کر سکتا ہے؟ زید کہتا ہے کہ ایسا کرنا جائز نہیں کیونکہ مرید بمنزلہ اولاد کے ہوتا ہے۔

جواب: زوجہ کو مرید کرنا جائز ہے، تمام امت انبیائے کرام علیہم السلام کی مرید ہی ہوتی ہے پھر وہ انہیں میں سے تزویج فرماتے ہیں۔ مرید حقیقہ

کے فوائد دیکھیں گے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 570، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: پیر کامل میسر نہ ہو تو طالب خدا کو کیا کرنا چاہیے؟

جواب: درود شریف کی کثرت کرے یہاں تک کہ درود کے رنگ میں

رنگ جائے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 574، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: کیا جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے؟

جواب: ایک حدیث روایت کی جاتی ہے: ((من لا شیخ له فشیخه

الشیطن)) ترجمہ: جس کا کوئی پیر نہیں شیطان اس کا پیر ہے۔

(عوارف المعارف، الباب الثانی عشرة، ص 78، مطبعة الحسيني ☆ الرسالة القشيرية، باب الوصية للمريدین، ص 181)

اس کے پورے مصداق وہ لوگ ہیں کہ مشائخ کرام کے قائل ہی نہیں، جیسے روافض و وہابیہ وغیر مقلدین۔

اور شرف و برکت اتصال محبوب ذوالجلال علیہ (الصدوق والعلی) کے لئے شیخ جامع شرائط کے ہاتھ پر بیعت سنت متوارثہ مسلمین ہے، اور اس میں بے شمار منافع و برکت دین و دنیا و آخرت ہیں بلکہ وہ ﴿وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ﴾ (اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو) کے طرقِ جلیلہ سے ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 575، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: جامع شرائط پیر کی بیعت توڑ کر دوسرے کی بیعت کرنا کیسا ہے؟

جواب: تبدیل شیخ بلا ضرورت شرعیہ جائز نہیں۔ حدیث میں ارشاد ہوا:

((من رزق فی شیء فلیلزمه)) ترجمہ: جسے کسی شے میں رزق دیا جائے تو وہ اس کو لازم پکڑے۔

(شعب الایمان، ج 2، ص 89، دارالکتب العلمیہ، بیروت ☆ فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 577، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

جواب: امام اہل سنت اس طرح کے سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد

فرماتے ہیں: ”بلاشبہ خاندان اقدس قادری تمام خاندانوں سے افضل ہے کہ حضور پر نور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل الاولیاء و امام العرفاء و سید الافراد و قطب ارشاد ہیں۔ مگر حاشا للہ کہ دیگر سلاسل حقہ راشدہ باطل ہوں یا ان میں بیعت ناجائز و حرام ہو۔ اس کی نظیر بعینہ مذاہب اربعہ اہل حق ہیں۔ ہمارے نزدیک مذہب مہذب حنفی افضل المذاہب و واضح المذاہب و اولہا بالحق ہے مگر حاشا کہ متبعان مذہب ثلاثہ باقیہ عیاذ باللہ ضال و مضل ہیں۔ ایسا کہنا خود صریح باطل و غلو ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 568، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

مرید کیوں ہوں؟

سوال: مرید ہونا واجب ہے یا سنت؟ نیز مرید کیوں ہوا کرتے ہیں؟

مرید ہونے کا کیا فائدہ ہے؟

جواب: اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

مرید ہونا سنت ہے اور اس سے فائدہ حضور سید عالم صَلَّی اللہ علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اتصال مسلسل۔ تفسیر عزیزی دیکھو آیہ کریمہ: ﴿صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾ (راستہ ان کا جن پر تو نے انعام کیا) میں اس کی طرف ہدایت ہے۔ (پ 1، سورہ فاتحہ، آیت 6) یہاں تک فرمایا گیا: من لا شیخ له فشیخه الشیطن۔ جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے۔

(عوارف المعارف، الباب الثانی عشرة، ص 78، مطبعة الحسيني ☆ الرسالة القشيرية، باب الوصية للمريدین، ص 181)

صحت عقیدت کے ساتھ سلسلہ صحیح متصلہ میں اگر انتساب باقی رہا تو نظر والے تو اس کے برکات ابھی دیکھتے ہیں جنہیں نظر نہیں وہ نزع میں قبر میں حشر میں اس

ہزاروں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں صرف چند صاحبوں سے سلسلہ بیعت ہے، باقی کسی صحابی سے نہیں۔ پھر ان کی ولایت کو کس کی ولایت پہنچ سکتی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 557، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: کرامت اور فیض میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟

جواب: کرامت خرق عادت ہے کہ ولی سے صادر ہو، اور فیض برکات

اور نورانیت کا دوسرے پر القاء فرمانا ہے۔ یہ القاء اگر برخلاف عادت ہو تو فیض بھی ہے اور کرامت بھی۔ جیسے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نصرانی کے گھر تشریف لے جا کر اسے سوتے سے جگا کر کلمہ پڑھنے کا حکم دیا اس نے فوراً پڑھ لیا۔ فرمایا: فلاں جگہ کا قطب مرگیا ہے ہم نے تجھے قطب کیا۔ نیز ایک بار ایک نصرانی کو کلمہ پڑھا کر اسی وقت ابدال میں سے کر دیا۔ اور اگر موافق عادت تربیت و ریاضات و مجاہدات سے ہو تو فیض ہے، کرامت نہیں۔ اور اگر خلاف عادت غیر القائے مذکور ہو جیسے حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارہا مردے کو زندہ، زندہ کو مردہ فرما دیا۔ تو کرامت ہے فیض نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 564، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: شجرہ پڑھنے کے کیا فوائد ہیں؟

جواب: شجرہ خوانی سے متعدد فوائد ہیں:

(1) اوّل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اپنے اتصال کی سند کا حفظ۔

(2) دوم صالحین کا ذکر کہ موجب نزول رحمت ہے۔

(3) سوم نام بنام اپنے آقا یا نعت کو ایصال ثواب کہ ان کی بارگاہ سے

موجب نظر عنایت ہے۔

(4) چہارم جب یہ اوقات سلامت میں ان کا نام لیوا رہے گا وہ اوقات

مصیبت میں اس کے دستگیر ہوں گے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 591، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: بکر جس کا ملازم ہے اس کے کہنے سے ایک شخص کا مرید ہو گیا، بکر مرید ہونے کی شرائط سے بھی واقف نہیں، صرف اس کے کہنے سے مرید ہو گیا، اب بکر ملازم بھی نہیں رہا ہے، اب بکر کا خیال ہے کہ میں مرید صادق ہوں یا مریدین سے خارج ہوں، کیونکہ پیر کی طرف دل رجوع نہیں کرتا، میں چاہتا ہوں کوئی پیر اور کروں۔

جواب: اگر پیر سنی صحیح العقیدہ عالم ہے اور اس کا سلسلہ متصل ہے اور فاسق نہیں تو اس سے دل رجوع نہ ہونا شیطانی وسوسہ ہے توبہ کرے اور اس کے ساتھ اپنا اعتقاد درست کرے، اور اگر پیر میں ان چاروں باتوں سے کوئی بات کم ہے تو وہ پیر نہیں، کوئی اور پیر کہ ان چاروں باتوں کا جامع ہو اس کے ہاتھ پر بیعت کرے۔

(فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 577، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کیا ہیں؟

سوال: شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کیا ہیں؟

جواب: امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت میں باہم اصلاً کوئی تخالف نہیں اس کا مدعی اگر بے سمجھے کہے تو نرا جاہل ہے اور سمجھ کر کہے تو گمراہ، بد دین۔ شریعت حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال ہیں اور طریقت حضور کے افعال، اور حقیقت حضور کے احوال اور معرفت حضور کے علوم بے مثال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و سلم (صحابہ الی ما لا یزول)“

(فتاویٰ رضویہ، ج 21، ص 460، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: کیا ولی اللہ کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس سے سلسلہ بیعت جاری

ہو؟

جواب: ولی ہونے کو یہ ضرور نہیں کہ اس سے سلسلہ بیعت بھی جاری ہو۔

بدخل سکے نہ بھرے مزن کمان دے کاسدان ناخلف ست
ترجمہ: اے بیٹے! بیعت کے صحیح ہونے کی شرط، طریقت میں اسلاف کی
اجازت ہے۔ فریب کے ساتھ مٹی کے برتن پر مہرمت لگا کہ یہ طریقہ کھوٹے نابلوں
کا ہے۔

(سبع سنابل، سنبلہ دوم، در بیان پیری و مریدی، ص 40، مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ، لاہور)
حضرت سیدی بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ودیگر اکابر کرام فرماتے ہیں:
”من لا شیخ له فشیخه الشیطان“ ترجمہ: بے پیرے کا پیر شیطان
ہوتا ہے۔

(عوارف المعارف، الباب الثانی عشر، ص 78، مطبعة الحسینی ☆ الرسالة القشیریة، باب الوصیة
للمریدین، ص 181)

یہ جو ظاہری ذوق و شوق لوگوں میں دیکھا جاتا ہے قابل اعتبار نہیں شیطان کی
طرف سے بھی ہوتا ہے اور اس پر واضح دلیل نماز میں شور و غل مچانا، اور رقص کرنا یہ نہیں
مگر شیطان کی طرف سے کہ نماز فاسد کرے، صحابہ کرام و اکابر اولیاء عظام سے ایسا
کبھی منقول نہ ہوا ان سے زیادہ تاثیر و برکت کسی کی ہو سکتی ہے مگر صادقین سے برکت
ہوتی ہے اور کاذبین سے حرکت۔ قال اللہ تعالیٰ ﴿وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ﴾ اپنے
عمل باطل نہ کرو۔ (پ 26، سورہ محمد، آیت 33)

وقال تعالیٰ ﴿وَقُومُوا لِلَّهِ قَنِینَ﴾ اللہ کے حضور ادب سے کھڑے
رہو۔

(پ 2، سورہ البقرة، آیت 238)

اس کا اقرار کرنا کہ فسق و فجور کرتا تھا اور اس کا عذر بیان کرنا کہ اخفاء ولایت
کے لئے تھا، عذر بدتر از گناہ ہے۔ حضرات ملامتیہ فرماتے ہیں کہ ریس کرتا ہے، وہ کبھی

سوال: زید کی مختلف حالتیں ہوئیں، کبھی فسق و فجور کی طرف مائل رہتا تھا
اور کبھی عبادت الہی میں مستغرق ہو جاتا تھا، آخر میں وہ کئی پیروں سے بیعت ہو کر
مختلف قسم کی ریاضتیں اور بہت سی عبادتیں کیں اور چلے گئے، اب وہ ولایت کا مدعی ہے
اور کہتا ہے میں قطب ارشاد ہوں، اب وہ فسق و فجور کی طرف مائل ہونے کی یہ وجہ
بتاتا ہے کہ پہلے میں اس لئے کرتا تھا کہ لوگ مجھ پر بدگمان رہیں اور میری ولایت
ظاہر نہ ہو اور اب چونکہ خدائے تعالیٰ نے حکم دیا ہے اس لئے اپنی ولایت ظاہر کرتا
ہوں۔ اور لوگوں سے بیعت بھی لیتا ہے حالانکہ اس کو کسی ظاہری پیر سے اجازت نہیں
ملی ہے لیکن وہ کہتا ہے کہ خدا کی طرف سے بذریعہ الہام مجھے اجازت ملی ہے اور اب
کسی بندہ کی طرف رجوع کرنا میرے لئے ناجائز ہے، اس کے آثار یہ ہیں کہ اس کی
توجہ میں بڑا زبردست اثر ہے اس سے بیعت کرنے کے تھوڑے دنوں بعد لطیفہ قلب
روشن ہو کر ذکر جاری ہو جاتا ہے اس کا مجلس پر بھی اثر ہو جاتا ہے اور اس سے بیعت
کرنے پر بہت سے گمراہ آدمی پابند صوم و صلوٰۃ ہو جاتے ہیں اور ان کے دل میں عشق
الہی بھر جاتا ہے اور دیوانہ وار پھرتے ہیں اس کی سرّی نماز میں بہت شور و غل ہوتا ہے
اور کبھی جذبہ آتا ہے رقص بھی کرتے ہیں، کیا مذکورہ بالا صفات کے ساتھ موصوف شخص
سے جو کسی ظاہری پیر سے اجازت یافتہ نہ ہو بیعت کرنا اور اسے بیعت لینا جائز ہے
یا نہیں؟

جواب: امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے یہ

سوال ہوا تو جواباً ارشاد فرمایا:

ایسے شخص کو بیعت لینا جائز نہیں اور اس کے ہاتھ پر بیعت ناجائز۔

اے پسر شرط صحت بیعت در طریقت اجازت سلف ست

نعلین کی حفاظت

سوال: سبع سنابل میں ایک حکایت میں اس طرح لکھا ہے کہ حضرت خضر سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں آکر حاضرین کے جوتوں کی نگہبانی کرتے ہیں، اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اس حکایت میں حضرت خضر کی (جو ایک قول پر نبی ہیں) توہین کی گئی ہے کہ انہیں حضرت سلطان المشائخ کا خدمت گار اور وہ بھی ایسا کہ ان کی مجلس کے حاضرین کی نعلین (جوتیوں) کا نگہبان بتایا گیا ہے۔

جواب: اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

اول: اولیائے کرام ذر اللہ کو اس میں اختلاف ہے کہ یہ حضرت خضر جو اکثر اکابر سے ملاقاتی ہوتے ہیں آیا وہ خضر موسیٰ علیہما السلام ہیں جن کی نبوت میں اختلاف ہے اور صحابیت میں شبہ نہیں یا ہر دور میں ایک ولی بنام خضر ہوتا ہے یعنی مناصب ولایت سے ایک عہدے کا نام "خضر" ہے کہ جو اس عہدے پر قائم ہوگا اسی نام سے پکارا جائے گا، جیسے غوث کا نام عبداللہ و عبدالجامع اور اس کے دونوں وزیر دست چپ و راست کا نام عبدالملک و عبدالرب جن کو امامین کہتے ہیں اور اتادار بعہ کا نام عبدالرحیم و عبدالکریم و عبدالرشید و عبدالجلیل، یونہی جو عہدہ نقابت پر ہو اسے "خضر" کہا جائے گا اس کا اپنا نام کچھ ہو۔ ایک جماعت عظیم صوفیہ کرام اسی قول پر ہے اور بہت حکایات سے اس کا پتہ ملتا ہے۔ حافظ الحدیث امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی قول کی تائید کی، اصحابہ فی تمییز الصحابہ میں فرماتے ہیں "قول بعضهم ان لكل زمان خضرا وانه نقيب الاولياء و كلما مات نقيب اقيم نقيب بعده مكانه ويسمى الخضر وهذا قول تداولته جماعة من الصوفية من غير نكير

مستحب بھی ترک نہیں کرتے معاذ اللہ فسق و فجور کیا معنی!

اور گمان بردہ کہ من کرد مر جو اوفر ق ذاکہ پسند آں استیزہ جو ترجمہ: اس نے گمان کیا کہ میں نے بھی اس کی مثل کیا، وہ جنگجو فرق کو کب دیکھتا ہے۔

شیطان کے دھوکے اس سے بہت زیادہ سخت ہوتے ہیں، حضرت سیدی ابوالحسن جو سقی خلیفہ حضرت سیدی علی بن ہتی فیض یافتہ بارگاہ سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک مرید کو اعتکاف میں بٹھایا ایک شب حجرہ سے زار زار رونے کی آواز آئی، دروازہ پر تشریف لے گئے، حال پوچھا، عرض کی شب قدر میرے پیش نظر ہے آفاق نور سے روشن ہیں درودیوار حجر و شجر سجدے میں گرے ہیں میں سجدہ کرنا چاہتا ہوں سینے میں ایک لوہے کی سلاخ ہے کہ جھکنے نہیں دیتی اس پر روتا ہوں۔ فرمایا: اے فرزند! یہ لوہے کی سلاخ وہ سر ہے جو میں نے تیرے سینے میں القا کیا ہے وہ تجھے جھکنے نہیں دیتا یہ شب قدر نہیں شیطان کا شعبہ ہے۔ یہ فرما کر دونوں دست مبارک پھیلائے اور آہستہ آہستہ انہیں قریب لاتے گئے جتنا ہاتھ سمٹتے وہ نور تاریکی سے مبدل ہوتا تھا جب دونوں ہاتھ مل گئے واویلا اور فریاد کی آواز آئی۔ فرمایا: اب تو میرے مریدوں کو اغوانہ کرے گا۔ یہ فرما کر چھوڑ دیا۔ وہ جھوٹا کرشمہ سب باطل ہو گیا۔ اس کے دھوکے اس سے بھی سخت ہیں، و العیاذ باللہ تعالیٰ۔ اور اس کا وہ کلمہ کہ "اب کسی بندہ کی طرف رجوع میرے لئے ناجائز ہے" اگر اپنے ظاہر عموم پر رکھا جائے تو صریح کلمہ کفر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بندے ہیں اور ان سے کسی وقت بے نیازی کسی نبی مرسل کو بھی نہیں ہو سکتی نہ کہ این و آن۔

ذلك ثم الامامان ثم الاوتاد ثم الابدال“ ترجمہ: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد سب سے بڑا ولی قطب ہوتا ہے، پھر افراد، اس میں اختلاف ہے، پھر امامان، پھر اوتاد، پھر ابدال۔

(البواقیت والجواہر، المبحث الخامس والاربعون، ج 2، ص 446، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

اقول: والمراد بالابدال البدلاء السبعة لما ذكر بعده ان الابدال السبعة لا يزيدون ولا ينقصون وهؤلاء هم البدلاء اما الابدال فاربعون بل سبعون كما في الاحاديث - ترجمہ: میں کہتا ہوں ابدال سے مراد سات بدلاء ہیں اس دلیل کی وجہ سے جو اس کے بعد مذکور ہے کہ بے شک ابدال سات ہیں نہ زیادہ ہوتے ہیں نہ کم اور یہی بدلاء ہیں۔ رہے ابدال تو وہ چالیس (40) بلکہ ستر (70) ہیں جیسا کہ احادیث میں ہے۔

تو کیا ضرور ہے کہ عہد کرامت مہد حضرت سلطان الاولیاء محبوب الہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضور سے افضل ہو بلکہ ممکن ہے کہ حضور کا خادم ہو۔ حضور کا لقب ساق عرش پر "قطب الدین" لکھا ہے اور یہ قطب اور غوث شیء واحد ہے نہ وہ قطب کہ ہر شہر ہر قریہ ہر لشکر کا جدا ہوتا ہے۔ غالباً اس لئے حضور کا نام سلطان المشائخ ہوا کہ قطب سلطان اولیائے دورہ ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور خادم کہ اپنے مخدوم کے مہمانوں کی خدمت کرے وہ درحقیقت مخدوم ہی کی خدمت ہے اور اس سے خادم کی کوئی اہانت نہیں ہوتی کہ ممکن ہے کہ اس دورے کا خضر خود حضرت سلطانی کا مرید ہو اور مرید تو کوچہ شیخ کے کتوں کی بھی تعظیم کرتا ہے اور اس کی اہانت نہیں بلکہ اور ترقی عزت و بلندی مرتبت ہے۔ ((مَنْ تَوَاضَعَ لِلَّهِ رَفَعَهُ اللَّهُ)) ترجمہ: جو اللہ تعالیٰ کے لیے عاجزی کرے اللہ تعالیٰ اس کو رفعت عطا فرماتا ہے۔

بينهم ولا يقطع مع هذا بان الذي ينقل عنه انه الخضر هو صاحب موسى عليهما (عليه السلام) بل هو خضر ذلك الزمان ويؤيده اختلافهم في صفته فمنهم من يراه شيخا او كهلا او شابا وهو محمول على تغاير المرئي وزمانه واللہ تعالیٰ اعلم“ ترجمہ: بعض اولیاء کا قول کہ ہر زمانے کے لیے ایک خضر ہوتا ہے اور وہ نقیب اولیاء ہوتا ہے، جب ایک نقیب کا وصال ہو جائے تو اس کی جگہ کوئی اور نقیب مقرر کر دیا جاتا ہے جس کو خضر کہا جاتا ہے۔ میں نے یہ قول صوفیاء کی ایک جماعت سے حاصل کیا۔ اس کے بارے میں ان سے کوئی اختلاف منقول نہیں اس قول کی موجودگی میں اس پر یقین نہیں کیا جاسکتا کہ اعتراض میں منقول خضر سے مراد وہی خضر ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی ہیں بلکہ اس سے مراد اس زمانے کا خضر ہے اور صفت خضر کے بارے میں دیکھنے والوں کا اختلاف بھی اس قول کا مؤید ہے۔ چنانچہ کسی نے ان کو بوڑھا، کسی نے ادھیڑ عمر والا اور کسی نے جوان دیکھا یہ دکھائی دینے والے اور اس کے زمانے کے تغاير پر محمول ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(الاصابة في تمييز الصحابة، ذکر خضر صاحب موسیٰ علیہ السلام، ج 1، ص 433، دار صادر، بیروت)

اس ولی مسمیٰ بخضر (اس ولی جس کو خضر کا نام دیا جاتا ہے) کا جمیع اولیاء در کنار اپنے دورے کے اولیاء سے بھی افضل ہونا ضرور نہیں بلکہ افضل نہ ہونا ضرور ہے۔ غوث بالیقین اس سے افضل ہوتا ہے کہ وہ اپنے دورے میں سلطان کل اولیاء ہے۔ یونہی امامین، یونہی افراد، یونہی اوتاد، یونہی بدلاء، یونہی ابدال کہ یہ سب یکے بعد دیگرے باقی اولیائے دورہ سے افضل ہوتے ہیں۔ امام عبدالوہاب شعرانی (رحمہ اللہ) کتاب البواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر میں فرماتے ہیں "ان اکبر الاولیاء بعد الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم القطب ثم الافراد علی خلاف فی

درحق اوددد ودرحق توخار درحق اونوز ودرحق تونار
توجہ دانی ذیاد مرغان دا کہ نہ دیدی گہ سلیمان دا
ترجمہ: ہندیوں کے ہند کی اصطلاح مدح ہے، سندھیوں کے لیے سندھ کی
اصطلاح مدح ہے، اس کے حق میں مدح اور تیرے حق میں مذمت، اس کے حق میں
شہد اور تیرے حق میں زہر، اس کے حق میں گلاب کا پھول اور تیرے حق میں کانٹا، اس
کے حق میں نور اور تیرے حق میں نار، تو کیا جانے پرندوں کے نقصان کو، کہ تو نے
سلیمان کے زمانے کو نہیں دیکھا۔

محمد شاہ بادشاہ دہلی کے حضور مجمع علماء تھا بعض کلمات منسوبہ باولیاء پر رائے
زنی ہو رہی تھی، ہر ایک اپنی سی کہتا اور اعتراض کرتا ایک صاحب کہ اس جماعت میں
سب سے علم تھے خاموش تھے، بادشاہ نے عرض کی: آپ کچھ نہیں فرماتے، فرمایا: یہ
سب صاحب میرے ایک سوال کا جواب دیں تو میں کچھ کہوں۔ سب ان عالم کی
طرف متوجہ ہوئے، انہوں نے فرمایا: آپ حضرات بولی کتے کی سمجھتے ہیں؟ سب نے
کہا: نہ، کہا: بلی کی؟ کہا: نہ۔ کہا: سبحان اللہ تم مقرر ہو کہ ارذل خلق اللہ (کم تر مخلوق) کی
بولی تم نہیں سمجھتے اولیاء کہ افضل خلق ہیں ان کا کلام کیونکر سمجھ لو گے۔

امام عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”علمائے مصر جمع ہو کر ایک
مجذوب کی زیارت کو گئے، انہوں نے انہیں دیکھتے ہی فرمایا: مرحبا بعبدی۔ مرحبا
میرے بندے کے بندوں کو۔ سب پریشان ہو کر لوٹ آئے، ایک صاحب جامع
ظاہر و باطن سے ملے اور شکایت کی، انہوں نے فرمایا: ٹھیک تو ہے تم سمجھتے نہیں، تم
خواہش نفس کے بندے ہو رہے ہو اور انہوں نے خواہش نفس کو اپنا بندہ کر لیا ہے تو
انکے بندے کے بندے ہوئے۔

اب سنئے اصطلاح قوم میں ”نعلین“ ”کونین“ کو کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ عزوجل

اللهم ارزقنا حسن الادب من اولیاءك بجاههم عندك امین وانت
محب السائلین۔ اے اللہ! ہم کو اپنے ولیوں سے حسن ادب عطا فرما اس مرتبے کے
صدقے جو ان کا تیرے ہاں ہے۔ ہماری دعا قبول فرما اور تو مانگنے والوں سے محبت
فرمائیو والا ہے۔

دوم: حکایت مذکورہ میں صرف ذکر نگہبانی ہے یہ بیان نہیں کہ وہ حفاظت
بطور خدمت تھی نہ حفاظت معنی خدمتگاری میں متعین، باپ اپنے بچوں یا استاد اپنے
شاگردوں کو تعلیم شنوری (تیراکی) کے لیے کہ سنت ہے اگر دریا میں بھیجے اور خود
کنارے بیٹھا ان کے لباس و نعال (لباس اور جوتوں) کی حفاظت کرے کوئی عاقل
اسے خدمتگار نہ کہے گا بلکہ رحمت و شفقت و نوازش پرورش۔ حکایت میں یہ صورت ہونا
کس نے محال کیا فان واقعة عین يتطرق اليها كل احتمال كما نص عليه
العلماء في غير مامقال۔ ترجمہ: کیونکہ معین واقعہ میں ہر احتمال راہ پاتا ہے جیسا کہ
علماء نے اس پر نص فرمائی ہے۔ بغیر کسی قیل و قال کے۔

سوم: یہ دونوں جواب اہل ظاہر کے مدارک پر تھے ورنہ لسان حقائق
(حقائق کی زبان) کے طور پر معاملہ بالکل معکوس (الٹ) ہے۔ وہم کرنے والا
اصطلاح قوم سے ناواقفی کے باعث کمال عظمت کو معاذ اللہ موجب اہانت (اہانت کا
سبب) گمان کرتا ہے اور اہل ظاہر پر انکا کلمات اہل اللہ میں اکثر بلا اسی دروازے
سے آتی ہے ان کی اصطلاح کو اپنے مفہوم پر حمل کرتے اور خطا میں گرتے ہیں اور نہیں
جانتے کہ

ہندیوں دا اصطلاح ہند مدح سندیاں دا اصطلاح سندھ مدح
درحق اومدح درحق توخار درحق او شہد ودرحق توسمر

ومن علومك علم اللوح والقلم

ترجمہ: دنیا اور اس کی سوتن یعنی آخرت آپ کی بخششوں میں سے ہے اور لوح و قلم آپ کے علموں میں سے ہیں۔ (قصیدہ بردہ شریف، ص 79، مطبع انصار، دہلی) اسی طرف اشارہ ہے۔ حدیث نبی ﷺ میں ہے فرماتے ہیں: ((مَنْ أَحَبَّ دُنْيَاهُ أَضَرَّ بِآخِرَتِهِ، وَمَنْ أَحَبَّ آخِرَتَهُ، أَضَرَّ بِدُنْيَاهُ فَأَثَرُوا مَا يَبْقَى عَلَى مَا يَفْنَى)) ترجمہ: جو اپنی دنیا کو پیار کرے گا اس کی آخرت کو نقصان ہوگا اور جو اپنی آخرت کو پیار رکھے اس کی دنیا کو ضرر ہوگا تو باقی کو فانی پر ترجیح دو۔

(مسند احمد بن حنبل، حدیث ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، ج 4، ص 412، المکتب الاسلامی، بیروت)

اور مدارِ دنیا بنیہ بشری (ظاہری جسم) پر ہے اور مدارِ مثنوبات آخرت (آخرت کے ثواب کا مدار) عقل تکلفی پر اور وجد و سماع کے غلبے میں ان کے زوال کا اندیشہ، خصوصاً جب قوت ضعف ہو اور برکت صاحبِ مجلس سے تجلی اشد و اقویٰ واقع ہو تو بدن فنا یا عقل زائل ہو جانا کچھ بعید نہیں۔

حضور پر نور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھا رہے تھے جب سجدے میں گئے مقتدیوں میں سے ایک مرید کا جسم گھلنا شروع ہوا یہاں تک کہ گوشت، پوست، استخوان (ہڈیاں) کسی کا نام و نشان نہ رہا صرف ایک قطرہ پانی رہ گیا۔ حضور نے بعد سلام روئی کے پھوئے میں اٹھا کر دفن فرمایا اور فرمایا: سبحان اللہ! ایک تجلی میں اپنی اصل کی طرف پلٹ گیا۔

لہذا سیدنا خضر علیہ (الصلوة والسلام) اپنی قوت و مدد سے انکی دنیا و آخرت کی یعنی بنیہ بشری و عقل تکلفی کی حفاظت فرماتے تھے، کہنے یہ کمال عظمت ہے یا معاذ اللہ اہانت!

(فتاویٰ رضویہ ملخصاً، ج 30، ص 85 تا 91، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

نے اپنے بندے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا ﴿فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طَوًى﴾ ترجمہ: اپنے دونوں جوتے اتار ڈالو کہ تم پاکیزہ جنگل طوی میں ہو۔ (پ 16، سورہ طہ، آیت 12)

مفسر علام نظام الدین حسن بن محمد قتی غرائب القرآن و رغائب الفرقان معروف بتفسیر نیشاپوری میں اس آیت کریمہ کی تاویل یعنی بطور اہل اشارات و حقائق میں فرماتے ہیں "اترك الالتفات الى الكونين انك واصل الى جناب القدس"، یعنی نعلین سے "دونوں جہان" مراد ہیں انہیں اتار ڈالو یعنی ان کی طرف التفات نہ کرو کہ تم بارگاہ قدس میں پہنچ گئے۔

(غرائب القرآن، تحت سورہ طہ آیت 12، ج 16، ص 119، مصطفى البابی، مصر)

اقول (میں کہتا ہوں): نعل قطع راہ میں معین ہوتی ہے اور مقصد اولیاء وصول بحضرت کبریا ہے اور دنیا آخرت دونوں اس راہ کی قطع میں معین۔ دنیا یوں کہ اس میں اعمال سبب وصول جنت ہیں، اور آخرت یوں کہ وہیں وعدہ دیدار ہے معہذا (اس کے ساتھ یہ بھی کہ) طالبان مولیٰ لذات کونین کو زیر قدم رکھتے ہیں، جو زیر قدم ہوا سے نعل کہنا مناسب ہے۔ حدیث میں ہے: ((الدنيا حرام على اهل الآخرة والآخرة حرام على اهل الدنيا، والدنيا والآخرة حرام على اهل الله)) ترجمہ: دنیا حرام ہے آخرت والوں پر اور آخرت حرام ہے دنیا والوں پر، اور دنیا و آخرت دونوں حرام ہیں اللہ والوں پر۔

(الفردوس بما ثور الخطاب، ج 2، ص 230، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

نیز نعل "زوجہ" کو کہتے ہیں، کما فی القاموس وغیرہ (جیسا کہ قاموس وغیرہ میں ہے)۔ (القاموس المحيط، فصل النون، ج 4، ص 59، مصطفى البابی، مصر)

اور دنیا و آخرت دونوں سوتنیں ہیں۔

فان من جودك الدنيا وضرتها

حضرت سید عبداللہ صومعی، پھوپھی حضرت سیدہ ام عائشہ، آپ کی ازواج اور آپ کی اولاد وغیرہ سب کے سب متقی، پرہیزگار اور باکرامت اولیاء تھے۔

آپ کے والد، نانا جان اور والدہ

آپ کے والد سید ابوصالح موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ جوانی کے ایام میں ریاضات اور مجاہدات کے دوران ایک مرتبہ شہر کے باہر دریا کے کنارے جا رہے تھے، کئی روز سے کچھ کھایا پیا نہیں تھا، اچانک کنارے کے قریب دریا میں تیرتے ہوئے ایک سیب پر نظر پڑی، اٹھا کر کھالیا، کھانے کے بعد خیال پیدا ہوا نجانے کس کا سیب تھا جو میں نے بغیر اجازت کھالیا، اسی پریشانی کے عالم میں سیب کے مالک کی تلاش میں دریا کے کنارے چل پڑے، کچھ دور پہنچے تو دریا کے کنارے ایک باغ نظر آیا، جس کے درختوں سے پکے ہوئے سیب دریا کے پانی پر لٹکے ہوئے تھے، آپ سمجھ گئے کہ وہ سیب ان ہی درختوں کا تھا، دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ باغ سید عبداللہ صومعی کا ہے، لہذا ان کی خدمت میں حاضر ہو کر بلا اجازت سیب کھالینے کی معافی چاہی، حضرت عبداللہ صومعی چونکہ خود خاصانِ خدا میں سے تھے، سمجھ گئے کہ یہ انتہائی صالح نوجوان ہے، چنانچہ فرمایا اتنا عرصہ باغ کی رکھوالی کرو پھر معافی پر غور کیا جائے گا، ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ نے مقررہ مدت تک بڑی دیانت داری کے ساتھ یہ خدمت سرانجام دی اور پھر معافی کے طلبگار ہوئے، حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ابھی ایک شرط باقی ہے، وہ یہ کہ میری ایک بیٹی ہے کہ آنکھوں سے اندھی ہے، کانوں سے بہری ہے، منہ سے گوگی ہے، پاؤں سے لہجی ہے، اگر تم اس سے نکاح کر لو تو معافی دے دی جائے گی، حضرت ابوصالح نے منظور کر لیا، نکاح کے بعد جب حجرہ عروسی میں قدم رکھا، اپنی بیوی کو تمام ظاہری عیوب سے مبرا ہونے کے ساتھ

الباب الثانی: حضور سیدی غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فصل اول: سیرت حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تعارف

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام مبارک ”عبد القادر“ ہے، والد صاحب کا نام ابوصالح موسیٰ جنگی دوست ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت بغداد شریف کے قریب قصبہ جیلان میں ہوئی، ایک قول پر آپ کی ولادت 470ھ میں اور ایک قول پر 471ھ میں ہوئی۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر نسبہ وصفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ص 171، مؤسسة الشرف، لاہور)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو محمد اور القاب محی الدین، غوث اعظم، پیران پیر، محبوب سبحانی وغیرہ ہیں۔

آپ کا نسب مبارک

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نجیب الطرفین سید ہیں، آپ کا شجرہ نسب والد صاحب کی طرف سے گیارہویں پشت میں امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور والدہ صاحبہ کی طرف سے چودہویں پشت میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ (بہجۃ الاسرار، ذکر نسبہ وصفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ص 171، مؤسسة الشرف، لاہور)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نبوی مینہ، علوی فصل، بتولی گلشن
حسینی پھول، حسینی ہے مہکنا تیرا

مبارک خاندان

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پورا خاندان اولیاء کا خاندان تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد حضرت ابوصالح جنگی دوست، والدہ حضرت فاطمہ، نانا جان

آپ کی زوجہ محترمہ

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے شیخ عبدالجبار رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ جب بھی کسی اندھیرے مکان میں تشریف لے جاتیں تو وہاں چراغ کی مثل روشنی ہو جاتی تھی، ایک مرتبہ میرے والد صاحب حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں تشریف لے آئے، جیسے ہی اس روشنی پر آپ کی نظر پڑی تو وہ روشنی فوراً ہی غائب ہو گئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ شیطان تھا جو تمہاری خدمت کیا کرتا تھا، اسی لیے میں نے اسے ختم کر دیا، اب میں اس روشنی کو رحمانی نور میں تبدیل کیے دیتا ہوں، اس کے بعد والدہ صاحبہ جب بھی کسی اندھیرے مکان میں تشریف لے جاتیں تو وہاں چاند کی مثل نور اور روشنی ہو جاتی۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر فضل اصحابہ، ص 196، مؤسسۃ الشرف، لاہور)

آپ کی اولاد

آپ کے شہزادوں میں سے دس کا تذکرہ بہجۃ الاسرار اور زبدۃ الآثار میں بڑی تفصیل کے ساتھ کیا گیا ہے، آپ کے یہ شہزادے علم میں پختہ، فقہ میں ماہر، متقی، پرہیزگار اور اللہ تعالیٰ کے اولیاء میں سے تھے، محقق علی الاطلاق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ زبدۃ الآثار میں فرماتے ہیں: ”صاحب بہجۃ الاسرار نے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد پاک کے علمی کمالات اور دینی خدمات پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے، مؤلف نے تفصیل کے ساتھ لکھا ہے کہ آپ کی اولاد پاک سے لوگوں کو کس قدر علمی فیض حاصل ہوا اور کس قدر علماء کبار و فضلاء زمانہ نے ان سے تلمذ کیا، اس قسم کے کمالات علمیہ اور فیضانِ روحانیہ کسی بزرگ کی اولاد سے دیکھنے میں نہیں آئے۔“

(زبدۃ الآثار، ص 51، مکتبہ نبویہ، لاہور)

ساتھ حسن ظاہری سے بھی متصف پایا تو خیال گزرا کہ یہ کوئی اور لڑکی ہے، گھبرا کر کمرے سے باہر نکل آئے، اسی وقت حضرت عبداللہ صومعی کے پاس پہنچے اور اپنی پریشانی بیان کی، تو حضرت عبداللہ صومعی نے فرمایا: اے شہزادے! یہی تمہاری بیوی ہے، میں نے جو اس کی صفات بیان کی تھیں وہ سب صحیح ہیں، یہ اندھی ہے اس لیے کہ کسی غیر محرم پر اس کی نظر نہیں پڑی، یہ بہری ہے کہ کبھی خلاف شرع بات اس نے نہیں سنی، یہ لٹخی اس لیے ہے کہ اس نے کبھی خلاف شرع کام نہیں کیا، یہ لنگڑی اس لیے ہے کہ خلاف شرع کبھی گھر سے باہر قدم نہیں رکھا اور یہ گوگی اس لیے ہے کہ اس نے کبھی خلاف شرع بات نہیں کی۔

یہ تھے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد اور نانا اور ایسی صفات کی مالک تھیں غوث پاک کی والدہ حضرت ام الخیر فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم (جمعیں۔)

آپ کی پھوپھی جان

ایک مرتبہ جیلان میں بارش نہ ہونے کی وجہ سے قحط سالی ہو گئی، لوگوں نے طلبِ بارش کے لیے نمازِ استسقاء پڑھی مگر بارش نہ ہوئی، لوگ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پھوپھی جان حضرت ام عائشہ رحمۃ اللہ علیہا کے گھر مبارک پر حاضر ہوئے اور آپ سے بارش کی دعا کے لیے درخواست کی، آپ اپنے گھر کے صحن میں تشریف لائیں اور زمین پر جھاڑو دے کر اس طرح دعا مانگی: اے میرے مالک! میں نے تو جھاڑو دے دیا اب تو چھڑکاؤ فرما دے، کچھ ہی دیر میں اس قدر بارش ہوئی جیسے مشک کا منہ کھول دیا گیا ہو، لوگ اس حال میں اپنے اپنے گھروں میں واپس آئے کہ سب کے سب بارش سے بھیگے ہوئے تھے اور جیلان شہر خوشحال ہو گیا۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر نسبہ و صفاتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ص 173، مؤسسۃ الشرف، لاہور)

طرف جانے کا اتفاق ہوا اور میں ایک بیل کے پیچھے چل رہا تھا کہ اس بیل نے میری طرف دیکھ کر کہا: يَا عَبْدَ الْقَادِرِ مَا لِهَذَا خُلِقْتَ یعنی اے عبدالقادر! تم کو اس قسم کے کاموں کے لئے تو پیدا نہیں کیا گیا۔ میں گھبرا کر گھر لوٹا اور اپنے گھر کی چھت پر چڑھ گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میدان عرفات میں لوگ کھڑے ہیں، اس کے بعد میں نے اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: آپ مجھے بغداد جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں تاکہ میں وہاں جا کر علم دین حاصل کروں۔

والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے مجھ سے اس کا سبب دریافت کیا میں نے بیل والا واقعہ عرض کر دیا تو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور وہ 80 دینار جو میرے والد ماجد کی وراثت تھے میرے پاس لے آئیں تو میں نے ان میں سے 40 دینار لے لئے اور 40 دینار اپنے بھائی سید ابو احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے چھوڑ دیئے، والدہ ماجدہ نے میرے چالیس دینار میری گدڑی میں سی دیئے اور مجھے بغداد جانے کی اجازت عنایت فرمادی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے ہر حال میں راست گوئی اور سچائی کو اپنانے کی تاکید فرمائی اور جیلان کے باہر تک مجھے الوداع کہنے کے لئے تشریف لائیں اور فرمایا: اے میرے پیارے بیٹے! میں تجھے اللہ عزوجل کی رضا اور خوشنودی کی خاطر اپنے پاس سے جدا کرتی ہوں اور اب مجھے تمہارا منہ قیامت کو ہی دیکھنا نصیب ہوگا۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر طریقہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ص 167، مؤسسة الشرف، لاہور)

☆ اسی سفر میں ڈاکوؤں کی توبہ والا مشہور و معروف واقعہ پیش آیا، آپ کے سچ بتانے (کہ میرے پاس 40 دینار ہیں) سے متاثر ہو کر ڈاکوؤں کے سردار اور دیگر ڈاکوؤں نے آپ کے مبارک ہاتھ پر توبہ کی۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر طریقہ رضی اللہ عنہ، ص 168، مؤسسة الشرف، لاہور)

مبارک بچپن

☆ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت رمضان المبارک میں ہوئی، آپ کی والدہ محترمہ کا بیان ہے کہ آپ رمضان میں دن کے وقت دودھ نہیں پیتے تھے، ایک بار رمضان کے چاند کی رؤیت میں اختلاف پڑ گیا تو لوگ میرے پاس آئے اور دریافت کیا تو میں نے انہیں بتایا کہ میرے بیٹے نے آج دودھ نہیں پیا، جس سے وہ سمجھ گئے کہ چاند ہو گیا، اس واقعہ سے میرے بیٹے کی فضیلت و شرافت کا شہرہ ہو گیا، میرے بیٹے نے کبھی بھی رمضان میں دن کے وقت دودھ نہیں پیا۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر نسبہ وصفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ص 172، مؤسسة الشرف، لاہور) (بہجۃ الآثار، ص 44، مکتبہ نبویہ، لاہور)

☆ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں بچپن میں کبھی بچوں کے ساتھ کھیلنے کا ارادہ کرتا تو کسی کہنے والے کی آواز سنتا: ایسا ین یا مبارک، یعنی اے برکت والے! کہاں جاتے ہیں؟، میں سہم کرا اپنی والدہ کی گود میں چلا جاتا۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر کلمات اخیر بھاعن نفسہ، ص 48، مؤسسة الشرف، لاہور)

☆ محبوب سبحانی حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آپ کو ولی کب سے جانا؟ ارشاد فرمایا کہ میری عمر دس برس کی تھی میں مکتب میں پڑھنے جاتا تو فرشتے مجھ کو پہنچانے کے لئے میرے ساتھ جاتے اور جب میں مکتب میں پہنچتا تو وہ فرشتے لڑکوں سے فرماتے کہ اللہ عزوجل کے ولی کے بیٹھنے کے لیے جگہ کشادہ کر دو۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر کلمات اخیر بھاعن نفسہ، ص 48، مؤسسة الشرف، لاہور)

☆ شیخ محمد بن قائد الاوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم سے فرمایا: حج کے دن بچپن میں مجھے ایک مرتبہ جنگل کی

علم فتویٰ

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں دنیائے اسلام کے ہر شہر سے استفتاء (سوالات) آتے تھے، جن پر آپ کی آخری رائے طلب کی جاتی تھی، (جب سے آپ نے فتویٰ دینا شروع کیا) ایک رات بھی ایسی نہ گزری ہوگی کہ جس رات آپ کے پاس دینی سوالات نہ آئے ہوں اور آپ نے ان پر غور نہ کیا ہو اور پھر ان پر اپنی رائے نہ ثبت کی ہو۔

(زبدۃ الآثار، ص 53، مکتبہ نبویہ، لاہور)

آپ کی فقاہت

ایک مرتبہ بلا در عجم سے فتویٰ طلب کیا گیا، ایک شخص نے تین طلاقیں کی قسم اس طور پر کھائی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ایسی عبادت کرے گا کہ اس وقت کوئی دوسرا شخص وہ عبادت نہ کر رہا ہو، اگر وہ ایسا نہ کر سکا تو اس کی بیوی کو تین طلاقیں، تو اس صورت میں وہ شخص کیا کرے؟ اس سوال سے علماء وفقہاء حیران رہ گئے اور کوئی جواب نہ دے سکے، جب یہی سوال حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تو آپ نے فوراً اس سوال کا جواب ارشاد فرمایا کہ وہ شخص مکہ المکرمہ چلا جائے اور طواف کی جگہ اپنے لیے خالی کرائے اور تنہا طواف کر کے اپنی قسم کو پورا کر لے، اس کی بیوی کو طلاقیں نہیں ہوں گی۔ اس جواب سے علماء حیران رہ گئے۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر علمہ وتسمیۃ بعض شیوخہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ص 226، مؤسسة الشرف، لاہور ☆ زبدۃ الآثار، ص 54، مکتبہ نبویہ، لاہور)

مفتی شرع بھی ہے قاضی ملت بھی ہے

علم اسرار سے ماہر بھی ہے عبدالقادر

علم مبارک

اللہ تعالیٰ نے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بے شمار ظاہری اور باطنی علوم سے نوازا تھا۔

علم تفسیر

بہجۃ الاسرار کے مصنف فرماتے ہیں کہ مجھے حافظ ابوالعباس احمد نے بتایا کہ میں اور تمہارا والد ایک دن حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، ایک قاری نے قرآن مجید کی چند آیات تلاوت کیں اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آیت کی تفسیر میں ایک معنی بیان فرمائے، میں نے آپ کے والد سے دریافت کیا کہ کیا آپ اس معنی کو جانتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک اور معنی بیان کیے، میں نے پھر پوچھا تو آپ کے والد نے بتایا کہ ہاں یہ بھی جانتا ہوں، پھر اسی طرح حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے گیارہ معانی بیان کیے، آپ کے والد سب کے بارے میں کہتے رہے کہ میں جانتا ہوں، پھر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مزید معانی بیان کیے، یہاں تک کہ چالیس معنی بیان کیے، گیارہویں معنی کے بعد سے میں آپ کے والد کے پوچھتا تو وہ نفی میں جواب دیتے کہ میں ان معانی کو نہیں جانتا۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر تفسیری معنی کی نسبت اس کے قائل کی طرف ملاتے رہے کہ یہ فلاں کا قول ہے، آپ کے والد حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علمی تبخر پر حیرت زدہ ہوئے۔ آخر میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اب ہم قال سے حال کی طرف آتے ہیں لا الہ الا اللہ، یہ کہنا تھا کہ سارے اہل مجلس مضطرب ہو گئے، اور چند لمحوں میں آپ کے والد نے اپنے کپڑے پارہ پارہ کر دیئے۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر علمہ وتسمیۃ بعض شیوخہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ص 226، مؤسسة الشرف، لاہور)

عبادت و ریاضت

☆ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”اربعین سنة اصلی الصبح بوضوء العشاء“ میں چالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا کرتا رہا۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر فصول من کلامہ موضعاً بشی من عجائب، ص 118، مؤسسة الشرف، لاہور)

☆ مزید فرماتے ہیں: پندرہ سال تک یہ حالت رہی کہ عشاء کی نماز پڑھتا، ایک پاؤں پر کھڑا ہو جاتا اور قرآن پڑھنا شروع کرتا یہاں تک کہ سحری کے وقت قرآن پاک مکمل ہو جاتا۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر فصول من کلامہ موضعاً بشی من عجائب، ص 118، مؤسسة الشرف، لاہور)

☆ شیخ ابو عبد اللہ محمد بن ابوالفتح ہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی، قطب ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چالیس سال تک خدمت کی، اس مدت میں آپ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے تھے (یعنی ساری رات عبادت میں گزارتے) اور آپ کا معمول تھا کہ جب بے وضو ہوتے تھے تو اسی وقت وضو فرما کر دو رکعت نماز نفل پڑھ لیتے تھے۔ آپ عشاء پڑھ کر خلوت میں تشریف لے جاتے اور طلوع فجر تک عبادت میں مصروف رہتے، اس دوران کوئی آپ سے ملاقات نہ کر سکتا، اس دوران بعض اوقات خلیفہ بغداد بھی ملنے آیا مگر آپ سے ملاقات نہ ہو سکی۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر طریقہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ص 164، مؤسسة الشرف، لاہور) ☆ زیدۃ الآثار، ص 57، مکتبہ نبویہ، لاہور

☆ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں پچیس سال عراق کے جنگلوں میں ریاضت کرتا رہا، میں لوگوں کو پہچانتا تھا مگر لوگ مجھے نہیں پہچانتے

تیرہ علوم

بہجۃ الاسرار میں ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیرہ علوم میں کلام فرماتے تھے، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسے میں درس تفسیر، درس حدیث، درس علم الکلام، اور درس مناظرہ ہوا کرتا۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دن کے دونوں حصوں میں تفسیر، علوم حدیث، علم الکلام، علم مناظرہ، علم اصول، علم نحو پڑھاتے اور دوپہر کے بعد قراءتیں پڑھاتے تھے۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر علمہ وتسمیۃ بعض شیوخہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ص 225، مؤسسة الشرف، لاہور)

علم لدنی

ایک دفعہ شیخ بزاز رحمۃ اللہ علیہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، آپ اس وقت دودھ نوش فرما رہے تھے، تھوڑا سا آرام کیا اور چپ رہے، پھر فرمانے لگے: اللہ تعالیٰ نے علم لدنی کے ستر دروازے میرے لیے کھول دیئے ہیں اور ہر دروازہ زمین و آسمان کی پہنائیوں سے بھی زیادہ وسیع ہے۔ پھر آپ نے معارف و خواص پر گفتگو شروع کی جس سے اہل مجلس مدہوش ہو گئے۔

(زیدۃ الآثار، غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے طاہری و باطنی علوم، ص 53، مکتبہ نبویہ، لاہور)

علم حقیقت

سیدنا احمد رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ ہیں کہ شریعت کا سمندر ان کے دائیں ہاتھ ہے اور حقیقت کا سمندر ان کے بائیں ہاتھ، جس میں سے چاہیں پانی لیں، ہمارے اس وقت میں سید عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوئی ثانی نہیں۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر احترام المشائخ والعلماء له وثنائهم علیہ، ص 444)

پوچھا: یا حضرت! مجھے کھانا کون دے رہا ہے، آپ نے بتایا: یہ کھانا اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے، آپ مجھے کھلاتے گئے حتیٰ کہ میں سیر ہو گیا، پھر آپ نے مجھے اپنے ہاتھ خرقة پہنایا۔

(بہجة الاسرار، ذکر فصول من كلامه موصفاً بشئ من عجائب، ص 118، 119، مؤسسة الشرف، لاہور ☆ زبدة الآثار، ص 58، 59، مکتبہ نبویہ، لاہور)

فتمیں دے دے کے کھاتا ہے پلاتا ہے تجھے

پیارا اللہ ترا چاہنے والا تیرا

تبلیغ و ارشاد

☆ حضرت بزاز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں نے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرسی پر بیٹھے فرما رہے تھے کہ میں نے حضور سید عالم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: بیٹا تم بیان کیوں نہیں کرتے؟ میں نے عرض کیا: اے میرے نانا جان (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! میں ایک عجمی مرد ہوں، بغداد میں فصحاء کے سامنے بیان کیسے کروں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: بیٹا! اپنا منہ کھولو۔ میں نے اپنا منہ کھولا، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے منہ میں سات دفعہ لعاب مبارک ڈالا اور مجھ سے فرمایا کہ "لوگوں کے سامنے بیان کیا کرو اور انہیں اپنے رب عزوجل کی طرف عمدہ حکمت اور نصیحت کے ساتھ بلاؤ۔"

پھر میں نے نمازِ ظہر ادا کی اور بیٹھ گیا، میرے پاس بہت سے لوگ آئے اور مجھ پر چلائے، اس کے بعد میں نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کی کہ میرے سامنے مجلس میں کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے بیٹے تم بیان کیوں نہیں کرتے؟ میں نے عرض کیا: اے میرے والد! لوگ مجھ پر چلاتے ہیں۔ پھر

تھے، میرے پاس رجال الغیب اور جنوں کی جماعتیں آتیں اور میں انہیں خدا شناسی کا راستہ دکھایا کرتا، چالیس سال تک میں نے عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی، پندرہ سال تک نمازِ عشاء کے بعد ایک پاؤں پر کھڑا ہو کر قرآن پاک ختم کرتا رہا، میرا ہاتھ دیوار میں گڑے ہوئے کیل کی طرح رہتا تا کہ مجھے نیند نہ آئے حتیٰ کہ سحری کے وقت تک سارا قرآن پاک ختم کر لیتا، کبھی کبھی تین دن سے چالیس دن تک صرف گری پڑی چیزوں پر گزارا کرتا، میں بسلسلہ ریاضت گیا رہ سال تک برج عجمی پر قیام پذیر رہا، میری اقامت کی وجہ سے ہی اس برج کا نام برج عجمی پڑ گیا، بسا اوقات یوں ہوتا کہ میں اپنے اللہ سے عہد کر لیتا کہ میں اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک مجھے کھلایا پلا یا نہیں جائے گا، چنانچہ میں اسی حالت میں چالیس روز تک رہا، چالیس دن کے بعد ایک شخص آیا، میرے سامنے اس نے کھانا لگا دیا، اور خود چلا گیا، شدتِ بھوک کے عالم میں یہ کوئی بڑی بات نہ تھی کہ میں کھانے کی طرف ہاتھ بڑھاتا مگر مجھے اپنی قسم یاد آگئی اور میں نے کھانے سے ہاتھ روک لیا، بھوک کی بیتابی سے میرے پیٹ سے ایک آواز آئی جو الجوع الجوع (بھوک بھوک) پکار رہی تھی، میں نے اس آواز کی بھی کچھ پروا نہ کی، پھر میرے پاس شیخ ابوسعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور میری اس آواز کو سنتے ہی فرمانے لگے: عبد القادر! یہ کیسی آواز ہے؟ میں نے عرض کیا: یا حضرت! یہ میرے نفس کے قلق و اضطراب کی شورش ہے لیکن میری روح میرے اللہ کے پاس پرسکون ہے، پھر آپ نے فرمایا: آؤ بابِ ازج کی طرف چلیں، آپ نے وہاں پہنچ کر مجھے اپنی حالت پر چھوڑ دیا اور خود چلے گئے، اس کے بعد حضرت خضر علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہنے لگے: اٹھو اور ابوسعید المخزومی کی طرف چلیں، میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کے سامنے کھانا رکھا تھا، میں نے

ولی کیا مرسل آئیں خود حضور آئیں

وہ تیری وعظ کی محفل ہے یا غوث

☆ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میرے ہاتھ پر پانچ سو سے زائد یہودیوں اور عیسائیوں نے اسلام قبول کیا اور ایک لاکھ سے زیادہ ڈاکو، چور، فساق و فجار، فسادی اور بدعتی لوگوں نے توبہ کی۔

(بہجة الاسرار، ذکر وعظہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ص 184، مؤسسة الشرف، لاہور)

غوث پاک اور ماقبل و مابعد کے مشائخ

☆ حضرت شیخ امام ابو الحسن علی بن ابیہتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں نے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور شیخ بقا بن بطو کے ساتھ حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ اقدس کی زیارت کی، میں نے دیکھا کہ حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبر سے باہر تشریف لائے اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے سینے سے لگالیا اور انہیں خلعت پہنا کر ارشاد فرمایا: اے شیخ عبدالقادر! بے شک میں تمہارے علم شریعت، علم حقیقت، علم حال اور فعل حال میں محتاج ہوں۔

(بہجة الاسرار، ذکر علمہ وتسمیۃ بعض شیوخہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ص 226، مؤسسة الشرف، لاہور)

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے

سب ادب رکھتے ہیں دل میں میرے آقا تیرا

☆ شیخ ابوبکر بن ہواری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک روز اپنے مریدین سے فرمایا کہ عنقریب عراق میں ایک عجیب شخص جو کہ اللہ عزوجل اور لوگوں کے نزدیک عالی مرتبت ہوگا اُس کا نام عبدالقادر ہوگا اور بغداد شریف میں سکونت اختیار کریگا، قَدَمِیْ ہذہ

آپ نے فرمایا: اے میرے فرزند! اپنا منہ کھولو۔

میں نے اپنا منہ کھولا تو آپ نے میرے منہ میں چھ دفعہ لعاب ڈالا، میں نے عرض کیا کہ آپ نے سات دفعہ کیوں نہیں ڈالا؟ تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ادب کی وجہ سے۔ پھر وہ میری آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔

(بہجة الاسرار، ذکر فضول من کلامہ مرصعا بشی من عجائب، ص 58، مؤسسة الشرف، لاہور)

☆ پھر کیا تھا دور و نزدیک سے لوگ آپ کا وعظ سننے کے لیے حاضر ہونے لگے، بڑے بڑے اجتماعات ہونے لگے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس مبارک میں باوجود یہ کہ شرکاء اجتماع بہت زیادہ ہوتے تھے لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز مبارک جیسی نزدیک والوں کو سنائی دیتی تھی ویسی ہی دُور والوں کو سنائی دیتی تھی یعنی دور اور نزدیک والوں کے لئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز مبارک یکساں تھی۔

(بہجة الاسرار، ذکر وعظہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ص 181، مؤسسة الشرف، لاہور)

☆ شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں: حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس شریف میں کل اولیاء علیہم السلام اور انبیاء کرام علیہم السلام جسمانی حیات اور ارواح کے ساتھ نیز جن اور ملائکہ تشریف فرما ہوتے تھے اور حبیب رب العالمین عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی تربیت و تائید فرمانے کے لئے جلوہ افروز ہوتے تھے اور حضرت سیدنا خضر علیہ السلام تو اکثر اوقات مجلس شریف کے حاضرین میں شامل ہوتے تھے اور نہ صرف خود آتے بلکہ مشائخ زمانہ میں سے جس سے بھی آپ علیہ السلام کی ملاقات ہوتی تو ان کو بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں حاضر ہونے کی تاکید فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے کہ "جس کو بھی فلاح و کامرانی کی خواہش ہو اس کو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس شریف کی ہمیشہ حاضری ضروری ہے۔"

(اخبار الاخیار، ص 13)

مجھے ”یا سیدی محی الدین“ کہہ کر مخاطب کیا، جمعہ کی نماز پڑھنے کے بعد لوگ دوڑتے ہوئے میری طرف آئے اور ”یا محی الدین، یا محی الدین“ پکارتے ہوئے میرے ہاتھوں کو بوسے دینے لگے، حالانکہ اس سے پہلے کبھی کسی نے مجھے اس لقب سے نہیں پکارا تھا۔

(بہجة الاسرار ☆ زبدة الآثار، ص 55، مکتبہ نبویہ، لاہور)

تو حسینی حسنی کیوں نہ محی الدین ہو
اے خضر مجمع البحرین ہے چشمہ تیرا

کرامات

☆ ابوالسعود الحریمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ ابوالمظفر حسن بن نجم تاجر نے شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: حضور والا! میرا ملک شام کی طرف سفر کرنے کا ارادہ ہے اور میرا قافلہ بھی تیار ہے، سات سودینار کا مال تجارت ہمراہ لے جاؤں گا۔ تو شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اگر تم اس سال سفر کرو گے تو تم سفر میں ہی قتل کر دیئے جاؤ گے اور تمہارا مال و اسباب لوٹ لیا جائے گا۔

وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد سن کر مغموم حالت میں باہر نکلا تو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہو گئی اس نے شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد سنایا تو آپ نے فرمایا اگر تم سفر کرنا چاہتے ہو تو جاؤ تم اپنے سفر سے صحیح و تندرست واپس آؤ گے، میں اس کا ضامن ہوں۔ ”آپ کی بشارت سن کر وہ تاجر سفر پر چلا گیا اور ملک شام میں جا کر ایک ہزار دینار کا اس نے اپنا مال فروخت کیا اس کے بعد وہ تاجر اپنے کسی کام کے لئے حلب چلا گیا، وہاں ایک مقام پر اس نے اپنے ہزار دینار رکھ دیئے اور رکھ کر دیناروں کو بھول گیا اور حلب میں اپنی قیام گاہ پر آ گیا، نیند کا غلبہ تھا کہ آتے

عَلَى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيٍّ اللَّهُ (یعنی میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے) کا اعلان فرمائے گا اور زمانہ کے تمام اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم (جمعین) اس کے فرمانبردار ہوں گے۔

(بہجة الاسرار، ذکر اخبار المشایخ عنه بذلك، ص 14، مؤسسة الشرف، لاہور)

☆ حضرت عبدالرحمن طفسونجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی نوجوان ہی تھے کہ ہمارے شیخ ابوالوفاء رحمۃ اللہ علیہ ان کی زیادت کے لیے آیا کرتے تھے، ایک دن شیخ ابوالوفاء نے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی کہ جب آپ مرتبہ کمال کو پہنچیں تو مجھے ضرور یاد رکھئے گا، پھر کہا: اے عبدالقادر! ہر پرندہ چچہا کر خاموش ہو جاتا ہے مگر آپ کا طائر روحانیت قیامت تک چچہاتا رہے گا۔

مرغ سب بولتے ہیں، بول کے چپ رہتے ہیں
ہاں اصیل ایک نواسخ رہے گا تیرا

محی الدین

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے القاب میں سے محی الدین بھی ہے جس کا مطلب ہے دین کو زندہ کرنے والا، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اس لقب کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جمعۃ المبارک کے دن سفر سے بغداد کی طرف واپس آ رہا تھا کہ ایک نہایت ہی کمزور اور لاغر شخص پر میرا گزر ہوا، اس نے سلام کیا، میں نے جواب دیا، پھر وہ کہنے لگا مجھے اٹھاؤ، میں نے اسے اٹھا کر بٹھایا تو اچانک اس کا چہرہ بارونق اور جسم موٹا اور تر و تازہ ہو گیا، میں حیران ہوا تو وہ کہنے لگا: حیرت و تعجب کی بات نہیں، میں آپ کے جد پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دین ہوں، جو مردہ ہو رہا تھا، اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے سے مجھے نئی زندگی عطا فرمائی ہے، آپ محی الدین ہیں۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزید فرماتے ہیں کہ جب میں جامع مسجد کی حدود میں داخل ہوا تو ایک شخص نے اپنا جوتا اتار کر مجھے پہننے کو دیا اور

گئیں کہ اس کا دل حضور سے گرویدہ ہے اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے اس کی تربیت فرمائیں۔ آپ نے اسے قبول فرما کر مجاہدے پر لگا دیا اور ایک روز ان کی ماں آئیں دیکھا لڑکا بھوک اور شب بیداری سے بہت کمزور اور زرد رنگ ہو گیا ہے اور اسے جو کی روٹی کھاتے دیکھا جب بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئیں تو دیکھا کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ایک برتن میں مرغی کی ہڈیاں رکھی ہیں جسے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تناول فرمایا تھا، عرض کی: اے میرے مولیٰ! حضور تو مرغی کھائیں اور میرا بچہ جو کی روٹی۔ یہ سن کر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا دست اقدس ان ہڈیوں پر رکھا اور فرمایا: قُومِیْ بِإِذْنِ اللّٰهِ الَّذِیْ یُحِیِّی الْعِظَامَ وَ هِیَ رَمِیمٌ۔ یعنی جی اٹھ اس اللہ عزوجل کے حکم سے جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ فرمائے گا۔ یہ فرمانا تھا کہ مرغی فوراً زندہ صحیح سالم کھڑی ہو کر آواز کرنے لگی، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جب تیرا بیٹا اس درجہ تک پہنچ جائے گا تو جو چاہے کھائے۔

(بہجة الاسرار، ذکر فصول من کلامه مرصعاً بشی من عجائب، ص 128، مؤسسة الشرف، لاہور)

☆ حضرت ابو عبد اللہ محمد بن ابوالعباس موصی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم ایک رات اپنے شیخ عبدالقادر جیلانی، غوث صمدانی، قطب ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسہ بغداد میں تھے اس وقت آپ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں بادشاہ المستنجد باللہ ابوالمظفر یوسف حاضر ہوا اس نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام کیا اور نصیحت کا خواست گارہوا اور آپ کی خدمت میں دس تھیلیاں پیش کیں جو دس غلام اٹھائے ہوئے تھے آپ نے فرمایا: میں ان کی حاجت نہیں رکھتا۔ اور قبول کرنے سے انکار فرمادیا اس نے بڑی عاجزی کی، تب حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک تھیلی اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑی اور دوسری تھیلی بائیں

ہی سو گیا، خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ عرب بدوؤں نے اس کا قافلہ لوٹ لیا ہے اور قافلے کے کافی آدمیوں کو قتل بھی کر دیا ہے اور خود اس پر بھی حملہ کر کے اس کو مار ڈالا ہے، گھبرا کر بیدار ہوا تو اسے اپنے دینار یاد آ گئے فوراً دوڑتا ہوا اس جگہ پر پہنچا تو دینار وہاں ویسے ہی پڑے ہوئے مل گئے، دینار لے کر اپنی قیام گاہ پر پہنچا اور واپسی کی تیاری کر کے بغداد لوٹ آیا۔

جب بغداد شریف پہنچا تو اس نے سوچا کہ پہلے حضرت شیخ حماد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوں کہ وہ عمر میں بڑے ہیں یا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوں کہ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے میرے سفر کے متعلق جو فرمایا تھا بالکل درست ہوا ہے اسی سوچ و بچار میں تھا کہ حسن اتفاق سے شاہی بازار میں حضرت شیخ حماد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس کی ملاقات ہوگئی تو آپ نے اس کو ارشاد فرمایا کہ "پہلے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضری دو کیوں کہ وہ محبوب سبحانی ہیں انہوں نے تمہارے حق میں ستر (70) مرتبہ دعا مانگی ہے یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے تمہارے واقعہ کو بیداری سے خواب میں تبدیل فرمادیا اور مال کے ضائع ہونے کو بھول جانے سے بدل دیا۔ جب تاجر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ جو کچھ شیخ حماد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے شاہی بازار میں تجھ سے بیان فرمایا ہے بالکل ٹھیک ہے کہ میں نے ستر (70) مرتبہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں تمہارے لئے دعا کی کہ وہ تمہارے قتل کے واقعہ کو بیداری سے خواب میں تبدیل فرمادے اور تمہارے مال کے ضائع ہونے کو صرف تھوڑی دیر کے لئے بھول جانے سے بدل دے۔

(بہجة الاسرار، ذکر فصول من کلامه مرصعاً بشی من عجائب، ص 64، مؤسسة الشرف، لاہور)

☆ ایک بی بی حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں اپنا بیٹا چھوڑ

☆ راوی کہتے ہیں: حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ابو غالب فضل اللہ بن اسمعیل بغدادی از جی سوداگر حاضر ہوا وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کرنے لگا: اے میرے سردار! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جد امجد حضور پر نور شافع یوم النشو راہم مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ذیشان ہے کہ جو شخص دعوت میں بلایا جائے اس کو دعوت قبول کرنی چاہیے۔ میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے گھر دعوت پر تشریف لائیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اگر مجھے اجازت ملی تو میں آؤں گا۔ پھر کچھ دیر بعد آپ نے مراقبہ کر کے فرمایا: ہاں آؤں گا۔

پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے خچر پر سوار ہوئے، شیخ علی نے آپ کی دائیں رکاب پکڑی اور میں نے بائیں رکاب تھامی اور جب اس کے گھر میں ہم آئے دیکھا تو اس میں بغداد کے مشائخ، علماء اور معززین جمع ہیں، دسترخوان بچھایا گیا جس میں تمام شیریں اور ترش چیزیں کھانے کے لئے موجود تھیں اور ایک بڑا صندوق لایا گیا جو سر بمہر تھا دو آدمی اسے اٹھائے ہوئے تھے اسے دسترخوان کے ایک طرف رکھ دیا گیا، تو ابو غالب نے کہا: شروع فرمائیے۔ اس وقت حضرت سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مراقبہ میں تھے اور آپ نے کھانا نہ کھایا اور نہ ہی کھانے کی اجازت دی تو کسی نے بھی نہ کھایا، آپ کی ہیبت کے سبب مجلس والوں کا حال ایسا تھا کہ گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں، پھر آپ نے شیخ علی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ صندوق اٹھالائیے۔ ہم اٹھے اور اسے اٹھایا تو وہ وزنی تھا ہم نے صندوق کو آپ کے سامنے لا کر رکھ دیا آپ نے حکم دیا کہ صندوق کو کھولا جائے۔

ہم نے کھولا تو اس میں ابو غالب کا لڑکا موجود تھا جو مادر زاد اندھا تھا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے کہا: کھڑا ہو جا۔ ہم نے دیکھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

ہاتھ میں پکڑی اور دونوں تھیلیوں کو ہاتھ سے دبا کر نچوڑا کہ وہ دونوں تھیلیاں خون ہو کر بہہ گئیں، آپ نے فرمایا: اے ابوالمظفر! کیا تمہیں اللہ عزوجل کا خوف نہیں کہ لوگوں کا خون لیتے ہو اور میرے سامنے لاتے ہو۔ وہ آپ کی یہ بات سن کر حیرانی کے عالم میں بے ہوش ہو گیا۔

پھر حضرت سیدنا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اللہ عزوجل کی قسم! اگر اس کے حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے رشتے کا لحاظ نہ ہوتا تو میں خون کو اس طرح چھوڑتا کہ اس کے مکان تک پہنچتا۔

(بہجة الاسرار، ذکر فصول من کلامہ مرصعاً بشی من عجائب، ص 120، مؤسسة الشرف، لاہور)

☆ راوی کا قول ہے کہ میں نے خلیفہ کو ایک دن حضرت سیدنا محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی، قطب ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں دیکھا کہ عرض کر رہا ہے کہ حضور میں آپ سے کوئی کرامت دیکھنا چاہتا ہوں تاکہ میرا دل اطمینان پائے۔

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: میں غیب سے سیب چاہتا ہوں۔ اور پورے عراق میں اس وقت سیب نہیں ہوتے تھے، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہوا میں ہاتھ بڑھایا تو دو سیب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان میں سے ایک اس کو دیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ہاتھ والے سیب کو کاٹا تو نہایت سفید تھا، اس سے مشک کی سی خوشبو آتی تھی اور المستنجد نے اپنے ہاتھ والے سیب کو کاٹا تو اس میں کیڑے تھے وہ کہنے لگا: یہ کیا بات ہے میں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں نہایت عمدہ سیب دیکھا؟ آپ نے فرمایا: ابوالمظفر! تمہارے سیب کو ظلم کے ہاتھ لگے تو اس میں کیڑے پڑ گئے۔

ہی ہو گیا، اس کے بعد حضور نے فرمایا: بس اے ذیال! تم یہی چاہتے تھے۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر فضول من کلامہ مرصعابی من عجائب، ص 150، مؤسسة الشرف، لاہور)

☆ ایک دفعہ دریائے دجلہ میں زوردار سیلاب آ گیا، دریا کی طغیانی کی شدت کی وجہ سے لوگ ہراساں اور پریشان ہو گئے اور حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مدد طلب کرنے لگے حضرت نے اپنا عصا مبارک پکڑا اور دریا کی طرف چل پڑے اور دریا کے کنارے پر پہنچ کر آپ نے عصا مبارک کو دریا کی اصلی حد پر نصب کر دیا اور دریا کو فرمایا کہ بس یہیں تک۔ آپ کا فرمانا ہی تھا کہ اسی وقت پانی کم ہونا شروع ہو گیا اور آپ کے عصا مبارک تک آ گیا۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر فضول من کلامہ مرصعابی من عجائب، ص 153، مؤسسة الشرف، لاہور)

☆ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں ایک جوان حاضر ہوا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کرنے لگا کہ میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے میں نے آج رات ان کو خواب میں دیکھا ہے انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ عذاب قبر میں مبتلا ہیں انہوں نے مجھ سے کہا ہے کہ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں جاؤ اور میرے لئے ان سے دعا کا کہو۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس نو جوان سے فرمایا: کیا وہ میرے مدرسہ کے قریب سے گزرا تھا؟ نو جوان نے کہا: جی ہاں۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خاموشی اختیار فرمائی۔

پھر دوسرے روز اس کا بیٹا آیا اور کہنے لگا کہ میں نے آج رات اپنے والد کو سبز حلہ زیب تن کیے ہوئے خوش و خرم دیکھا ہے۔ انہوں نے مجھ سے کہا ہے کہ میں عذاب قبر سے محفوظ ہو گیا ہوں اور جو لباس تو دیکھ رہا ہے وہ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برکت سے مجھے پہنچایا گیا ہے پس اے میرے بیٹے! تم ان کی

کہنے کی دیر تھی کہ لڑکا دوڑنے لگا اور بیٹا بھی ہو گیا اور ایسا ہو گیا کہ کبھی بیماری میں مبتلا نہیں تھا، یہ حال دیکھ کر مجلس میں شور برپا ہو گیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی حالت میں باہر نکل آئے اور کچھ نہ کھایا۔

راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں شیخ ابوسعید قیلوی کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ حال بیان کیا تو انہوں نے کہا: حضرت سید محمد الدین شیخ عبدالقادر جیلانی، قطب ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مادر زاد اندھے اور برص والوں کو اچھا کرتے ہیں اور خدا عز و جل کے حکم سے مردے زندہ کرتے ہیں۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر فضول من کلامہ مرصعابی من عجائب، ص 123، مؤسسة الشرف، لاہور)

☆ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن منبر پر بیٹھے بیان فرما رہے تھے کہ بارش شروع ہو گئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (بادل کو مخاطب کر کے) فرمایا: میں تو جمع کرتا ہوں اور (اے بادل) تو متفرق کر دیتا ہے۔ تو بادل مجلس سے ہٹ گیا اور مجلس سے باہر برسنے لگا، راوی کہتے ہیں کہ اللہ عز و جل کی قسم! شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلام ابھی پورا نہیں ہوا تھا کہ بارش ہم سے بند ہو گئی اور ہم سے دائیں بائیں برستی تھی اور ہم پر نہیں برستی تھی۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر فضول من کلامہ مرصعابی من عجائب، ص 147، مؤسسة الشرف، لاہور)

☆ حضرت عبدالملک ذیال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: میں ایک رات حضور پر نور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسے میں کھڑا تھا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر سے ایک عصا دست اقدس میں لئے ہوئے تشریف فرما ہوئے میرے دل میں خیال آیا کہ کاش حضور اپنے اس عصا سے کوئی کرامت دکھلائیں۔ ادھر میرے دل میں یہ خیال گزرا اور ادھر حضور نے عصا کو زمین پر گاڑ دیا تو وہ عصا مثل چراغ کے روشن ہو گیا اور بہت دیر تک روشن رہا پھر حضور پر نور نے اسے اٹھ کر لیا تو وہ عصا جیسا تھا ویسا

جنگل میں بیٹھے تھے ہم نے ان کو پکڑ لیا اور قافلے سے جا ملے۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر اصحابہ و بشراہم، ص 196، 197، مؤسسة الشرف، لاہور)

ایک دن حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرما رہے تھے اور شیخ علی بن ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کو نیند آگئی حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل مجلس سے فرمایا خاموش رہو اور آپ منبر سے نیچے اتر آئے اور شیخ علی بن ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے باادب کھڑے ہو گئے اور ان کی طرف دیکھتے رہے۔

جب شیخ علی بن ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواب سے بیدار ہوئے تو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا کہ آپ نے خواب میں تاجدار مدینہ، راحت قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "میں اسی لئے بادب کھڑا ہو گیا تھا پھر آپ نے پوچھا کہ نبی پاک، صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو کیا نصیحت فرمائی؟ تو کہا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضری کو لازم کرلو۔

بعد ازیں لوگوں نے شیخ علی بن ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فرمان کا کیا مطلب تھا کہ میں اسی لئے بادب کھڑا ہو گیا تھا۔ تو شیخ علی بن ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (لاری) نے فرمایا: میں جو کچھ خواب میں دیکھ رہا تھا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو بیداری میں دیکھ رہے تھے۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر فضول من کلامہ مرصع ابشی من عجائب، ص 58، مؤسسة الشرف، لاہور)

غوث پاک کی سیرت پر کتب

سوال: غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت پر لکھی گئی کچھ مستند کتب کے

بارگاہ میں حاضری کو لازم کرلو۔

پھر حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ (النورانی) نے فرمایا: میرے رب عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میں اس مسلمان کے عذاب میں تخفیف کروں گا جس کا گزر (تمہارے) مدرسہ پر ہوگا۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر اصحابہ و بشراہم، ص 194، مؤسسة الشرف، لاہور)

☆ حضرت عبداللہ جبائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ہمدان میں ایک شخص سے ملا جو دمشق کا رہنے والا تھا اس کا نام "ظریف" تھا ان کا کہنا ہے کہ میں بشر قرظی کو نیشاپور کے راستے میں ملایا یہ کہا کہ خوارزم کے راستے میں ملا، اس کے ساتھ شکر کے چودہ اونٹ تھے اس نے مجھے بتایا کہ ہم ایسے جنگل میں اترے جو اس قدر خوفناک تھا کہ اس میں خوف کے مارے بھائی بھائی کے ساتھ نہیں ٹھہر سکتا تھا جب ہم نے شب کی ابتداء میں گھڑیوں کو اٹھایا تو ہم نے چار اونٹوں کو گم پایا جو سامان سے لدے ہوئے تھے میں نے انہیں تلاش کیا مگر نہ پایا قافلہ تو چل دیا اور میں اپنے اونٹوں کو تلاش کرنے کے لئے قافلے سے جدا ہو گیا، ساربان نے میری امداد کی اور میرے ساتھ ٹھہر گیا، ہم نے ان کو تلاش کیا لیکن کہیں نہ پایا۔ جب صبح ہوئی تو مجھے حضرت سیدنا محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ (النورانی) کا فرمان یاد آیا کہ اگر تو سختی میں پڑے تو مجھ کو پکارنا تو تجھ سے مصیبت دور ہو جائے گی۔

میں نے یوں پکارا اے شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! میرے اونٹ گم ہو گئے، اے شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! میرے اونٹ گم ہو گئے۔ پھر میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو صبح ہو چکی تھی جب روشنی ہو گئی تو میں نے ایک شخص کو ٹیلے پر دیکھا جس کے کپڑے انتہائی سفید تھے اس نے مجھ کو اپنی آستین سے اشارہ کیا کہ اوپر آؤ۔ جب ہم ٹیلے پر چڑھے تو کوئی شخص نظر نہ آیا مگر وہ چاروں اونٹ ٹیلے کے نیچے

مصنف ہیں، ان کے شاگرد ہیں۔

(3) امام ذہبی ان کی مجلس مبارک میں حاضر ہوئے، اور طبقات القراء میں ان کی مدح ستائش کی اور ان کو امام اوحید (یکتا امام) لکھا۔ چنانچہ فرماتے ہیں ”علی بن یوسف بن جریر اللخمی شطونوفی الامام الاوحد المقرئ نورالدین شیخ القراء بالديار المصرية“ ترجمہ: علی بن یوسف بن جریر النحی شطونوفی نورالدین امام یکتا، مدرس قراءت اور بلاد مصری کے شیخ القراء ہیں۔

(زبدۃ الآثار بحوالہ طبقات المقرئين، ص3، مطبع بکسلنگ کمپنی، جزیرہ)

(4) امام اجل عارف باللہ سیدی عبداللہ بن اسعد یافعی شافعی یمنی رحمہ اللہ نے ”مرآة الجنان“ میں اس جناب کو ان مناقب جلیلہ سے یاد فرمایا ”روی الشيخ الامام الفقيه العالم المقرئ ابو الحسن علي بن يوسف بن جرير بن معصاذ الشافعي اللخمى فى مناب الشيخ عبدالقادر رضى الله تعالى عنه بسنده“ ترجمہ: شیخ امام زبردست فقیہ مدرس قراءت علی ابن یوسف بن جریر بن معصاذ شافعی النحی نے شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت بیان کی۔

(5) اور امام اجل امام ابن الجزری نے ”نہایۃ الدراآت فی اسماء الرجال القراءات“ میں فرمایا ”علی بن یوسف بن جریر بن فضل بن معصاذ نورالدین ابو الحسن اللخمی الشطونوفی الشافعی الاستاذ المحقق البارع شیخ الدیار المصریہ ولد بالقاهرة سنة اربع و اربعین و ستمائة و تصدر للاقراء بالجامع الازهر من القاهرة و تکاثر علیه الناس لاجل الفوائد والتحقیق و بلغنی انه عمل علی الشاطیبة شرحا فلو کان ظهر لکان من اجود شروحا توفي يوم السبت او ان الظهر دفن يوم الاحد العشرين من ذی الحجة سنة ثلث عشرة و سبع مائة رحمہ اللہ تعالیٰ“ ترجمہ: یعنی علی بن یوسف نورالدین ابو الحسن شافعی

نام بیان کر دیں؟

جواب: چند مستند کتب درج ذیل ہیں:

☆ ”ہجۃ الاسرار“ اس کے مصنف امام علی بن یوسف شطونوفی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ ☆ ”نور النظر فی اخبار شیخ عبدالقادر“ اس کے مصنف علامہ ابوبکر عبداللہ تیمی عراقی رحمہ اللہ علیہ ہیں ☆ ”اسنی المفاخر“ اس کے مصنف امام عبداللہ بن اسعد یافعی شافعی رحمہ اللہ علیہ ہیں۔ ☆ ”درر الجواہر فی مناقب شیخ عبدالقادر“ اس کے مصنف علامہ سراج الدین ابو حفص عمر ابن علی رحمہ اللہ علیہ ہیں ☆ ”الروض الزاہر فی مناقب عبد القادر اس کے مصنف علامہ قسطلانی رحمہ اللہ علیہ ہیں ☆ ”نزهة النواظر“ اس کے مصنف علامہ علی قاری رحمہ اللہ علیہ ہیں۔ ☆ ”زبدۃ الآثار“ اس کے مصنف شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ ☆ ”تحفۃ قادریہ“ اس کے مصنف مولانا ابولعالی محمد مسلمی رحمہ اللہ علیہ ہیں۔

سوال: ہجۃ الاسرار اور اس کے مصنف کا کچھ تعارف کروادیں۔

جواب: ”ہجۃ الاسرار“ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت پر مستند ترین کتاب ہے، اس کے مصنف امام علی بن یوسف شطونوفی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں، یہ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صرف دو واسطہ سے مرید ہیں۔

(1) امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ ان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں ”امام اجل، سید العلماء، شیخ القراء، عمدہ العرفاء، نور الملمۃ والدین، ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر النحی شطونوفی ذریعہ سرہ العزیز صرف دو واسطہ سے حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہیں۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج21، ص384، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(2) امام ابن الجزری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ ”حصن حصین شریف“ کے

اللہ تعالیٰ رحمۃ واسطتان وهو داخل فی بشارۃ قوله رضی اللہ تعالیٰ عنہ طوبی لمن رانی ولمن رای من رانی ولمن رای من رانی “ترجمہ: بھجۃ الاسرار امام اجل، فقیہ، عالم، مدرس قراءت، یکتا، عجب صاحب کمال نور الدین ابوالحسن علی بن یوسف شافعی نحوی کی تصنیف ہے، ان میں اور حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں صرف دو واسطے ہیں اور وہ حضور پر نور سرکار غوثیت کی اس بشارت میں داخل ہیں کہ شادمانی ہے اسے جس نے مجھ کو دیکھا اور اسے جس نے میرے دیکھنے والوں کو دیکھا اور اسے جس نے میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والوں کو دیکھا۔

(زبدۃ الاسرار، خطبۃ الکتاب، ص 5، مطبع بکسلنگ کمپنی، جزیرہ)

بھجۃ الاسرار

(9) حضرت شیخ محقق محدث دہلوی نے زبدۃ الآثار شریف میں فرمایا ”ایں کتاب بھجۃ الاسرار کتاب عظیم و شریف و مشہور است“ ترجمہ: یہ کتاب بھجۃ الاسرار ایک عظیم، شریف اور مشہور کتاب ہے۔

(زبدۃ الآثار مع زبدۃ الاسرار، خطبۃ الکتاب، ص 2، مطبع بکسلنگ کمپنی، جزیرہ)

(10) امام اجل یافعی وغیرہ اکابر اس کتاب بھجۃ الاسرار سے سند لیتے آئے۔

(11) امام اجل ابن الجزری مصنف حصن حصین نے یہ کتاب حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر خنی و شطوطی رحمہ اللہ تعالیٰ سے پڑھی، اور حدیث کی طرح اس کی سند حاصل کی۔

(12) اور علامہ عمر بن عبدالوہاب حلبی نے اس کی روایات معتمد ہونے کی تصریح کی۔

(فتاویٰ رضویہ ملخصاً، ج 21، ص 384 تا 387، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

استاد محقق اتنے کمال والے جو عقلوں کو حیران کر دے، بلاد مصر کے شیخ قاہرہ میں 644ھ کو پیدا ہوئے اور مصر کی جامع ازہر میں صدر تعلیم پر جلوس فرمایا، ان کے فوائد و تحقیق کے سبب خلأق کا ان پر ہجوم ہوا، میں نے سنا کہ شاطبیہ پر بھی اس جناب نے شرح لکھی، یہ شرح اگر ظاہر ہوتی تو ان کی تمام شرحوں سے بہتر شرح میں ہوتی، روز ہفتہ بوقت ظہر وفات پائی اور بروز یک شنبہ 20 ذی الحجہ 713ھ میں دفن ہوئے، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(زبدۃ الآثار بحوالہ نہایۃ الدرایات فی اسماء الرجال والقرأت، ص 5، مطبع بکسلنگ کمپنی، جزیرہ)

(6) امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمہ اللہ علیہ نے ”حُسن المَحَاضِرَةِ بِأَخْبَارِ مِصْرٍ وَالْقَاهِرَةِ“ میں فرمایا ”علی بن یوسف بن جریر اللخمی الشطنوفی الامام الاوحد نور الدین ابوالحسن شیخ القراء بالديار المصرية تصد للقاء بالجامع الازهر وتكاثر عليه الطلبة“ ترجمہ: علی بن یوسف ابوالحسن نور الدین امام یکتا ہیں، اور بلاد مصر میں شیخ القراء پھر ان کا مسند تعلیم پر جلوس اور طلبہ کا ہجوم اور تاریخ ولادت و وفات اسی طرح ذکر فرمائی۔

(7) نیز امام سیوطی نے اس جناب کا تذکرہ اپنی کتاب ”بغیۃ الوعاة“ میں لکھا اور اس میں نقل فرمایا کہ ”له اليد الطولى فى علم التفسير“ ترجمہ: علم تفسیر میں اس جناب کو یدِ طولیٰ تھا۔

(8) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہ نے کتاب ”زبدۃ الاسرار“ میں اس جناب کے فضائل عالیہ یوں بیان فرمائے ”بھجۃ الاسرار من تصنیف الشیخ الامام الاجل الفقیہ العالم المقرئ، الاوحد البارع نورا لدین ابی الحسن علی بن یوسف الشافعی اللخمی و بینہ و بین الشیخ رضی

(1) اللہ تعالیٰ علی الاطلاق فرماتا ہے ﴿وَلَكِنَّ اللَّهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهُ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ﴾ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو جس پر چاہے قبضہ وقابو دیتا ہے۔

(پ28، سورة الحشر، آیت6)

اس کا اطلاق اجسام والبصار واسماع وقلوب سب کو شامل ہے وہ اپنے محبوبوں کو جس کے چاہے دست و پا پر قدرت دے، چاہے چشم و گوش (آنکھ اور کان) پر، چاہے دل و ہوش پر، اس کی قدرت میں کمی نہ عطا میں تنگی، کیا ملائکہ دلوں میں القائے خیر نہیں کرتے، نیک ارادے نہیں ڈالتے، برے خطروں سے نہیں پھیرتے؟ ضرور سب کچھ باذن اللہ کرتے ہیں پھر دلوں میں تصرف کے اور کیا معنی۔

(2) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبَّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا﴾ ترجمہ: جب وحی فرماتا ہے تیرا رب فرشتوں کو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تو تم دل قائم رکھو مسلمانوں کے۔ (پ9، سورة الانفال، آیت12)

(3) سیرت ابن اسحاق و سیرت ابن ہشام میں ہے بنی قریظہ کو جاتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم راہ میں اپنے کچھ اصحاب پر گزرے، ان سے دریافت فرمایا: تم نے ادھر جاتے ہوئے کوئی شخص دیکھا؟ عرض کی: دحیہ بن خلیفہ کو نقرہ جنگ پر سوار جاتے ہوئے دیکھا۔ فرمایا: ((ذاك جبريل بعث الى بنی قريضة يزلزل بهم حصونهم ويقذف الرعب في قلوبهم)) ترجمہ: وہ جبریل تھا کہ بنی قریظہ کی طرف بھیجا گیا کہ ان کے قلعوں میں زلزلے اور ان کے دلوں میں رعب ڈالے۔

(السيرة النبوية لابن هشام مع الروض الانف، غزوة بنی قریظہ، ج2، ص195، مكتبة فاروقية، ملتان)

(4) امام بیہقی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إِذَا جَلَسَ الْقَاضِي مَجْلِسَهُ هَبَطَ

فصل دوم: دلوں پر قبضہ

سوال: اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مجموعہ نعت کے ایک شعر کا مصرع جو

کہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ہے

بندہ مجبور ہے خاطر (دل) پہ ہے قبضہ تیرا

حالانکہ صحیح حدیث شریف سے ثابت ہے کہ دل خداوند کریم کے قبضہ قدرت میں ہیں، اور وہی ذات مقلب القلوب (دلوں کو پھیرنے والی) ہے، تو غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہ کہنا کہ آپ کا دل پر قبضہ ہے، کیسا ہے؟

جواب: دلوں پر حقیقی قبضہ اللہ تعالیٰ ہی کا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عطا سے مخلوق دلوں پر تصرف کر سکتی ہے اور بعض مخلوق کا اللہ تعالیٰ کی عطا سے دلوں پر قبضہ و تصرف ہونا قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس سوال کے جواب میں فرماتے ہیں ”الحق اللہ عزوجل ہی مقلب القلوب (دلوں کا پھیرنے والا) ہے سب کے دلوں، نہ صرف دل بلکہ عالم کے ذرے ذرے پر حقیقی قبضہ اسی کا ہے۔ مگر نہ اس کی قدرت محدود، نہ اس کی عطا کا باب وسیع مسدود (اس کی عطا کا وسیع دروازہ بند نہیں ہے) ﴿إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ (پ1، سورة البقرة، آیت20)

﴿وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا﴾ ترجمہ: اور تیرے رب کی عطا پر روک نہیں۔ (پ15، سورة بنی اسرائیل، آیت20)

(فتاویٰ رضویہ، ج21، ص379، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

مخلوق کا دلوں پر تصرف

مخلوق کے لیے دلوں پر قبضہ و تصرف ثابت کرنے کے لیے امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل دلائل دیئے:

(8) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿شَیْطَانِ الْإِنْسِ وَ الْجِنِّ یُوحِیْ
بَعْضُهُمْ اِلَیْ بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا﴾ ترجمہ: شیطان آدمی اور جن ایک
دوسرے کے دل میں ڈالتے ہیں بناوٹ کی بات دھوکے کی۔

(پ8، سورۃ الانعام، آیت 112)

(9) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي
مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ)) ترجمہ: بے شک شیطان انسان کی رگ رگ میں خون
کی طرح جاری و ساری ہے۔

(صحیح البخاری، باب الاعتكاف، ج1، ص272، قدیمی کتب خانہ، کراچی، سنن ابی
داؤد، کتاب الصوم، باب المعتكف يدخل البيت لحاجته، ج1، ص335، آفتاب عالم پریس، لاہور)

(10) صحیحین وغیرہما میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب اذان ہوتی ہے شیطان گوز مارتے ہوئے
بھاگ جاتا ہے کہ اذان کی آواز نہ سنے، جب اذان ہو چکتی ہے پھر آتا ہے۔ جب
تکبیر ہوتی ہے پھر بھاگ جاتا ہے، جب تکبیر ہو چکتی ہے پھر آتا ہے ((حَتَّى يَخْطُرَ
بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ، يَقُولُ: اذْكُرْ كَذَا وَكَذَا، مَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ، حَتَّى
يَظَلَّ الرَّجُلُ اِنْ يَذْرَى كَمْ صَلَّى)) ترجمہ: یہاں تک کہ آدمی اور اس کے دل
کے اندر حائل ہو کر خطرے ڈالتا ہے کہتا ہے کہ یہ بات یاد کرو بات یاد کر، ان باتوں
کے لئے جو آدمی کے خیال میں بھی نہ تھیں، یہاں تک کہ انسان کو یہ بھی خبر نہیں رہتی کہ
کتنی پڑھی۔

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب فضل التاذین، ج1، ص85، قدیمی کتب خانہ،
کراچی، صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ، باب فضل الاذان و حرب الشیطان، ج1، ص168، قدیمی
کتب خانہ، کراچی)

(11) حدیث پاک میں ہے ((إِنَّ الشَّيْطَانَ وَاِضْعُ خَطْمَهُ عَلَى قَلْبِ

عَلَيْهِ مَلَكَانِ يُسَدِّدَانِهِ وَيُفَقِّدَانِهِ وَيُرْشِدَانِهِ مَا لَمْ يَجْرُ فَإِذَا جَارَ عَرَجًا وَتَرَكَاهُ
(ترجمہ: جب قاضی مجلس حکم میں بیٹھتا ہے تو دو فرشتے اترتے ہیں کہ اس کی رائے کو
درستی دیتے ہیں اور اسے ٹھیک بات سمجھنے کی توفیق دیتے ہیں اور اسے نیک راستہ
سمجھاتے ہیں جب تک حق سے میل نہ کرے، جہاں اس نے میل کیا فرشتوں نے
اسے چھوڑا اور آسمان پر چڑھ گئے۔

(السنن الکبریٰ، کتاب آداب القاضی باب من ابتلی بشیء، ج10، ص88، دار صادر، بیروت)

(5) دیلمی مسند الفردوس میں صدیق اکبر و ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما، دونوں
سے روای کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((لَوْ لَمْ أُبْعَثْ فِيكُمْ
لَبُعِثَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِذَا لَلَّهِ عَمْرٌ بَمَلَكَيْنِ يُوَفِّقَانِهِ وَيُسَدِّدَانِهِ اِذَا اَخْطَا
صِرَافًا حَتَّى يَكُونَ صَوَابًا)) ترجمہ: اگر میں تم میں ظہور نہ فرماتا تو بیشک عمر نبی کیا
جاتا۔ اللہ عزوجل نے دو فرشتوں سے تائید فرمائی ہے کہ وہ دونوں عمر کو توفیق دیتے اور ہر
بات میں اسے راہ پر رکھتے، اگر عمر کی رائے لغزش کرنے کو ہوتی ہے وہ پھیر دیتے ہیں
یہاں تک کہ عمر سے حق ہی صادر ہوتا ہے۔

(الفردوس بمأثور الخطاب، ج3، ص372، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

(6) ملائکہ کی شان تو بلند ہے۔ شیاطین کو قلوب عوام میں تصرف دیا ہے جس
سے فقط اپنے چنے ہوئے بندوں کو مستثنیٰ کیا ہے کہ ﴿إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ
عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ﴾ ترجمہ: میرے خاص بندوں پر تیرا قابو نہیں۔

(پ14، سورۃ الحجر، آیت 42)

(7) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿يُوسِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ مِنَ
الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ﴾ ترجمہ: شیطان جن اور لوگ، لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتے
ہیں۔

(پ30، سورۃ الناس، آیت 6، 5)

غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دلوں پر تصرف

اس کے بعد امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے مستند کتب (بھیجہ الاسرار جس کا تعارف ماقبل میں ہو چکا، اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی نزہۃ الخاطر) سے حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دلوں پر تصرف کے واقعات مکمل سندوں کے ساتھ نقل کیے ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں:

(1) مولانا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ”نُزْهُةُ الْخَاطِرِ الْفَاتِرِ تَرْجُمَةً سِيدِي الشَّرِيفِ عَبْدِ الْقَادِرِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ“ میں فرماتے ہیں ”روى الشيخ الجليل ابو صالح المغربي رحمه (اللہ تعالیٰ) انه قال قال لى سیدی الشيخ ابو مدين فرس مر، يا ابا صالح سافر الى بغداد وأت الشيخ محى الدين عبدالقادر ليعلمك الفقر، فسافرت الى بغداد فلما رأيته رأيته رجلا مارأيت اكثر هيبة منه (فساق الحديث الى اخره الى ان قال) قلت يا سیدی ارید ان تمدنى ملك بهذا الوصف فنظر نظرة فتفرقت عن قلبى جواذب الارادات كما يتفرق الظلام بهجوم النهار وانا الآن انفق من تلك النظرة“ ترجمہ: یعنی شیخ جلیل ابوصالح مغربی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی، مجھ کو میرے شیخ حضرت ابوشعیب مدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے ابوصالح! سفر کر کے حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر کے حضور حاضر ہو کہ وہ تجھ کو فقر تعلیم فرمائیں، میں بغداد گیا جب حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا میں نے اس ہیبت وجلال کا کوئی بندہ خدا نہ دیکھا تھا حضور نے مجھ کو ایک سو بیس دن یعنی تین چلے خلوت میں بٹھایا پھر میرے پاس تشریف لائے اور قبلہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: اے ابوصالح! ادھر کو دیکھو تجھ کو کیا نظر آتا ہے؟ میں نے عرض کی۔ کعبہ معظمہ، پھر مغرب کی طرف اشارہ

ابْنِ آدَمَ، فَإِنْ ذَكَرَ اللَّهَ خَنْسَ، وَإِنْ نَسِيَ التَّقَمَّ قَلْبُهُ فَذَلِكَ الْوَسْوَاسُ الْخَنْسَاسُ) ترجمہ: بیشک شیطان اپنی چونچ آدمی کے دل پر رکھے ہوئے ہے، جب آدمی خدا تعالیٰ کو یاد کرتا ہے شیطان دبک جاتا ہے اور جب آدمی (ذکر سے) غفلت کرتا ہے تو شیطان اس کا دل اپنے منہ میں لے لیتا ہے تو یہ ہے وسوسہ ڈالنے والا دبک جانے والا۔

(شعب الایمان، ج 1، ص 403، دارالمکتب العلمیہ، بیروت ☆ نوادر الاصول، الاصل التاسع والخمسون والمائتان، ص 354، دارصادر، بیروت ☆ فتاوی رضویہ ملخصاً، ج 21، ص 380 تا 382، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

جب فرشتوں بلکہ شیاطین کے لیے قبضہ و تصرف ثابت ہے تو اولیاء اللہ کے لیے ثابت ماننے میں کیا استحالہ ہے، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس بات کو سمجھاتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ”لمہ شیطان ولمہ ملک دونوں مشہور اور حدیثوں میں مذکور ہیں پھر اولیاء کرام کو قلوب میں تصرف کی قدرت عطا ہونی کیا محل انکار ہے۔ حضرت علامہ سلجھاسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب ابریز میں اپنے شیخ حضرت سیدی عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عوام جو اپنے حاجات میں اولیاء کرام مثل حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استعانت کرتے ہیں نہ کہ اللہ عزوجل سے، حضرات اولیاء نے ان کو قصداً ادھر لگا لیا ہے کہ دعا میں مراد ملنی نہ ملنی دونوں پہلو ہیں، عوام (مراد) نہ ملنے کی حکمتوں پر مطلع نہیں کئے جاتے، تو اگر بالکلیہ خالص اللہ عزوجل ہی سے مانگتے پھر مراد ملتی نہ دیکھتے تو احتمال تھا کہ خدا کے وجود ہی سے منکر ہو جاتے، اس لئے اولیاء نے ان کے دلوں کو اپنی طرف پھیر لیا کہ اب اگر (مراد) نہ ملنے پر بے اعتقادی کا وسوسہ آیا بھی تو اس ولی کی نسبت آئے گا جس سے مدد چاہی تھی، اس میں ایمان تو سلامت رہے گا۔

(فتاوی رضویہ، ج 21، ص 383، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

یعنی فقیہ محدث ابوالحجاج نے ہم سے حدیث بیان کی کہ میرے جدا مجد حجاج بن یعلیٰ بن عیسیٰ فاسی نے مجھے خبر دی کہ میں نے شیخ ابو محمد صالح کے ساتھ میں حج کیا، عرفات میں ہم کو حضرت شیخ ابو القاسم عمر بزار ملے، دونوں شیخ بعد سلام بیٹھ کر حضور پر نور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر فرمانے لگے، ابو محمد صالح نے فرمایا مجھ سے میرے شیخ حضرت شعیب ابو مدین نے فرمایا: اے صالح! سفر کر کے بغداد حاضر ہو۔

(بہجة الاسرار، ذکر فضول من کلامہ مرصع ابشی، ص 52، مصطفیٰ البابی، مصر)

تنبیہ: یہاں سے معلوم ہوا کہ ان شیخ کا نام گرامی صالح ہے اور کنیت ابو محمد ”نہمة الخاطر“ میں ابو صالح واقع ہوا سہو قلم ہے۔

(2) اسی بھجۃ الاسرار میں ہے کہ حضرت صالح یہ روایت فرما چکے تو حضرت سید عمر بزار فرمائی ”وانا ایضا کنت جالسا بین یدیہ فی خلوتہ فضرب بیدہ فی صدری فاشرق فی قبلہ نور علی قدر دائرة الشمس ووجدت الحق من وقتی وانا الی الان فی زیادة من ذلك النور“، یعنی یونہی میں بھی ایک روز حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے خلوت میں حاضر تھا حضور نے اپنے دست مبارک کو میرے سینے پر مارا، فوراً ایک نور قرص آفتاب کے برابر میرے دل میں چمک اٹھا، اور اس وقت سے میں نے حق کو پایا، اور آج تک وہ نور ترقی کر رہا ہے۔

(بہجة الاسرار، ذکر فضول من کلامہ مرصع ابشی، ص 53، مصطفیٰ البابی، مصر)

(3) اسی بھجۃ الاسرار شریف میں اس سند کے ساتھ ہے: حدثنا الشيخ ابو الفتوح محمد ابن الشيخ ابی المحاسن یوسف بن اسمعیل التیمی البکری البغدادی قال اخبرنا الشيخ الشریف ابو جعفر محمد بن ابی القاسم العلوی قال اخبرنا الشيخ العارف ابو الخیر بشر بن محفوظ ببغداد

کر کے فرمایا: ادھر دیکھ تجھے کیا نظر آتا ہے۔ میں نے عرض کی: میرے پیر ابو مدین۔ فرمایا: کدھر جانا چاہتا ہے کعبہ کو یا اپنے پیر کے پاس؟ میں نے عرض کی: اپنے پیر کے پاس۔ فرمایا: ایک قدم میں جانا چاہتا ہے یا جس طرح آیا تھا؟ میں نے عرض کی: بلکہ جس طرح آیا تھا، فرمایا: یہ افضل ہے۔ پھر فرمایا: اے ابو صالح! اگر تو فقر چاہتا ہے تو ہر گز بے زینہ اس تک نہ پہنچے گا اور اس کا زینہ تو حید کا مدار یہ ہے کہ عین السر کے ساتھ دل سے ہر خطرہ مٹا دے لوح دل بالکل پاک و صاف کر لے، میں نے عرض کی: اے میرے آقا! میں چاہتا ہوں کہ حضور اپنی مدد سے یہ صفت مجھ کو عطا فرمائیں، یہ سن کر حضور نے ایک نگاہ کرم مجھ پر فرمائی کہ ارادوں کی تمام کششیں میرے دل سے ایسی کا فور ہو گئیں جیسے دن کے آنے سے رات کی اندھیری، اور میں آج تک حضور کی اسی ایک نگاہ سے کام چلا رہا ہوں۔

دیکھئے خاطر (دل) پر اس سے بڑھ کر اور کیا قبضہ ہوگا کہ ایک نگاہ میں دل کو تمام خطرات سے پاک فرما دیا اور نہ فقط اسی وقت بلکہ ہمیشہ کے لئے۔

بھجۃ الاسرار میں امام شطنوفی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس واقعہ کو یوں بسند صحیح روایت فرمایا کہ ”حدثنا الفقیہ ابو الحجاج یوسف بن عبد الرحیم بن حجاج بن یعلیٰ الفاسی المالکی المحدث بالقاهرة 671هـ قال اخبرنا جدی حجاج بفاس 623هـ قال حججت مع الشيخ ابی محمد صالح بن ویرجان الدکالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ 588هـ فلما کنا بعرفات وافینا بها الشيخ ابوالقاسم عمر بن مسعود المعروف بالبزار فتسما لما وجلسا يتذکران ایام الشيخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال الشيخ ابو محمد قال لی سیدی الشيخ ابو مدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا صالح سافر الی بغداد الحدیث“

ہوں کہ یہ وارد حق ہے اور یہ باطل، یہ حال ہدایت ہے اور یہ گمراہی اور اس سے پہلے مجھے تمیز نہ ہو سکنے کے باعث سخت قلق رہا کرتا تھا۔

(بہجة الاسرار، ذکر فضول من كلامه مرصعاً بشیء، ص 31، 30، مصطفی البابی، مصر)

(4) بہجة الاسرار میں ہی اس سند کے ساتھ مذکور ہے: اخبرنا ابو محمد

الحسن ابن ابی عمران القرشی وابو محمد سالم بن علیا الدمیاطی قال اخبرنا الشیخ العالم الربانی شهاب الدین عمر السهروردی الحدیث یعنی ہمیں ابو محمد قرشی وابو محمد دمیاطی نے خبر دی، دونوں نے فرمایا کہ ہمیں شیخ الشیوخ شهاب الحق والدین عمر سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سردار سلسلہ سہروردیہ نے خبر دی کہ مجھے علم کلام کا بہت شوق تھا، میں نے اس کی کتابیں از بر حفظ کر لی تھیں اور اس میں خوب ماہر ہو گیا تھا میرے عم مکرم پیر معظم حضرت سیدی نجیب الدین عبدالقادر سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ کو منع فرماتے تھے اور میں باز نہ آتا تھا ایک روز مجھے ساتھ لے کر بارگاہ غوثیت پناہ میں حاضر ہوئے، راہ میں مجھ سے فرمایا: اے عمر! ہم اس وقت اس کے حضور حاضر ہونے کو ہیں جس کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دیتا ہے دیکھو ان کے سامنے باحیاط حاضر ہونا کہ ان کے دیدار سے برکت پاؤ۔

جب ہم حاضر بارگاہ ہوئے میرے پیر نے حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی: اے میرے آقا! یہ میرا بھتیجا علم کلام میں آلودہ ہے میں منع کرتا ہوں، نہیں مانتا، حضور نے مجھ سے فرمایا: اے عمر! تم نے علم کلام میں کون سی کتاب حفظ کی ہے؟ میں نے عرض کی: فلاں فلاں کتابیں۔ فامریدہ علی صدری فواللہ مانزعہا وانا احفظ من تلك الكتب لفظاً وانسائی اللہ جمیع مسائلہا ولكن وفر اللہ فی صدری العلم اللدنی فی الوقت العاجل فقمت من بین یدیہ وانا انطق بالحکمة وقال لی یاعمر انت اخر المشهورین

بمنزله الحدیث یعنی ہم سے شیخ ابوالفتوح محمد صدیق بغدادی نے حدیث بیان کی کہ ہم کو سید ابوجعفر محمد علوی نے خبر دی کہ ہم سے شیخ عارف باللہ ابوالخیر بشر بن محفوظ بغدادی نے اپنے دولت خانے پر بیان فرمایا کہ ایک روز میں اور بارہ صاحب اور (جن کے نام حدیث میں مفصل مذکور ہیں) خدمت اقدس حضور پر نور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حاضر تھے کہ حضور نے فرمایا ”لِيَطْلُبُ كُلُّ مِنْكُمْ حَاجَةً أُعْطِيَهَا لَهُ“ ترجمہ: تم میں سے ہر ایک ایک ایک مراد مانگے کہ ہم عطا فرمائیں (اس پر دس صاحبوں نے دینی حاجتیں متعلق علم و معرفت اور تین شخصوں نے دنیوی عہدہ و منصب کی مرادیں مانگیں جو تفصیل مذکور ہیں)

حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ”کلا نمد هؤلاء وهؤلاء من عطاء ربك وما كان عطاء ربك محظورا“ ترجمہ: ہم ان اہل دین اور اہل دنیا سب کی مدد کرتے ہیں تیرے رب کی عطا سے، اور تیرے رب کی عطا پر روک نہیں۔ خدا کی قسم! جس نے جو مانگا تھا پایا، میں نے یہ مراد چاہی تھی کہ ایسی معرفت مل جائے کہ واردات قلبی میں مجھے تمیز ہو جائے کہ یہ وارد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور یہ نہیں (اوروں کو ان کی مرادیں ملنے کی تفصیل بیان کر کے فرماتے ہیں): ”واما انا فان الشیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وضع یدہ علی صدری وانا جالس بین یدیہ فی مجلسہ ذلك فوجدت فی الوقت العاجل نوراً فی صدری وانا الی الان افرق به بین موارد الحق والباطل وامیز به بین احوال الہدی والضلال وکنت قبل ذلك شدید القلق لالتباسها علق“ ترجمہ: اور میری یہ کیفیت ہوئی کہ میں حضور کے سامنے حاضر تھا، حضور نے اسی مجلس میں اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا کہ فوراً ایک نور میرے سینے میں چمکا کہ آج تک میں اسی نور سے تمیز کر لیتا

اس سے بڑھ کر دلوں پر قابو اور کیا ہوگا کہ ایک ہاتھ مار کر تمام حفظ کی ہوئی کتابیں یکسر محو فرمادیں کہ نہ ان کا ایک لفظ یاد رہے اور نہ اس علم کا کوئی مسئلہ اور ساتھ ہی علم لدنی سے سینہ بھر دیں۔

(5) بھیجۃ الاسرار میں اس سند کے ساتھ موجود ہے: حدثنا الشيخ الصالح ابو عبد الله محمد بن كامل بن ابي المعالي الحسيني قال سمعت الشيخ العارف ابا محمد مفرج بن بنهان بن ركاف الشيباني، یعنی ہم سے شیخ صالح ابو عبد الله محمد حسینی نے حدیث بیان کی کہ میں نے بے شیخ عارف ابو محمد مفرج کو فرماتے سنا کہ جب حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شہرہ ہوا فقہائے بغداد سے سوفیقہ کہ فقہت میں سب سے اعلیٰ اور ذہین تھے، اس بات پر متفق ہوئے کہ انواع علوم سے سو مختلف مسئلے حضور سے پوچھیں، ہر فقیہ اپنا جدا مسئلہ پیش کرے تاکہ انھیں جواب سے بند کر دیں، یہ مشورہ گاٹھ کر سو مسئلے الگ الگ چھانٹ کر حضور اقدس کی مجلس وعظ میں آئے، حضرت شیخ مفرج فرماتے ہیں میں اس وقت مجلس وعظ میں حاضر تھا جب وہ فقہاء آ کر بیٹھ لئے حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سر مبارک جھکایا اور سینہ انور سے ایک بجلی چمکی جو کسی کو نظر نہ آئی مگر جسے خدا نے چاہا اس بجلی نے ان سب فقیہوں کے سینوں پر دورہ کیا۔ جس جس کے سینے پر گزرتی ہے وہ حیرت زدہ ہو کر ٹپنے لگتا ہے۔ پھر وہ سب فقہاء ایک ساتھ سب چلانے لگے اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور سر ننگے ہو کر مبرا اقدس پر گئے اور اپنے سر حضور پر نور کے قدموں پر رکھے، تمام مجلس سے ایک شورا اٹھا جس سے میں نے سمجھا کہ بغداد پھر ہل گیا، حضور پر نور ان فقیہوں کو ایک ایک کر کے اپنے سینہ مبارک سے لگاتے اور فرماتے تیرا سوال یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے، یونہی ان سب کے مسائل اور ان کے جواب ارشاد فرمادے۔

بالعراق، قال و كان الشيخ عبدالقادر رضي الله تعالى عنه سلطان الطريق والتصرف في الوجود على التحقيق - ترجمہ: حضور نے دست مبارک میرے سینے پر پھیرا، خدا تعالیٰ کی قسم! ہاتھ ہٹانے نہ پائے تھے کہ مجھے ان کتابوں سے ایک لفظ بھی یاد نہ رہا، اور ان کے تمام مطالب اللہ تعالیٰ نے مجھے بھلا دیے، ہاں! اللہ تعالیٰ نے میرے سینے میں فوراً علم لدنی بھر دیا، تو میں حضور کے پاس سے علم الہی کا گویا ہو کر (کلام کرتے ہوئے) اٹھا، اور حضور نے مجھ سے فرمایا ملک عراق میں سب سے پہلے نامور تم ہو گے یعنی تمہارے بعد عراق بھر میں کوئی اس درجہ شہرت کو نہ پہنچے گا، اس کے بعد امام شیخ الشیوخ سہروردی فرماتے ہیں حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بادشاہ طریق ہیں اور تمام عالم میں یقیناً تصرف فرمانے والے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

پھر امام مذکور بسند خود حضرت شیخ نجم الدین تفلوسی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت فرماتے ہیں میرے شیخ حضرت شیخ الشیوخ سہروردی نے مجھے بغداد مقدس میں چلے میں بٹھایا تھا، میں چالیسویں روز میں کیا واقعہ دیکھتا ہوں کہ حضرت شیخ الشیوخ ایک بلند پہاڑ پر تشریف فرما ہیں اور ان کے پاس بکثرت جواہر ہیں اور پہاڑ کے نیچے انبہ کثیر جمع ہے حضرت شیخ پیمانے بھر بھر کر جواہر خلق پر پھیلتے ہیں اور لوگ ٹوٹ رہے ہیں جب جواہر کمی پر آتے ہیں خود بخود بڑھ جاتے ہیں گویا چشمے سے ابل رہے ہیں، دن ختم کر کے میں خلوت سے باہر نکلا اور حضرت شیخ الشیوخ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ جو دیکھا تھا عرض کروں۔ میں کہنے نہ پایا تھا کہ حضرت شیخ نے فرمایا: جو تم نے دیکھا وہ حق ہے۔ اور اس جیسے کتنے ہی، یعنی صرف اتنے ہی جواہر نہیں جو تم نے دیکھے، بلکہ اتنے اتنے اور بہت سے ہیں، یہ وہ جواہر ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم کلام کے بدلے میرے سینے میں بھر دیے ہیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

الاولیاء واحوالہم ان شاء امسکھا وان شاء ارسلھا “ترجمہ: میں کیونکر ان کا ادب نہ کروں جن کو میرے مالک نے دل اور میرے حال اور تمام اولیاء کے قلوب و احوال پر تصرف بخشا ہے۔ چاہیں روک لیں چاہیں چھوڑ دیں۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر الشیخ ابوالنجیب عبدالقابر السہروردی، ص 235، مصطفیٰ البابی، مصر)

کہئے قلوب پر کیسا عظیم قبضہ ہے۔

(7) اور سب سے اجل واعلیٰ سنیے، بہجۃ الاسرار میں اس سند صحیح کے ساتھ

موجود ہے: حدثنا الشیخ ابو محمد القاسم بن احمد الهاشمی الحرمی، الحنبلی قال اخبرنا الشیخ ابو الحسن علی الخباز قال اخبرنا الشیخ ابو القاسم عمر بن مسعود البزار، یعنی شیخ ابو محمد ہاشمی ساکن حرم محترم نے ہم سے حدیث بیان کی کہ انھیں عارف حضرت ابوالحسن علی خباز نے خبر دی کہ انھیں امام اجل عارف اکمل سیدی عمر بزار نے خبر دی کہ میں روزہ جمعہ کو حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ جامع مسجد کو جاتا تھا، راہ میں کسی شخص نے حضور کو سلام نہ کیا، میں نے اپنے جی میں کہا سخت تعجب ہے، ہر جمعہ کو تو خلائق کا حضور پر وہ اثر دھام ہوتا تھا کہ ہم مسجد تک بمشکل پہنچ پاتے تھے آج کیا واقعہ ہے کہ کوئی سلام تک نہیں کرتا، یہ بات ابھی میرے دل میں پوری آنے بھی نہ پائی تھی کہ حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے تبسم فرماتے ہوئے میری طرف دیکھا اور معا لوگ تسلیم و مجرا کے لئے چاروں طرف سے دوڑ پڑے، یہاں تک کہ میرے اور حضور کے بیچ میں حائل ہو گئے، میں اس ہجوم میں حضور سے دور رہ گیا، میں نے اپنے جی میں کہا کہ اس حالت سے تو وہی پہلا حال اچھا تھا یعنی دولت قرب تو نصیب تھی، یہ خطرہ میرے دل میں آتے ہی معا حضور نے میری طرف پھر کر دیکھا اور تبسم فرمایا: اور ارشاد فرمایا: اے عمر! تم ہی نے اس کی خواہش کی تھی، او ما علمت ان قلوب الناس بیدی ان شئت صرفتها عنی وان شئت

جب مجلس مبارک ختم ہوئی تو میں ان فقہوں کے پاس گیا اور ان سے کہا: یہ تمھارا حال کیا ہوا تھا؟ بولے ”لما جلسنا فقدنا جميع مانعرفه من العلم حتى كانه نسخ منا فلم يمر بنا قط فلما ضمنا الى صدره رجع الى كل منا مانزع عنه من العلم ولقد ذكرنا مسائلنا التي هيأنا حاله وذكر فيها اجوبته “جب ہم وہاں بیٹھے جتنا آتا تھا دفعہ سب ہم سے گم ہو گیا ایسا مٹ گیا کہ کبھی ہمارے پاس ہو کر نہ گزرا تھا، جب حضور نے ہمیں اپنے سینہ مبارک سے لگایا ہر ایک کے پاس اس کا چھینا ہوا علم پلٹ آیا، ہمیں وہ اپنے مسئلے بھی یاد نہ رہے تھے جو حضور کیلئے تیار کر کے لے گئے تھے۔ حضور نے وہ مسائل بھی ہمیں یاد دلوائے اور ان کے وہ جواب ارشاد فرمائے جو ہمارے خیال میں بھی نہ تھے۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر وعظہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ص 96، مصطفیٰ البابی، مصر)

اس سے زیادہ قلوب پر اور کیا قبضہ درکار ہے کہ ایک آن میں اکابر علماء کو تمام عمر کا پڑھا لکھا سب بھلا دیں اور پھر ایک آن میں عطا فرما دیں۔

(6) بہجۃ الاسرار میں اس سند کے ساتھ مذکور ہے: اخبرنا الشیخ

ابوالحسن علی بن عبد اللہ الابھری وابو محمد سالم الدمیاطی الصوفی قالوا سمعنا الشیخ شہاب الدین السہروردی الحدیث۔ یعنی ہمیں ابوالحسن ابھری وابو محمد سالم الدمیاطی الصوفی نے خبر دی، دونوں نے فرمایا کہ ہم نے حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کو فرماتے سنا کہ میں اپنے شیخ معظم وعم مکرم سیدی نجیب الدین عبدالقادر سہروردی کے ہمراہ حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور حاضر ہوا، میرے شیخ نے حضور کے ساتھ عظیم ادب برتا، اور حضور کے ساتھ ہمہ تن گوش بے زبان ہو کر بیٹھے جب ہم مدرسہ نظامیہ کو واپس آئے میں نے اس ادب کا حال پوچھا۔ فرمایا ”کیف لا اتادب مع من صرفه مالکی فی قلبی وحالی وقلوب

رنج اعدا کا رضا چارہ ہی کیا ہے جب انھیں
آپ گستاخ رکھے حلم و شکیبائی دوست

اب اس کلام کو ایک حدیث مفید مسلمین و محافظ ایمان و دین پر ختم کریں، امام
ممدوح ذریعہ، فرماتے ہیں ”حدثنا الشيخ الفقيه ابو الحسن علي بن الشيخ
ابو العباس احمد بن المبارك البغدادي الحريمي قال اخبرنا الفقيه الشيخ
محمد بن عبد اللطيف الترمسي البغدادي الصوفي قال كان شيخنا الشيخ
محي الدين عبد القادر رضي الله تعالى عنه اذا تكلم بالكلام العظيم يقول عقيبہ
بالله قولوا صدقت وانما اتكلم عن يقين لاشك فيه انما انطق فانطق
واعطى فافرق واومر فافعل والعهد على من امرنى ولدية على العاقلة
تكذيبكم لى سم ساعة لاديانكم وسبب لذهاب دنياكم واخركم
اناسياف اناقتال ويحذركم الله نفسه لو لالحام الشريعة على لسانی
لاخبرتكم بما تاكلون وماتدخرون فى بيوتكم انتم بين يدي كالقوارير
يرى مافى بطونكم وظواهركم لوالالحام الحكم على لسانی لنطق صاع
يوسف بما فيه لكن العلم مستجير بذيل العالم كيلا يبدء مكنونة“
ترجمہ: حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کوئی عظیم بات فرماتے اس کے
بعد ارشاد فرماتے تم پر اللہ عزوجل کا عہد ہے کہ کہو حضور نے سچ کہا میں اس یقین سے
کلام فرماتا ہوں جس میں اصلاً کوئی شک نہیں میں کہلوا یا جاتا ہوں تو کہتا ہوں اور مجھے
عطا کرتے ہیں تو تقسیم فرماتا ہوں اور مجھے حکم ہوتا ہے تو میں کام کرتا ہوں، اور ذمہ
داری اس پر ہے جس نے مجھے حکم دیا، اور خون بہا مددگاروں پر، تمہارا میری بات کو
جھٹلانا تمہارے دین کے حق میں زہر ہلا بل ہے جو اسی ساعت ہلاک کر دے اور اس

اقبلت بها الى، یعنی کیا تمہیں معلوم نہیں کہ لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں
چاہوں تو اپنی طرف سے پھیر دوں اور چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کر لوں۔

(بہجة الاسرار، فصول من كلامه مرصعاً بشيء من عجائب احواله، ص 76، مصطفى البابی، مصر)
یہ حدیث کریم (مذکورہ بالا) بعینہ انھیں الفاظ سے مولانا علی قاری علیہ رحمۃ
الباری نے نزہۃ الخاطر الفاخر شریف میں ذکر کی، عارب باللہ سیدی نور الملمۃ والدین
جامی ذریعہ (نامی نفحات الانس شریف میں اس حدیث کو لا کر ارشاد اقدس کا ترجمہ یوں
تحریر فرماتے ہیں ”نادانستی کہ دلہائے مردمان بدست من است
اگر خواہم دلہائے ایشان را از خود بگردانم و اگر خواہم
دوئے در خود کنم“ ترجمہ: تو نہیں جانتا کہ لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں
ہے اگر چاہوں تو ان لوگوں کے قلوب از خود پھیر دوں اور اگر چاہوں تو اپنی طرف متوجہ
کر لوں۔

(نفحات الانس من حضرات القدس، ترجمہ شیخ ابو عمرو یقینی، ص 521، از انتشارات کتاب
فروشی محمودی)

بہی تو اس سگ کوئے قادری غفرلہ بر لاء نے عرض کیا تھا، ع

بندہ مجبور ہے خاطر پہ ہے قبضہ تیرا

اور دوشعر بعد میں عرض کیا تھا،

کنجیاں دل کی خدا نے تجھے دیں ایسی کر کہ یہ سینہ ہو محبت کا خزانہ تیرا
اس قصیدہ مبارک کے وصل چہارم میں ان اشقیاء کا رد تھا جو حضور پر نور رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کی تنقیص شان کرتے ہیں، ظاہر ہے کہ ان کے ناپاک کلموں سے غلامان
بارگاہ کے قلب پر کیا کچھ صدمہ نہیں پہنچتا اپنے اور اپنے خواجہ تاشوں کی تسکین کو وہ
مصرع تھا جس طرح دوسری جگہ عرض کیا ہے،

فصل سوم: فضیلت غوث پاک رضی اللہ عنہ

سوال: فتاویٰ رضویہ میں امام اہل سنت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خان

رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا:

زید کہتا ہے کہ جناب محی الدین سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت میں غوث الثقلین یا قطب الاقطاب نہیں تھے بلکہ سیدنا احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ قطب الاقطاب اور غوث الثقلین تھے اور جناب سید عبدالقادر جیلانی نے جناب سید احمد کبیر رفاعی سے مدینہ منورہ میں چند اولیاء کے ہمراہ بیعت کی ہے، یہ بیعت اس وقت ہوئی کہ جب سید احمد کبیر رفاعی کے لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار انور سے دست مبارک نکلا تھا، اور اکثر عرب میں سید عبدالقادر جیلانی کو مذکورہ بالا صفتوں سے کوئی نہیں مانتا، ہاں سید احمد کبیر رفاعی کو مانتے ہیں۔ عمر و کہتا ہے کہ سیدنا احمد کبیر رفاعی کی ولایت اور قطبیت میں ہمیں بالکل کلام نہیں، مگر ان کی فضیلت سیدنا جناب سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ پر نہیں ہو سکتی، اور مدینہ منورہ کی بیعت کا کسی جگہ ثبوت نہیں ملتا، اور اکثر عرب سید عبدالقادر جیلانی فرسہ کی بہت قدر و منزلت کرتے ہیں اور قطب الاقطاب و غوث الثقلین کی صفتیں حضرت پیران پیر صاحب ہی پر بولی جاتی ہیں۔ یہ بات پیش نظر رہے کہ زید کے پیر صاحب سیدنا احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلے سے تعلق رکھتے ہیں۔

جواب: سب سے پہلے امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے فضیلت دینے کا

معیار اور طریقہ ارشاد فرمایا کہ فضیلت کسے اور کس طرح دینی چاہئے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

فضیلت دینے کا معیار:

اللہ عزوجل فرماتا ہے ﴿قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ تم

میں تمھاری دنیا و آخرت کی بربادی ہے۔ میں تیغ زن ہوں، میں سخت کش ہوں، اور اللہ تعالیٰ تمھیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے۔ اگر شریعت کی روک میری زبان پر نہ ہوتی تو میں تمھیں بتا دیتا جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع رکھتے ہو، تم سب میرے سامنے شیشے کی طرح ہو، تمھارے فقط ظاہر ہی نہیں بلکہ جو کچھ تمھارے دلوں کے اندر ہے وہ سب ہمارے پیش نظر ہے اگر حکم الہی کی روک میری زبان پر نہ ہوتی تو یوسف کا پیمانہ خود بول اٹھتا کہ اس میں کیا ہے، مگر ہے یہ کہ علم عالم کے دامن سے لپٹا ہوا پناہ مانگ رہا ہے کہ راز کی باتیں فاش نہ فرمائے۔

(بہجة الاسرار، کلمات اخیر بہا عن نفسه، ص 24، مصطفیٰ البابی، مصر)

صدقۃ یاسیدی واللہ انت الصادق المصدق من عند اللہ و جلی لسان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علیہ السلام و بعد و عظم ذکرہ۔ ترجمہ: اے میرے آقا! آپ نے سچ فرمایا۔ قسم خدا کی اللہ عزوجل کے نزدیک اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق آپ بڑے سچے ہیں، آپ پر بھی اللہ کی رحمت و برکت اور سلام۔ (فتاویٰ رضویہ ملخصاً، ج 21، ص 383 تا 395، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

صاحب المقامات العلیة والجلالة العظيمة والكرامات الجلیلة والاهوال السنية والافعال الخارقة والانفاس الصادقة صاحب الفتح الموفق والكشف المشرق والقلب الانوار والسر الظہر والقدر الاکبر“ ترجمہ: حضرت سیدی احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرداران مشائخ واکابر عارفین واعاظم محققین وافران مقربین سے ہیں جن کے مقامات بلند اور عظمت رفیع اور کرامتیں جلیل اور احوال روشن اور افعال خارق عادات اور انفاس سچے عجیب فتح اور چمکا دینے والے کشف اور نہایت نورانی دل اور ظاہر تر سر اور بزرگ تر مرتبہ والے۔

(بہجۃ الاسرار ومعدن الانوار، الشیخ احمد بن ابی الحسن الرفاعی، ص 235، مصطفى البابی، مصر)

یوں ہی دو ورق میں اس جناب رفعت قباب کے مراتب عالیہ ومناقب سامیہ وکرامات بدیعہ وفضائل رفیعہ ذکر فرماتے ہیں۔

حضرت ممدوح قدس سرہ (الترغیب) کا روضہ انور سید اطہر صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہونا اور یہ اشعار عرض کرنا ہے:

فی حالة البعد ورحی کنت ارسلها تقبل الارض عنی وهی نائبتی
وهذه دولة الاشباح قد حضرت فامد دیمینک کی تحظی بہا شفتی
ترجمہ: زمانہ دوری میں میں اپنی روح کو حاضر کرتا تھا وہ میری طرف سے
زمین ہوتی کرتی، اب جسم کی نوبت ہے کہ حاضر بارگاہ ہے حضور دست مبارک
بڑھائیں کہ میرے لب سعادت پائیں۔

(الحادی لفتاویٰ، تنویر الحلق فی امکان رؤیة النبی والملك، ج 2، ص 261، دارالکتب العلمیة، بیروت)

اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک روضہ انور سے باہر کرنا

فرما دو کہ فضیلت اللہ کے ہاتھ ہے جسے چاہے عطا فرماتا ہے۔

(پ 3، سورہ آل عمران، آیت 73)

اس آیت کریمہ سے مسلمان کو دو ہدایتیں ہونیں:

ایک یہ کہ مقبولات بارگاہ احدیت میں اپنی طرف سے ایک کو افضل دوسرے کو مفضل نہ بتائے کہ فضل تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔
دوسرے یہ کہ جب دلیل مقبول سے ایک کی افضلیت ثابت ہو تو نفس کی خواہش اپنے ذاتی علاقہ نسب یا نسبت شاگردی یا مریدی وغیرہ کو اصلاً دخل نہ دے کہ فضل ہمارے ہاتھ نہیں کہ اپنے آبا و اساتذہ و مشائخ کو اوروں سے افضل ہی کریں جسے خدا نے افضل کیا وہی افضل ہے اگرچہ ہمارا ذاتی علاقہ اس سے کچھ نہ ہو اور جسے مفضل کیا وہی مفضل ہے اگرچہ ہمارے سب علاقے اس سے ہوں، یہ اسلامی شان ہے مسلمان کو اسی پر عمل چاہئے، اکابر خود رضائے الہی میں فنا تھے جسے اللہ عزوجل نے ان سے افضل کیا، کیا وہ اس پر خوش ہوں گے کہ ہمارے متوسل ہمیں اس سے افضل بتائیں۔ حاشا للہ! وہ سب سے پہلے اس پر ناراض اور سخت غضبناک ہوں گے تو اس سے کیا فائدہ کہ اللہ عزوجل کی عطا کا بھی خلاف کیا جائے اور اپنے اکابر کو بھی ناراض کیا جائے۔

حضرت رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل

حضرت عظیم البرکت سیدنا سید احمد کبیر رفاعی قدس سرہ (الترغیب) ایک اکابر اولیاء واعاظم محبوبان خدا سے ہیں، امام اجل اوحد سیدی ابوالحسن علی بن یوسف نور المملۃ والدین لخمی شطون فی قدس سرہ (الترغیب) کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف میں فرماتے ہیں ”الشیخ احمد بن ابی الحسن الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ هذا الشیخ من اعیان مشائخ العراق واجلاء العارفین وعظماء المحققین وصدار المقربین

دست انور ظاہر ہوا حضرت غوث نے مصافحہ کیا اور بوسہ لیا اور اپنے سر مبارک پر رکھا۔

(تفريح الخاطر مترجم معہ اصل عربی متن، المنقبۃ الثانية والعشرون، ص 56، 57، سنی دارالاشاعت، فیصل آباد)

اور تعدد سے کوئی مانع نہیں حضور سرکار غوثیت نے پہلا حج (پانچ سو نو ہجری) میں فرمایا ہے، جب عمر شریف اڑتیس سال تھی، حضور سیدی عدی بن مسافر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سفر میں ہم رکاب تھے حضرت سید احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت ام عبیدہ میں خور دسال تھے حضرت کو گیارہواں سال تھا، ممکن کہ اس بار حضور سرکار غوثیت نے یہ اشعار بارگاہ عرش جاہ میں عرض کئے اور ظہور دست اقدس و بوسہ مصافحہ سے مشرف ہوئے ہوں۔

حيث قال احمد بن ابی الحسن المعروف بابن الرفاعي توفي يوم الخميس الثاني والعشرين من جمادى الاولى سنة ثمان وسبعين وخسمائة بام عبدة وهو في عشر السبعين، ترجمہ: کہا: احمد ابن ابوالحسن جو کہ ابن رفاعی کے نام سے مشہور ہیں، کا وصال 22 جمادی الاولیٰ 578ھ بروز جمعرات ام عبیدہ کے مقام پر ہوا، چنانچہ آپ ستر کی دہائی میں فوت ہوئے۔

مگر بروایت بختہ الاسرار عنقریب آتی ہے اس پر 509ھ میں سات آٹھ برس کے ہونگے انتہا درجہ دس سال کے۔

(وفیات الاعیان، ترجمہ ابن الرفاعي، ج 1، ص 172، دارالثقافت، بیروت)

جب حضرت سید رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جوان ہوئے اور حج کو حاضر ہوئے باتباع سرکار غوثیت انہوں نے بھی وہ اشعار عرض کئے اور سرکار کرم کے اس کرم سے مشرف ہوئے ہوں۔

اور حضرت احمد رفاعی کا اس کے بوسہ سے مشرف ہونا مشہور و ماثور ہے۔

تنوير الحلك في امكان رؤية النبي والملک للامام الجليل السيوطي میں ہے ”لما

وقف سيد احمد الرفاعي تجاه الحجرة الشريفة قال:

في حالة البعد وحي كنت ارسلها تقبل الارض عنى وهى نائبتى
وهذه دولة الاشباح قد حضرت فامدديمينك كى تحظى بها شفتى
فخرجت اليه اليد الشريفة فقبلها“

ترجمہ: جب میرے سردار احمد رفاعی حجرہ شریفہ کے سامنے کھڑے ہوئے تو یوں کہا: جب میں دور ہوتا تو اپنی روح کو بھیجتا تھا جو میری نائب ہو کر میری طرف سے زمین بوسی کرتی تھی، یہ زیارت کا وقت ہے میں خود حاضر ہوا ہوں اپنا دست اقدس بڑھائیں تاکہ میرے ہونٹ دست بوسی کی سعادت پائیں۔ چنانچہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک آپ کی طرف نکلا جس کو آپ نے چوما۔

(الحاوی للفتاویٰ، تنوير الحلك في امكان رؤية النبي والملک، ج 2، ص 261، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

اور بعینہ یہی کرامت جلیلہ حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے بھی مذکور و مزبور ہے۔ کتاب تفریح الخاطر مناقب الشیخ عبدالقادر میں ہے ”ذکروا ان الغوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جاء مرة الى المدينة المنورة وقرأ بقرب الحجرة الشريفة هذين البيتين (فذكرهما كما مر وقال) فظهرت يده صلي الله تعالى عليه دمع فصافحها ووضعها على رأسه رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ ترجمہ: راویوں نے ذکر کیا کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار حاضر سرکار مدینہ نور بار ہو کر روضہ انور کے قریب وہ دونوں شعر پڑھے اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا

بہا سنے اربع و ستین و خمس مائة“ ترجمہ: جنکی قطیت کا ذکر کیا جاتا ہے ان میں سے ایک شیخ علی بن ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو نہر الملک کے ایک قریہ میں سکونت پذیر ہوئے یہاں تک کہ اسی قریہ میں 564ھ میں وصال فرمایا۔

(بہجة الاسرار، ذکر الشيخ علی بن الہیتمی، ص 289، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

اسی میں ہے ”الشیخ احمد بن ابی الحسن الرفاعی احد من تذاکر عنه القطبیة، سکن بام عبیدة قرية بارض البطائح الی ان مات بها فی سنة ثمان و سبعین و خمس مائة و قدنا هذا الثمانین“ ترجمہ: جن کی قطیت کا ذکر کیا جاتا ہے ان میں سے ایک شیخ احمد بن ابوالحسن رفاعی ہیں جو سرزمین طبائح کے قریب ام عبیدہ میں ساکن تھے اور وہاں ہی 578ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ نے اسی برس کے قریب عمر پائی۔

(بہجة الاسرار، ذکر الشيخ احمد بن ابی الحسن الرفاعی، ص 235، مصطفیٰ البابی، مصر)

اسی میں ہے حضرت شیخ جاگیر مرید جلیل تاج العارفین ابوالوفاء نے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رفعت شان و بے مثلی بیان کر کے فرمایا ”منہ انتقلت القطبیة الی سیدی علی الہیتمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ ترجمہ: ان سے قطیت میرے سردار شیخ علی بن ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منتقل ہوئی۔

(بہجة الاسرار، ذکر الشيخ جاکیر رضی اللہ عنہ، ص 169، مصطفیٰ البابی، مصر)

اسی میں ہے ”اخبونا الشیخ الشریف ابو جعفر محمد بن ابی القاسم العلوی الحسنی قال اخبونا الشیخ العارف ابو الخیر محمد بن محفوظ قال کنت انا (وفلان وفلان عد عشرة انفس من طالبي الاخرة وثلاثة من اهل الدنيا) حاضرين عند شيخنا الشيخ محی الدین عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال لیطلب کل منکم حاجة اعطيهاله (فذكر حوائجهم

بیعت کا ثبوت نہیں

بہر حال اس پر وہ فقرہ تراشیدہ کہ اس وقت حضور قطب العالمین غوث العارفین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت رفیع رفاعی کے ہاتھ پر معاذ اللہ بیعت فرمائی کذب و افتراء خالص و دروغ بیفروغ ہے اور اللہ واحد قہار جھوٹ کو دشمن رکھتا ہے نہ کہ ایسا جھوٹ جس سے زمین آسمان ہل جائیں ﴿قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾ ترجمہ: لاؤ اپنی دلیل اگر سچے ہو۔ (پ 1، سورۃ البقرہ، آیت 111)

﴿فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَئِكَ عِنْدَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ﴾ ترجمہ: پھر جب وہ گواہان عادل نہ لاسکے تو جو ایسا دعویٰ کریں اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں۔ (پ 18، سورۃ النور، آیت 13)

﴿وَقَدْ خَابَ مَنْ افْتَرَى﴾ ترجمہ: خائب و خاسر ہوا جس نے افتراء

(پ 16، سورۃ طہ، آیت 61)

باندھا۔

قطب الاقطاب بننے کی ترتیب

حضرت رفاعی کی قطیت سے کسے انکار ہے، حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال اقدس کے بعد حضرت سیدی علی بن ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قطب ہوئے، اور سرکار غوثیت کی عطا سے حضرت خلیل صرصری اپنی موت سے سات دن پہلے مرتبہ قطیت پر فائز ہوئے۔ حضرت علی بن ہیتی کا وصال وصال اقدس سرکار غوثیت سے تین سال بعد 564ھ میں ہے، پھر حضرت سید رفاعی قطب ہوئے اور 578ھ میں وصال ہوا۔

بہجہ مبارکہ میں ہے ”الشیخ علی بن الہیتمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ احد من تذاکر عنه القطبیة، سکن بلدة من اعمال نہر الملک الی ان مات

ہے کہ وہ تمام اولیائے دورہ کا سردار ہوتا ہے تو اس معنی پر ہر قطب یعنی غوث قطب الاقطاب ہے بلکہ غوث کے نیچے جو عہدہ داران تمام اصحاب خدمت کا افسر ہو بایں معنی قطب الاقطاب ہے، مگر قطب الاقطاب بمعنی اول یعنی غوث الاغواث کہ دوروں کے غوثوں کا غوث ہو، غوثوں کو غوثیت اس کی عطا سے ملتی ہو اور غوث اپنے اپنے دورے میں اس کی نیابت سے غوثیت کرتے ہوں وہ سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضور پر نور محی الشریعہ والطریقۃ والحقیقۃ والدین ابو محمد ولی الاولیاء، امام الافراد، غوث الاغواث، غوث الثقلین، غوث الكل، غوث اعظم سید شیخ عبدالقادر حسنی حسینی جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور تانظہور سیدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ مرتبہ عظمیٰ اسی سرکار غوثیت بار کیلئے رہے گا۔

حضرت رفاعی اور ان کے امثال قبل و بعد کے قطبوں کو حضور پر تفضیل دینی ہوں باطل و نقصان دینی ہے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اس کے بیان کو ہم چند احادیث مرفوعۃ الاسانید امام اجل اوحد سیدی نور الملتہ والدین ابوالحسن علی شطرنوفی درہ سرہ (الترغیب) کی کتاب مستطاب ”بہجۃ الاسرار معدن الانوار“ سے ذکر کرتے ہیں۔

بہجۃ الاسرار اور اس کے مصنف

اور اس سے پہلے اتنا واضح کر دیں کہ

(1) یہ امام جلیل صرف دو واسطہ سے حضور سرکار غوثیت کے مستفیضین بارگاہ میں ہیں ان کو محدث جلیل القدر ابو بکر محمد ابن امام حافظ تقی الدین انماطی سے تلمذ (شاگردی کا شرف حاصل) ہے ان کو امام اجل شہیر علامہ موفق الدین ابن قدامہ مقدسی سے ان کو حضور قطب الاقطاب غوث الاغواث غوث الثقلین غوث اعظم رضی اللہ

منہا) قال الشيخ خليل بن الصرصري اريدان الاموت حتى انال مقام القطبية قال فقال الشيخ عبدالقادر رضي الله تعالى عنه "كل نمداهؤلاء وهؤلاء من عطاء ربك وما كان عطاء ربك كان محظورا" قال فوالله لقد نالوا كلهم ما طلبوا، ترجمہ: ہمیں شیخ شریف ابو جعفر محمد بن ابوالقاسم علوی حسنی نے بحوالہ شیخ ابوالخیر خبر دی کہ ایک روز عارف باللہ محمد بن محفوظ اور دس حضرات اور طالبان آخرت اور تین شخص طالبان وزارت وغیرہا مناصب دنیا حاضر بارگاہ عالم پناہ سرکار غوثیت تھے حضور نے ارشاد فرمایا ہر ایک اپنی حاجت عرض کرے میں اسے عطا فرماؤں، سب نے اپنی اپنی دینی و دنیوی مرادیں عرض کیں، ان میں شیخ خلیل صرصری کی عرض یہ تھی کہ میں اپنی زندگی میں مرتبہ قطبیت پاؤں۔ حضور نے فرمایا "ہم ان کی اور انکی سب کی مدد کرتے ہیں رب کی عطا سے اور تیرے رب کی عطا پر روک نہیں۔" عارف موصوف فرماتے ہیں خدا کی قسم جس نے جو مانگا تھا پایا۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر فصول من کلامہ مرصع ابشئ من عجائب احوالہ مختصراً، ص 30، 31، مصطفیٰ البابی، مصر)

اسی میں حضرت سید ابو عمرو عثمان بن یوسف و حضرت علی بن سلیمان خباز و حضرت ابوالغیث ابن جمیل یمنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے کہ ان سب نے فرمایا ”قطب الشیخ خلیل الصرصری رحمہ اللہ تعالیٰ قبل موته بسبعة ايام“ ترجمہ: حضرت خلیل صرصری اپنی موت سے سات دن پہلے قطب کئے گئے۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر فصول من کلامہ مرصع ابشئ من عجائب احوالہ مختصراً، ص 32، مصطفیٰ البابی، مصر)

یہ قطبیت بمعنی غوثیت ہے اور اقطاب اصحاب خدمت کو بھی کہتے ہیں جو ہر شہر و ہر لشکر میں ہیں، شک نہیں کہ ہر غوث اپنے دورہ میں ان سب اقطاب کا افسر و سرور

رابعاً: معاشرت (ایک زمانہ ہونا) دلیل منافرت ہے اور ذہبی ان امام جلیل کے زمانے میں تھے انکی مجلس مبارک میں حاضر ہوئے ہیں باہنمہ (اس کے باوجود) انکے مداح ہوئے اور اپنی کتاب طبقات المقرئین میں ان کو الامام الاوحد کے لفظ سے یاد فرمایا یعنی امام یکتا، امام الشان ذہبی کے یہ دو لفظ تمام مدائح و مدارج توثیق و تعدیل و اعتماد و تعویل کو جامع ہیں۔

(3) امام جلیل عبداللہ بن سعد یافعی رحمہ اللہ مرآة الجنان میں فرماتے ہیں ”اما کرامتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فخارجة عن الحصر وقد ذكرت شيئاً منها في كتاب نشر المحاسن وقد اخبرني من ادركت من اعلام الائمة الاكابر ان کرامتہ تواترت وقريب منالتواتر ومعلوم بالاتفاق انه لم يظهر ظهور کراماتہ لغيره من شيوخ الآفاق، وها انا اتصرف في هذا الكتاب على واحدة منها وهي ماروى الشيخ الامام الفقيه العالم المقرئ ابو الحسن على بن يوسف بن جرير بن معضاد الشافعي اللخمي في مناقب الشيخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسنده من خمس طرق وعن جماعة من الشيوخ الجلة اعلام الهدى العارفين المقتنين للاقتداء قالوا جاءت امرأة بولدها“ یعنی حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات شمار سے زیادہ ہیں انہیں میں سے کچھ ہم نے اپنی کتاب نشر المحاسن میں ذکر کیں اور جتنے مشاہیر اکابر اماموں کے وقت میں نے پائے سب نے مجھے یہی خبر دی کہ سرکار غوثیت کی کرامات متواتر یا قریب تواتر ہیں اور بالاتفاق ثابت ہے کہ تمام جہان کے اولیاء میں کسی سے ایسی کرامتیں ظاہر نہ ہوئیں جیسی حضور پر نور سے ظہور میں آئیں اس کتاب میں ان میں سے صرف ایک ذکر کرتا ہوں وہ جسے روایت کیا شیخ امام فقیہ العالم مقرئ ابو الحسن علی بن یوسف بن جریری

نعالی عنہ سے، نیز ان کو امام قاضی القضاة محمد ابن امام ابراہم بن عبدالواحد مقدسی سے ان کو امام ابو القاسم ہبۃ اللہ بن منصور نقیب السادات سے ان کو حضور سید السادات سے، نیز ان کو شیخ جنید ابو محمد حسن بن علی نخعی سے ان کو ابو العباس احمد بن علی دمشقی سے ان کو سرکار غوثیت سے، نیز ان کو امام صفی الدین خلیل بن ابی بکر مراعی و امام عبدالواحد بن علی بن احمد قرشی سے ان دونوں کو امام اجل بونصر موسیٰ سے ان کو اپنے والد ماجد حضور سیدنا غوث اعظم سے، رضی اللہ تعالیٰ عنہم (جمعین)، اور ان کے سوا اور بہت طرق سے ان امام جلیل کی سند حضور تک ثنائی یعنی صرف دو واسطہ سے ہے 713ھ میں ان کا وصال شریف ہے۔

(2) اکابر اجلاء نے انہیں امام مانا یہاں تک کہ امام فن رجال شمس ذہبی نے حالانکہ

اولاً: ان کی نگاہ دربارہ رجال (ماہرین لوگوں کو پرکھنے میں) کس درجہ بلند و دشوار پسند واقع ہوئی ہے۔

ثانیاً: انہیں حضرات صوفیہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور انکے علوم الہیہ سے بہت کم عقیدت بلکہ تقریباً بالکل مجاہبت ہے۔

ثالثاً: اشاعرہ کیساتھ ان کا برتاؤ معلوم ہے خود ان کے تلمیذ اجل (عظیم شاگرد) امام تاج الدین سبکی ابن امام اجل برکتہ الانام تقی المملۃ والدین علی بن عبدالکافی رحمہ اللہ نے تصریح فرمائی کہ ”شیخنا الذہبی اذا مر باشعری لایبقی ولا یذرا“ ترجمہ: ہمارے استاذ ذہبی جب کسی اشعری پر گزرتے ہیں تو لگی نہیں رکھتے کچھ باقی نہیں چھوڑتے۔

اور امام اجل صاحب ہجہ اشعری ہی ہیں۔

(مصر)

(4) امام محدث شیخ القراء شمس الملة والدین ابوالخیر محمد محمد ابن الجزری رحمہ
 (لہ تعالیٰ) کتاب نہایت الدراآت فی اسماء رجال القراءات میں فرماتے ہیں ”علی بن
 یوسف بن جریر فضل بن معضاد نورالدین ابوالحسن اللخمی الشطنوفی
 الشافعی السناذ المحقق البارع شیخ الدیار المصریة ولد بالقاهرة سنة اربع
 واربعین وستمائة وتصدر للاقراء بالجماع الازهر وتکثر علیه الناس الاجل
 الفوائد والتحقیق وبلغنی انه عمل علی الشاطیبة شرحاً فلو کان ظهر لکام
 اجود شروحها وله تعالیق مفیسة، قال الذهبی وکان ذاعزام بالشیخ
 عبدالقادر الجیلی رضی (لہ تعالیٰ) عنہ جمع اخباره ومناقبه فی ثلاث مجلدات،
 قلت وهذا الكتاب موجود بالقاهرة بوقف الخانقاه الصلاحیة واخبرنی به
 واجازه شیخنا الحافظ محی الدین عبدالقادر الحنفی وغیره توفی يوم
 السبت اوان الظهر ودفن يوم الاحد العشرين من ذی الحجة سنة ثلاث
 عشرة و سبعمائة رحمه (لہ تعالیٰ) یعنی علی بن یوسف بن جریر بن فضل بن معضاد
 نورالدین ابوالحسن لخمی شطنوفی شافعی استاد محقق بارع یعنی ایسے جلیل فضائل والے کہ
 انہیں دیکھ کر آدمی حیرت میں رہ جائے۔ تمام بلاد مصریہ کے شیخ 644ھ میں قاہرہ میں
 پیدا ہوئے اور جامع ازہر میں مسند درس پر جلوس فرمایا اور ان کے فوائد و تحقیق کے
 باعث لوگوں کا ان پر ہجوم ہوا اور مجھے خبر پہنچی ہے کہ شاطیبة مبارکہ پر انکی شرح ہے
 اگر یہ شرح ملتی تو اس کی سب شرحوں سے بہترین شروح میں ہوتی۔ ان کے حواشی
 فائدہ بخش ہیں۔ ذہبی نے کہا ان کو سرکار غوثیت سے عشق تھا۔ حضور کے حالات
 و کمالات تین مجلد میں جمع کئے ہیں۔ میں شمس جزری کہتا ہوں کہ یہ کتاب قاہرہ میں
 خانقاہ حضرت صلاح الدین (نار اللہ برہانہ) کے وقف میں موجود ہے۔ ہمارے استاذ حافظ

بن معضاد شافعی لخمی نے مناقب حضور غوث اعظم رضی (لہ تعالیٰ) عنہ (کتاب مستطاب ہجۃ
 الاسرار شریف) میں اپنی پانچ سندوں سے اور عظیم اولیاء ہدایت کے نشانوں عارفین
 باللہ کی ایک جماعت سے کہ ایک بی بی اپنا بیٹا خدمت اقدس سرکار غوثیت میں
 چھوڑ گئیں کہ اس کا دل حضور سے گرویدہ ہے میں اللہ کے لئے اور حضور کیلئے اس
 پر اپنے حقوق سے درگزی، حضور نے اسے قبول فرما کر مجاہدے پر لگا دیا ایک روز اس
 کی ماں آئیں دیکھا لڑکا بھوک اور شب بیداری سے بہت زار نزار زرد رنگ ہو گیا ہے
 اور اسے جو کی روٹی کھاتے دیکھا، جب بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئیں دیکھا حضور کے
 سامنے ایک برتن میں مرغی کی ہڈیاں رکھی ہیں جسے حضور نے تناول فرمایا ہے، عرض کی
 اے میرے مولیٰ! حضور تو مرغ کھائیں اور میرا بچہ جو کی روٹی۔ یہ سن کر حضور پر نور
 نے اپنا دست اقدس ان ہڈیوں پر رکھا اور فرمایا: قومی باذن اللہ تعالیٰ الذی یحیی
 العظام۔ جی اٹھ اللہ کے حکم سے جو بوسیدہ ہڈیوں کو چلائے گا۔

یہ فرمانا تھا کہ مرغی فوراً زندہ صحیح سالم کھڑی ہو کر آواز کرنے لگی، حضور اقدس
 نے فرمایا: جب تیرا بیٹا ایسا ہو جائے وہ جو چاہے کھائے۔

(مرآة الجنان، سنة احدى وستين وخمس مائة ذکر نسبه ومولده، ج 3، ص 268، دارالکتب
 العلمیة، بیروت)

اور انہیں سب ائمہ عارفین نے فرمایا کہ ایک بار حضور کی مجلس وعظ پر ایک
 چیل چلائی ہوئی گزری اس کی آواز سے حاضرین کے دل مشویش ہوئے حضور نے ہوا
 کو حکم دیا: اس چیل کا سر لے۔ فوراً چیل ایک طرف گری اور اس کا سر دوسری طرف۔
 پھر حضور نے کرسی وعظ سے اتر کر اس چیل کو اٹھا کر اس پر دست اقدس پھیرا اور بسم
 اللہ الرحمن الرحیم کہا فوراً وہ چیل زندہ ہو کر سب کے سامنے اڑتی چلی گئی۔

(بہجة الاسرار، فصول من كلامه مرصعاً بشئ من عجائب احواله مختصراً، ص 65، مصطفى البابی،

و توجہ الی اللہ چھوڑ کر اسی پر بس کی کہ اسے سمجھ سکے جو تصرفوں کی قدرت اللہ عزوجل اپنے محبوبوں کو دنیا و آخرت میں عطا فرماتا ہے، اسی لئے سیدنا جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ہمارے طریقے کا سچ ماننا بھی ولایت ہے۔

(6) اقول (میں کہتا ہوں): بحمد اللہ یہ تصدیق ہے امام مصنف رحمہ اللہ کے اس ارشاد کی خطبہ بچہ کریمہ میں فرمایا کہ ”لخصته کتابا مفردا مرفوع الا ساند معتمد افیہا علی الصحة دون الشذوذ“، یعنی میں نے اس کتاب کو یکتا کر کے مہذب و منقح فرمایا اور اس کی سندیں منثقی تک پہنچائیں جن میں خاص اس صحت پر اعتماد کیا کہ شذوذ سے منزہ ہو، یعنی خالص صحیح و مشہور روایات لیں جن میں نہ ضعیف ہے، نہ غریب و شاذ۔ والحمد لله رب العالمین۔

(7) امام خاتم الحفاظ جلال المملۃ والدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ حسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ میں فرماتے ہیں ”علی بن یوسف بن جریر اللخمی الشطنوفی الامام الاوحد نور الدین ابوالحسن شیخ القراء بالدیار المصریۃ ولد بالقاہرۃ سنة اربع اربعین وستمائة و تصدر للاقراء بالجامع الازھر وتکثر علیہ الطلبة مات فی ذی الحجة سنة ثلاث عشر و سبعمائة“ ترجمہ: علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی امام یکتا نور الدین ابوالحسن دیار مصر میں شیخ القراء قاہرہ میں 644ھ میں پیدا ہوئے، اور جامع ازہر میں مسند تدریس پر جلوس فرمایا طلبہ کا ہجوم ہوا، ذی الحجہ 713ھ میں انتقال فرمایا۔

(8) شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ زبدۃ الآثار میں فرماتے ہیں ”بہجة الاسرار من تصنیف الشیخ الامام الاجل الفقیہ العالم المقری الاوحد البار نور الدین ابی الحسن علی بن یوسف الشافعی اللخمی

الحديث محی الدین عبدالقادر حنفی وغیرہ استاذوں نے ہمیں اس کتاب کی روایات کی خبر و مضامین کی اجازت دی۔ حضرت مصنف کتاب مدروح کار و شنبہ وقت ظہر وصال ہوا اور روز یکشنبہ ذی الحجہ 713ھ کو دفن ہوئے رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(5) امام عمر بن عبدالوہاب عرضی حلبی نے اپنے نسخہ میں کتاب مبارکہ بہجة الاسرار شریف کے بارے میں لکھا ”قد تتبعتها فلم اجد فیہا نقلا الا وله فیہ متابعون وغالب ما اورده فیہا نقله الیافعی فی اسنی المفاخر و فی نشر المحاسن و روض الریاحین و شمس الدین الزکی الحلبی ایضا فی کتاب الاشراف و اعظم شیء نقل عنه انه احیی الموتی کاحیائہ الدجاجة و لعمری ان هذه القصه نقلها تاج الدین السبکی و نقل ایضا عن ابن الرفاعی وغیرہ و انی لغبی جاهل حاسد ضیع عمرہ فی فہم ما فی السطور و قنع بذلک عن تزکیة النفس و اقبالها علی اللہ سبحنہ و تعالیٰ و ان یفہم ما یعطى اللہ سبحنہ و تعالیٰ اولیاءہ من التصریف فی الدنیا و الآخرة و لهذا قال الجنید التصدیق بطریقنا و لایة“ ترجمہ: بیشک میں نے اس کتاب بہجة الاسرار شریف کو اول تا آخر جانچا تو اس میں کوئی روایت ایسی نہ پائی جسے اور متعدد اصحاب نے روایت نہ کیا ہوا اور اس کی اکثر روایتیں امام یافعی نے اسنی المفاخر و نشر المحاسن و روض الریاحین میں نقل کیں۔ یوں ہی شمس الدین زکی حلبی نے کتاب الاشراف میں اور سب سے بڑی چیز جو بہجة شریفہ میں نقل کی حضور کا مردے جلانا ہے۔ جیسے وہ مرغ زندہ فرما دیا، اور مجھے اپنی جان کی قسم یہ روایت امام تاج الدین سبکی نے بھی نقل کی، اور یہ کرامت ابن الرفاعی وغیرہ اولیاء سے بھی منقول ہوئی، اور کہاں یہ منصب کسی غبی جاہل حاسد کو جس نے اپنی عمر تحریر سطور کے سمجھنے میں کھوئی اور تزکیہ نفس

مفید و نافع باشد مقابلہ می کردند و تصحیح می نمودند
دریں وقت کہ فقیر رسید بمقابلہ البهجة الاسرار مشغول
بودند " ترجمہ: یہ فقیر مکہ مکرمہ میں انتہائی جلالت، کرم اور عدل کے مالک شیخ
عبدالوہاب متقی کی خدمت اقدس میں حاضر تھا جو امام ہمام حضرت شیخ علی متقی (رحمۃ اللہ
رہ) کے مرید ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا کہ "بہجۃ الاسرار" ہمارے نزدیک معتبر کتاب
ہے جس کا ہم نے حال ہی میں مقابلہ کیا ہے۔ آپ کی عادت شریف یہ تھی کہ اگر کوئی
کتاب فائدہ مند اور نفع بخش ہوتی تو اس کا مقابلہ کرتے اور تصحیح فرماتے تھے، جس
وقت یہ فقیر وہاں پہنچا تو آپ بہجۃ الاسرار کے مقابلہ میں مصروف تھے۔

(11) الحمد للہ ان عبارات ائمہ و اکابر سے واضح ہوا کہ امام ابو الحسن علی
نور الدین مصنف کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار امام اجل امام یکتا محقق بارع فقیہ شیخ
القراء منجملہ مشاہیر مشائخ علماء ہیں، اور یہ کتاب مستطاب معتبر و مستند کہ اکابر ائمہ نے
اس سے استناد کیا اور کتب حدیث کی طرح اس کی اجازتیں دیں۔

(12) کتب مناقب سرکار غوثیت میں باعتبار علو اسانید اس کا وہ مرتبہ ہے
جو کتب حدیث میں موطائے امام مالک کا اور کتب مناقب اولیاء میں باعتبار صحت
اسانید اس کا وہ مرتبہ ہے جو کتب حدیث میں صحیح بخاری کا، بلکہ صحاح میں بعض شاذ بھی
ہوتی ہیں اور اس میں کوئی حدیث شاذ بھی نہیں، امام بخاری نے صرف صحت کا التزام
کیا اور ان امام جلیل نے صحت و عدم شذوذ دونوں کا، اور بشہادت علامہ عمر حلبی وہ
التزام تام ہوا کہ اس کی ہر حدیث کے لئے متعدد متابع موجود ہیں والحمد للہ رب
العالمین۔

بہجۃ الاسرار سے گیارہ روایات

ایسے امام اجل اوحد نے ایسی کتاب جلیل معتمد میں جو احادیث صحیحہ اس باب

وبینہ وبين الشيخ واسطنتان " ترجمہ: بہجۃ الاسرار تصنیف شیخ امام اجل فقیہ عالم
مقری یکتا بارع نور الدین ابوالحسن علی بن یوسف شافعی نخعی ان میں اور حضور سیدنا غوث
اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں دو واسطے ہیں۔

(زیادۃ الآثار، مقدمۃ الكتاب، ص5، بکسنگ کمپنی واقع، جزیرہ)

(9) نیز اپنے رسالہ صلاحۃ الاسرار میں فرماتے ہیں "کتاب عزیز
بہجۃ الاسرار و معدن الانوار معتبر و مقرر و مشہور
ومذکور دست و مصنف آن کتاب از مشاہیر مشائخ و علماء
ست، میان وے و حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو واسطہ است
و مقدم است بر امام عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ کہ ایشان نیز از
منتسبان سلسلہ و محبان جناب غوث الاعظم
انند " ترجمہ: کتاب عزیز "بہجۃ الاسرار و معدن الانوار" قابل اعتبار، پختہ
اور مشہور و معروف ہے۔ اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ مشہور علماء و مشائخ میں سے
ہیں۔ آپ کے اور سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان دو واسطے ہیں، آپ
امام عبداللہ یافعی علیہ الرحمہ پر مقدم ہیں۔ امام یافعی علیہ الرحمہ بھی سیدنا غوث اعظم رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے سلسلہ عالیہ سے نسبت رکھنے والوں اور آپ سے محبت رکھنے والوں میں سے
ہیں۔

(10) اسی میں ہے "ایں فقیر در مکہ معظمہ و در در
خدمت شیخ اجل اکرم اعدل شیخ عبدالوہاب متقی کہ
مرید امام ہمام حضرت شیخ علی متقی (رحمۃ اللہ علیہ) بودند
فرمودند بہجۃ الاسرار کتاب معتبرست، مانزیک این زمان
مقابلہ کردہ ایم و عادت شریف چنان بود کہ اگر کتابی

ابوالفرج عبدالمحسن ویسمی حسن ابن محمد بن احمد بن الدويرة المقری الحنبلی البصری قال: قال الشيخ ابو بكر عتيق بن ابي الفضل محمد بن عثمان بن ابي الفضل البند لحي الاصل البغدادي المولد والدارو الازجي المعروف بمعتوق زرت الشيخ سيد احمد بن ابي الحسن الرفاعي رضي الله عنه بام عبدة فسمعت اكابر اصحابه وقدماء مریدیه يقولون: كان الشيخ يوماً جالساً في هذا الموضع، فحنارأسه وقال: على رقبتی، فسألوه عن ذلك فقال: قد قال الشيخ عبدالقادر الآن ببغداد: قدمی هذه على رقبة كل ولي الله، فارخنا ذلك الوقت فكان كما قال في ذلك الوقت بعينه - ترجمه: شیخ ابوبکر عتیق بن عثمان ابوالفضل بند لحي الاصل بغدادی المولدا زجی المعروف به معتوق نے کہا کہ میں نے شیخ احمد بن ابوالحسن رفاعی رضي الله عنه کی ام عبیدہ میں زیارت کی تو میں نے آپ کے اکابر اصحاب اور قدیم مریدوں کو کہتے ہوئے سنا کہ آج شیخ اس جگہ (برآمدے کی طرف انہوں نے اشارہ کیا) تشریف فرما تھے کہ اپنا سر جھکا دیا اور فرمایا کہ میری گردن پر۔ جب آپ سے لوگوں نے اس کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ ابھی ابھی بغداد میں شیخ سید عبدالقادر رضي الله عنه نے فرمایا ہے: میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ ہم نے اس تاریخ کو محفوظ رکھا تو جیسا آپ نے کہا بعینہ وہ اسی وقت رونما ہوا تھا۔

(بہجة الاسرار، ذکر من حنارأسه من المشايخ عند ما قال ذلك الشيخ، ص 13، مصطفى البابی، مصر)

(3) اخبرنا الشيخ الصالح ابو حفص عمر بن ابي المعالي نصر بن

محمد ابن احمد القرشي الهاشمي الطفسونجي المولد والدار الشافعي قال: اخبرنا الشيخ الاصل الصالح ابو عبدالله محمد بن ابي الشيخ الصالح

میں روایت فرمائی ہیں یہاں عدد مبارک قادریت سے تبرک کے لئے ان سے گیارہ حدیثیں ذکر کر کے باذنہ تعالیٰ برکات دارین لیں وباللہ التوفیق۔

(1) قال رضي الله تعالى عنه اخبرنا ابو محمد سالم بن علي الدمياطي قال اخبرنا الاشياخ الصلحاء قدامة العراق الشيخ ابو طاهر بن احمد الصرصري والشيخ ابو الحسن الخفاف البغدادي والشيخ ابو حفص عمر البريدي والشيخ ابو القاسم عمر الدرداني والشيخ ابو الوليد زيد بن سعيد والشيخ ابو عمرو وعثمان بن سليمان قالوا اخبرنا (الشيخان) ابو الفرج عبد الرحيم وابو الحسن علي ابنا اخت الشيخ القدوة احمد الرفاعي رضي الله تعالى عنه، قالوا كنا عند شيخنا الشيخ احمد بن الرفاعي بزوايته بام عبدة فمد عنقه وقال على رقبتی، فسئلناه عن ذلك فقال قد قال الشيخ عبدالقادر الآن ببغداد قدمی هذه على رقبة كل ولي الله - ترجمه: حضرت سیدی احمد رفاعی رضي الله تعالى عنه کے دونوں بھانجوں حضرت ابوالفرج عبد الرحيم وابوالحسن علی نے خبر دی کہ ہم اپنے شیخ حضرت رفاعی رضي الله تعالى عنه کے پاس ان کی خانقاہ مبارک میں جو کہ ام عبیدہ میں ہے حاضر تھے حضرت رفاعی نے اپنی گردن مبارک بڑھائی اور فرمایا ”علی رقبتی“ ترجمہ: میری گردن پر۔ ہم نے اس کا سبب پوچھا، فرمایا: اسی وقت حضرت شیخ عبدالقادر نے بغداد میں فرمایا ہے کہ میرا یہ پاؤں تمام اولیاء اللہ کی گردن پر۔

(بہجة الاسرار، ذکر من حنارأسه من المشايخ عند ما قال ذلك الشيخ، ص 13، مصطفى البابی، مصر)

(2) قال فرج اخبرنا الشريف الجليل ابو عبدالله محمد بن

الخضر بن عبدالله بن يحيى بن محمد الحسيني الموصلی قال: اخبرنا

بیان کی کہ میرے والد ماجد ابو النجیب بغداد میں شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں حاضر تھے شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجلس میں فرمایا: میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ تو میرے والد نے اس حد تک سر جھکایا کہ وہ زمین کے قریب جا پہنچا اور تین بار کہا: میرے سر پر، میرے سر پر، میرے سر پر۔

(بہجة الاسرار، ذکر من حنارأسه من المشائخ عندما قال ذلك الشيخ الخ، ص 13، 14، مصطفى البابی، مصر)

(5) اخبرنا الفقيه الجليل ابو غالب رزق الله ابن ابی عبد الله محمد بن يوسف الرقی قال اخبرنا الشيخ الصالح ابو اسحق ابراهيم الرقی قال اخبرنا منصور قال اخبرنا القدوة الشيخ ابو عبد الله محمد بن ماجد الرقی ح و اخبرنا عاليا ابو الفتوح نصر الله بن يوسف بن خليل البغدادي المحدث قال اخبرنا الشيخ ابو العباس احمد بن اسمعيل بن حمزة الازجی قال اخبرنا الشيخان ابو المظفر منصور بن المبارك والامام ابو محمد عبد الله بن ابی الحسن الاصبهانی قالوا سمعنا السيد الشريف الشيخ القدوة ابا سعيد القیلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ يقول لما قال الشيخ عبدالقادر قدمی هذه على رقبة كل ولي الله تجلى الحق عز وجل على قلبه وجاءته خلعة من رسول الله صلى الله عليه وسلم على يد طائفة من الملائكة المقربين والبسها بمحضر من جميع الاولياء من تقدم منهم وما تاخر الاحياء باجسادهم والاموات بارواحهم وكانت الملائكة ورجال الغيب حافين بمجلسه واقفين في الهواء صنفوا حتى استدلوا بهم ولم يبق في الارض الا حنا عنقه۔ ترجمہ: ہم کو شیخ ابو المظفر منصور بن مبارک و امام ابو محمد عبد اللہ بن ابی الحسن اصبہانی نے خبر دی، انہوں نے فرمایا کہ ہم نے سید شریف شیخ امام ابو سعید قیلوی

ابی حفص عمر بن الشيخ القدوة ابی محمد عبدالرحمن الطفسونجی قال: اخبرنا ابو عمر قال: حنا ابی یوماعنقه بین اصحابه بطفسونج وقال: على رأسی، فسألناه فقال: قد قال الشيخ عبدالقادر الان ببغداد: قدمی هذه على رقبة كل ولي الله، فأرخناه عندنا، ثم جاء الخبر من بغداد انه قال ذلك في اليوم الذي أرخناه۔ ترجمہ: ہم سے ابو عمر نے حدیث بیان کی کہ ایک دن طفسونج میں میرے والد نے اپنے مریدوں کے درمیان گردن جھکائی اور کہا کہ میرے سر پر۔ ہمارے پوچھنے پر فرمایا کہ ابھی شیخ سید عبدالقادر رحمہ اللہ نے بغداد میں فرمایا ہے کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ ہم نے اپنے پاس تاریخ نوٹ کر لی پھر بغداد سے خبر موصول ہوئی کہ شیخ عبدالقادر رحمہ اللہ نے بالکل اسی دن یہ اعلان فرمایا تھا جو تاریخ ہم نے نوٹ کر رکھی تھی۔

(بہجة الاسرار، ذکر من حنارأسه من المشائخ عندما قال ذلك الشيخ الخ، ص 13، مصطفى البابی، مصر)

(4) اخبرنا الفقيه ابو علي اسحق بن علي بن عبد الله بن عبد الدائم بن صالح الهمدانی الصوفی الشافعی المحدث قال: اخبرنا الشيخ الجليل الاصل ابو محمد عبداللطيف ابن الشيخ ابی النجيب عبدالقاهر بن عبد الله بن محمد بن عبد الله السهروردي ثم البغدادي الفقيه الشافعی الصوفی قال: حضر ابی ابو النجيب ببغداد بمجلس الشيخ عبدالقادر رضی اللہ عنہما، فقال الشيخ عبدالقادر قدمی هذه على رقبة كل ولي الله، فطأ فطأ بآبى رأسه حتى كادت تبلغ الارض، وقال على رأسی على رأسی على رأسی يقولها ثلاثا۔ ترجمہ: شیخ جلیل الاصل ابو محمد عبداللطیف بن شیخ ابو النجیب عبدالقاهر بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ سہروردی ثم بغدادی فقیہ شافعی صوفی نے حدیث

القطب وانا رعاہ۔ ترجمہ: شیخ ابوالقاسم بن ابی بکر احمد نے خبر دی کہ میں نے شیخ خلیفہ اکبر ملکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا اور وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار مبارک سے بکثرت مشرف ہوا کرتے تھے فرمایا خدا کی قسم بیشک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا عرض کی یا رسول اللہ! شیخ عبدالقادر نے فرمایا کہ میرا پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: عبدالقادر نے سچ کہا اور کیوں نہ ہو کہ وہی قطب ہیں اور میں ان کا نگہبان۔

(بہجة الاسرار، ذکر اخبار المشائخ بالكشف عن ہیئة الحال حين قال ذلك، ص 10، مصطفى البابی، مصر)

کلب باب عالی عرض کرتا ہے الحمد للہ! اللہ نے ہمارے آقا کو اس کہنے کا حکم دیا، کہتے وقت ان کے قلب مبارک پر تجلی فرمائی، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خلعت بھیجا، تمام اولیاء اولین و آخرین جمع کئے گئے، سب کے مولجہ میں پہنایا گیا، ملائکہ کا جمگھٹ ہوا، رجال الغیب نے سلامی دی، تمام جہان کے اولیاء نے گردنیں جھکا دیں، اب جو چاہے راضی ہو، جو چاہے ناراض، جو راضی ہو اس کے لئے رضا، جو ناراض ہو اس کیلئے ناراضی۔ جس کا جی جلے، اس سے کہو مَوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْر۔ مرجاؤ اپنی جلن میں بے شک اللہ دلوں کی جانتا ہے۔ ولله الحجة البالغة۔

(7) قال اخبرنا الحسن بن نجيم الحوراني قال اخبرنا الشيخ العارف علي بن ادريس اليعقوبي قال سمعت الشيخ عبدالقادر رضي الله تعالى عنه يقول الانس لهم مشائخ والملئكة لهم مشائخ وانا شيخ الكل، قال وسمعت في مرض موته يقول لا ولادہ بينی وبينکم وبين الخلق کلہم بعد ما بین السماء والارض لا تقيسوني باحد ولا تقيسوا عليّ احدا۔ ترجمہ: ولی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا کہ جب حضرت شیخ عبدالقادر نے فرمایا کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر۔ اس وقت اللہ عزوجل نے ان کے قلب مبارک پر تجلی فرمائی اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گروہ ملائکہ مقربین کے ہاتھ انکے لیے خلعت بھیجی اور تمام اولیائے اولین و آخرین کا مجمع ہوا، جو زندہ تھے وہ بدن کے ساتھ حاضر ہوئے اور جو انتقال فرما گئے تھے ان کی ارواح طیبہ آئیں، ان سب کے سامنے وہ خلعت حضرت غوثیت کو پہنایا گیا، ملائکہ اور رجال الغیب کا اس وقت ہجوم تھا ہوا میں پرے باندھے کھڑے تھے، تمام افق ان سے بھر گیا تھا اور روئے زمین پر کوئی ولی ایسا نہ تھا جس نے گردن نہ جھکا دی ہو۔

(بہجة الاسرار، ذکر اخبار المشائخ بالكشف عن ہیئة الحال حين قال ذلك، ص 8، 9، مصطفى البابی، مصر)

والحمد لله رب العالمين۔

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالاتیرا اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا تاج فرق عرفا کس کے قدم کو کہئے سر جسے باج دیں وہ پاؤں ہے کس کا تیرا گردنیں جھک گئیں سر چھ گئے مل ٹوٹ گئے کشف ساق آج کہاں یہ تو قدم تھا تیرا

(6) قال اخبرنا ابو محمد الحسن بن احمد بن محمد وخلف بن

احمد بن محمد الحریمی قال اخبرنا جدی محمد بن ذنف قال اخبرنا الشيخ ابوالقاسم بن ابی بکر بن احمد قال سمعت الشيخ خلیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وکان کثیرا الرؤیا لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم يقول رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقلت له یا رسول اللہ لقد قال الشيخ عبدالقادر قدمی هذه على رقبة كل ولی الله، فقال صدق الشيخ عبدالقادر وكفی لاوهو

میں حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مثل نہ پیدا کیا نہ کبھی پیدا کرے۔

(بہجة الاسرار، ذکر فصول من کلامه مرصعاً بشیء من عجائب احواله مختصراً، ص 25، مصطفیٰ البابی، مصر)

بقسم کہتے ہیں شاہان صریفین و حریم

کہ ہوا ہے نہ ولی ہو کوئی ہمتا تیرا

(9) قال اخبرنا الشيخ ابو المحاسن يوسف بن احمد البصري

قال سمعت الشيخ العالم ابا طالب عبدالرحمن بن محمد الهاشمي

الواسطي قال سمعت الشيخ القدوة جمال الدين ابا محمد بن

عبدالبصري بها يقول وقد سئل عن الخضر عليه (الصلوة والسلام) أحي هو ام

ميت قال اجتمعت بابي العباس الخضر عليه الصلوة والسلام وقلت

اخبرني عن حال الشيخ عبدالقادر قال هو فرد الاحباب وقطب الاولياء في

هذا الوقت وما والله تعالى وليا الى مقام الاو كان الشيخ عبدالقادر اعلاه

ولا سقى الله حبيباً كأسا من حبه الا وكان للشيخ عبدالقادر اهناه، ولا

وهب الله لمقرب حالا الا وكان الشيخ عبدالقادر اجله، وقد اودعه الله

تعالى سرامن اسراره سبق به جمهور الاولياء وما اتخذ الله وليا كان اول

يكون الا وهو متأدب معه الى يوم القيامة - ترجمہ: میں نے شیخ امام جمال المملۃ

والدین حضرت ابو محمد بن عبد البصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بصرہ میں سنا، ان سے سوال ہوا

تھا کہ حضرت خضر علیہ (الصلوة والسلام) زندہ ہیں یا انتقال ہوا؟ فرمایا: میں حضرت خضر علیہ

(الصلوة والسلام) سے ملا اور عرض کی: مجھے حضرت شیخ عبدالقادر کے حال سے خبر دیجئے۔

حضرت خضر نے فرمایا: وہ آج تمام محبوبوں میں کیلتا اور تمام اولیاء کے قطب ہیں اللہ

تعالیٰ نے کسی ولی کو کسی مقام تک نہ پہنچایا جس سے اعلیٰ مقام شیخ عبدالقادر کو نہ دیا ہو نہ

جلیل حضرت علی بن ادریس یعقوبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خبر دی، کہا میں نے حضرت

سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنا کہ فرماتے تھے: آدمیوں کے لئے پیر ہیں، قوم جن

کے لئے پیر ہیں، فرشتوں کے لئے پیر ہیں، اور میں سب کا پیر ہوں، اور میں نے حضور

کو اس مرض مبارک میں جس میں وصال اقدس ہوا سنا کہ اپنے شاہزادگان کرام سے

فرماتے تھے: مجھ میں اور تم میں اور تمام مخلوقات زمانہ میں وہ فرق ہے جو آسمان وزمین

میں۔ مجھ سے کسی کو نسبت نہ دو اور مجھے کسی پر قیاس نہ کرو۔

(بہجة الاسرار، ذکر کلمات اخبر بها عن نفسه الخ، ص 23، 22، مصطفیٰ البابی، مصر)

اے ہمارے آقا! آپ نے سچ کہا، خدا کی قسم! آپ صادق مصدوق ہیں۔

(8) قال اخبرنا ابو المعالي صالح بن احمد المالكي قال اخبرنا

الشيخ ابو الحسن البغدادي المعروف بالخفاف والشيخ ابو محمد

عبد اللطيف البغدادي المعروف بالمطرز قال ابو الحسن اخبرنا شيخنا

الشيخ ابو السعود احمد بن ابي بكر الحریمی سنة ثمانين وخمسائة وقال

ابو محمد اخبرنا شيخنا عبد الغني بن نقطة قال اخبرنا شيخنا

ابو عمرو عثمان الصريفي قال والله ما اظهر الله تعالى ولا يظهر الى الوجود

مثلا للشيخ محي الدين عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ترجمہ: ہم کو دو مشائخ کرام

نے خبر دی، ایک شیخ ابو الحسن بغدادی معروف بہ خفاف، دوسرے شیخ ابو محمد عبد اللطیف

بغدادی معروف بہ مطرز۔ اول نے کہا ہمارے پیر و مرشد حضرت شیخ ابو السعود احمد بن

ابی بکر حریمی ذریعہ نے ہمارے سامنے 580ھ میں فرمایا، اور دوم نے کہا ہم کو

ہمارے مرشد حضرت عبد الغنی بن نقطہ نے خبر دی کہ ان کے سامنے ان کے مرشد

حضرت شیخ ابو عمرو عثمان صریفی ذریعہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم اللہ عزوجل نے اولیاء

حضور نے فرمایا: کیا شیخ احمد کو دیکھنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کی: ہاں۔ حضور نے تھوڑی دیر سر مبارک جھکایا پھر مجھ سے فرمایا: اے خضر! لویہ ہیں شیخ احمد۔ اب جو میں دیکھوں تو اپنے آپ کو حضرت احمد رفاعی کے پہلو میں پایا اور میں نے اُن کو دیکھا کہ رعب دار شخص ہیں میں کھڑا ہوا اور انہیں سلام کیا۔ اس پر حضرت رفاعی نے مجھ سے فرمایا: اے خضر! وہ جو شیخ عبدالقادر کو دیکھے جو تمام اولیاء کے سردار ہیں وہ میرے دیکھنے کی تمنا کرے، میں تو انہیں کی رعیت میں سے ہوں۔ یہ فرما کر میری نظر سے غائب ہو گئے پھر حضور سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال اقدس کے بعد بغداد شریف سے حضرت سیدی احمد رفاعی کی زیارت کو ام عبیدہ گیا انہیں دیکھا تو وہی شیخ تھے جن کو میں نے اس دن حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں دیکھا تھا۔ اس وقت کے دیکھنے نے کوئی اور زیادہ ان کی شناخت مجھے نہ دی۔ حضرت رفاعی نے فرمایا: اے خضر! کیا پہلی تمہیں کافی نہ تھی!

(بہجة الاسرار، ذکر احمد بن ابی الحسن الرفاعی، ص 238، 237، مصطفیٰ البابي، مصر)

(11) قال اخبرنا ابو القاسم محمد بن عبادة الانصاري الحلبي قال سمعت الشيخ العارف ابا اسحق ابراهيم بن محمود البعلبكي المقرئ قال سمعت شيخنا الامام ابا عبد الله محمد البطائحي، قال انحدرت في حياة سيد الشيخ محي الدين عبدالقادر رضي الله تعالى عنه الى ام عبيدة، واقمت برواق الشيخ احمد رضي الله تعالى عنه اياماً فقال لي الشيخ احمد يوماً اذكر لي شيئاً من مناقب الشيخ عبدالقادر وصفاته فذكرت له شيئاً منها، فجاء رجل في اثناء حديثي فقال لي مه لا تذكر عندنا مناقب غير مناقب هذا، واشار الى الشيخ احمد فنظر اليه الشيخ احمد مغضباً، ورفع الرجل من بين يديه ميتاً ثم قال ومن يستطيع وصف مناقب الشيخ عبدالقادر ومن

کسی حبیب کو اپنا جام محبت پلایا جس سے خوشگوار تر شیخ عبدالقادر نے نہ پایا ہو، نہ کسی مقرب کو کوئی حال بخشا کہ شیخ عبدالقادر اس سے بزرگ تر نہ ہوں۔ اللہ نے ان میں اپنا وہ راز ودیعت رکھا ہے جس سے وہ جمہور اولیاء پر سبقت لے گئے، اللہ نے جنتوں کو ولایت دی اور جنتوں کو قیامت تک دے سب شیخ عبدالقادر کے حضور ادب کئے ہوئے ہیں۔

(بہجة الاسرار، ذکر الشيخ ابو محمد القاسم بن عبد البصري، ص 173، مصطفیٰ البابي، مصر)

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے

سب ادب رکھتے ہیں دل میں مرے آقا تیرا

(10) قال اخبرنا الشريف ابو عبد الله محمد بن الخضر الحسيني الموصلي، قال سمعت ابي يقول كنت يوما جالسا بين يدي سیدی الشيخ محي الدين عبدالقادر رضي الله تعالى عنه فخطر في قلبي زيارة الشيخ احمد رفاعي رضي الله عنه فقال لي الشيخ احمد؟ قلت نعم فاطرق يسيراً، ثم قال لي يا خضرها الشيخ احمد فاذا انا بجانبه فرأيت شيئاً مما بافقت اليه وسلمت عليه، فقال لي يا خضر من يرى مثل الشيخ عبدالقادر سيد الاولياء يتمنى رؤية مثلي وهل انا الامن رعيته ثم غاب وبعد وفاة الشيخ انحدرت من بغداد الى ام عبيدة لازوره، فلما قدمت عليه اذا هو الشيخ الذي رأيته في جانب الشيخ عبدالقادر رضي الله تعالى عنه في ذلك الوقت لم تجد درؤيته عندي زيادة معرفة به فقال لي يا خضر الم تكفك الاولی۔ ترجمہ: ہم کو سید حسینی ابو عبد اللہ محمد بن خضر موصلی نے خبر دی کہ میں نے اپنے والد ماجد کو فرماتے سنا کہ ایک روز میں حضرت سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور حاضر تھا میرے دل میں خطرہ آیا کہ شیخ احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کروں،

فرماتے تھے ایک شخص بغداد مقدس کے ارادے سے ان سے رخصت ہونے آیا تھا فرمایا جب بغداد پہنچو تو حضرت شیخ عبدالقادر اگر دنیا میں تشریف فرما ہوں تو ان کی زیارت اور پردہ فرمائیں تو ان کے مزار مبارک کی زیارت سے پہلے کوئی کام نہ کرنا کہ اللہ عزوجل نے ان سے عہد فرما رکھا ہے کہ جو کوئی صاحب حال بغداد آئے اور ان کی زیارت کو نہ حاضر ہو اس کا حال سلب ہو جائے اگرچہ اس کے مرتے وقت، پھر حضرت رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا شیخ عبدالقادر حسرت ہے اس پر جسے ان کا دیدار نہ ملا۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر الشیخ احمد بن الحسن الرفاعی، ص 238، مصطفیٰ البابی، مصر)

یہ کمینہ بندہ بارگاہ عرض کرتا ہے:

اے حسرت آنا نکہ ندیدند جمالت

محروم مداد ایں سگ خود دا ذر نوال

ترجمہ: جنہوں نے آپ کا جمال نہ دیکھا ان پر حسرت ہے، اپنے اس کتے کو اپنی عطا سے محروم نہ رکھیں۔

مسلمان ان احادیث صحیحہ جلیلہ کو دیکھے اور اس شخص کے مثل اپنا حال ہونے سے ڈرے جس کا خاتمہ حضرت غوثیت کی شان میں گستاخی اور حضرت سید رفاعی کے غضب پر ہوا، والعیاذ باللہ رب العالمین۔ اے شخص! ظاہر شریعت میں حضرت سرکار غوثیت کی محبت بایں معنی رکن ایمان نہیں کہ جو ان سے محبت نہ رکھے شرع اسے فی الحال کافر کہے یہ تو صرف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہے مگر واللہ کہ ان کے مخالف سے اللہ عزوجل نے لڑائی کا اعلان فرمایا ہے خصوصاً انکار نصوص کے انکار کی طرف لے جاتا ہے، عبدالقادر کا انکار قادر مطلق عزوجلہ کے انکار کی طرف کیوں نہ لے جائے گا۔

بازا شہب کی غلامی سے یہ آنکھیں پھر نی دیکھ اٹ جائے گا ایمان کا طوطا تیرا

یبلغ مبلغ الشیخ عبدالقادر ذلك رجل بحر الشرعة عن يمينه، وبحر الحقيقة عن يساره، من ايهما شاء اغترف الشیخ عبدالقادر لاثانی له فی عصرنا هذا، قال وسمعتہ یوما یوصی اولاد اختہ واکابر اصحابہ، وقد جاء رجل یوعده مسافراً الی بغداد قال له اذا دخلت الی بغداد فلا تقدم علی زیارة الشیخ عبدالقادر شیئاً ان کان حیا ولا علی زیارة قبره ان کان میتاً، فقد اخذله العهد ایما رجل من اصحاب الاحوال دخل بغداد ولم یزره سلب حاله ولو قبیل الموت، ثم قال والشیخ محی الدین عبدالقادر حسرة علی من لم یره رضی اللہ عنہ۔ ترجمہ: امام ابو عبداللہ بطائنی کو سنا کہ فرماتے تھے: میں حضور سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ام عبیدہ گیا اور حضرت سیدی احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خانقاہ میں چند روز مقیم رہا ایک روز حضرت رفاعی نے مجھ سے فرمایا ہمیں حضرت شیخ عبدالقادر کے کچھ مناقب و اوصاف سناؤ، میں نے کچھ مناقب شریف ان کے سامنے بیان کئے، میرے اثنائے بیان میں ایک شخص آیا اور اس نے مجھ سے کہا کیا ہے اور حضرت سید رفاعی کی طرف اشارہ کر کے کہا ہمارے سامنے ان کے سوا کسی کے مناقب ذکر نہ کرو، یہ سنتے ہی حضرت سید رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کو ایک غضب کی نگاہ سے دیکھا کہ فوراً اس کا دم نکل گیا لوگ اس کی لاش اٹھا کر لے گئے، پھر حضرت سید رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا شیخ عبدالقادر کے مناقب کون بیان کر سکتا ہے، شیخ عبدالقادر کے مرتبہ کو کون پہنچ سکتا ہے، شریعت کا دریا ان کے دہنے ہاتھ پر ہے اور حقیقت کا دریا ان کے بائیں ہاتھ پر، جس میں سے چاہیں پانی پی لیں، ہمارے اس وقت میں شیخ عبدالقادر کا کوئی ثانی نہیں۔ امام ابو عبداللہ فرماتے ہیں ایک دن میں نے حضرت رفاعی کو سنا کہ اپنے بھانجوں اور اکابر مریدین کو وصیت

کہ سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب بخیال فتنہ و بلا یہ خلافت ترک فرمائی اللہ عزوجل نے اس کے بدلے ان میں اور انکی اولاد امجاد میں غوثیت عظمیٰ کا مرتبہ رکھا۔ پہلے قطب اکبر خود حضور سید امام حسن ہوئے اور اوسط میں صرف حضور سیدنا سید عبدالقادر اور آخر میں حضرت امام مہدی ہوں گے رضی اللہ تعالیٰ عنہم (جمعین)۔

(نزہۃ الخاطر الفاتر فی ترجمہ سیدی الشریف عبدالقادر، ص 6، قلمی نسخہ)

(2) اسی میں ہے ”من مشائخہ حماد الدباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روى ان

یوما کان سیدنا عبدالقادر عنده فی رباطہ ولما غاب من حضرته قال ان هذا الاعجمی الشریف قدماً یكون علی رقاب اولیاء اللہ یصیر ماموراً من عند مولاه بان یقول قدمی هذا علی رقبة کل ولی اللہ ویتواضع له جمیع اولیاء اللہ فی زمانہ ویعظمونه لظہور شانہ“ ترجمہ: حضرت حماد دباس حضور سیدنا غوث اعظم کے مشائخ سے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم (جمعین) ایک روز انہوں نے سرکار غوثیت کی غیبت میں فرمایا، ان جوان سید کا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہوگا انہیں اللہ عزوجل حکم دے گا کہ فرمائیں میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر، اور ان کے زمانے میں جمیع اولیاء اللہ انکے لئے سر جھکائیں گے، اور ان کے ظہور مرتبہ کے سبب ان کی تعظیم بجالائیں گے۔

(نزہۃ الخاطر الفاتر فی ترجمہ سیدی الشریف عبدالقادر، ص 8، قلمی نسخہ)

مامور من اللہ ہونا ملحوظ رہے اور جمیع اولیاء زمانہ میں بے شک حضرت سیدی رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی داخل۔

(3) اسی میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ”قدمی هذه علی رقبة کل ولی اللہ“ فرمانا اور اولیاء حاضرین و غائبین کا گردنیں جھکانا اور قدم مبارک اپنی گردنوں پر لینا اور ایک شخص کا انکار کرنا اور اس کی ولایت سلب ہو جانا بیان

شاخ پر بیٹھ کے جڑ کاٹنے کی فکر میں ہے کہیں نیچا نہ دکھائے تجھے شجر تیرا **تذنیل:** اخیر میں ہم دو جلیل القدر اجلۃ المشاہیر علماء کبار مکہ معظمہ کے کلمات ذکر کریں جن کی وفات کو تین تین سو برس سے زائد ہوئے، اول امام اجل ابن حجر مکی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ، دوم علامہ علی قاری مکی حنفی صاحب مرقاة شرح مشکوٰۃ وغیرہا کتب جلیلہ۔ دو غرض سے:

ایک یہ کہ اگر دو مطرودوں، مخذلوں، گنہگاروں، مجہولوں واسطی و قرمانی کی طرح کسی کے دل میں کتاب مستطاب بھیجے الاسرار شریف سے آگ ہو تو ان سے لاگ کی تو کوئی وجہ نہیں یہ بالاتفاق اجلہ اکابر علماء ہیں۔

دوسرے یہ کہ دونوں صاحب اکابر مکہ معظمہ سے ہیں، تو اس افتراء کا جواب ہوگا جو مخالف نے اہل عرب پر کیا حالانکہ غالباً تاریخ الحرمین وغیرہ میں ہے، اور حاضری حرمین طہیین سے مشرف ہونے والا جانتا ہے کہ اہل حرمین طہیین بعد حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اٹھتے بیٹھتے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کرتے ہیں اور حضور کے برابر کسی کا نام نہیں لیتے۔ ان حضرات کی بھی گیارہ ہی عبارات نقل کریں:

(1) علامہ علی قاری حنفی مکی متوفی 1014ھ کتاب نزہۃ الخاطر الفاتر فی

ترجمہ سیدی الشریف عبدالقادر میں فرماتے ہیں ”لقد بلغنی عن بعض الاکابر ان الامام الحسن ابن سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما لما ترک الخلافة لما فیہا من الفتنة والآفة عوضه اللہ سبحانه وتعالیٰ القطیبة الکبریٰ فیہ وفی نسلہ وکان رضی اللہ تعالیٰ عنہ القطب الاکبر سیدنا السید الشیخ عبدالقادر هو القطب الاوسط والمہدی خاتمة الاقطاب“ ترجمہ: بیشک مجھے اکابر سے پہنچا

انظر برکات رویتہ فلما دخلنا علیہ لم نره فی مکانہ فمکثنا ساعة فاذا هو جالس فنظر الی ابن السقام غضبا وقال له ویلک یا ابن السقا تسألنی عن مسئلة لم أرد لها جوابا، ہی کذا و جوابها کذا، انی لاری نار الکفر تلهب فیک۔ ثم نظر الی وقال یا عبد اللہ تسألنی عن مسئلة لتنظر ما قول فیها ہی کذا و جوابها کذا لتخرن علیک الدنیا الی شحمتی اذنیك باساءة ادبک۔ ثم نظر الی سید عبدالقادر و ادناه منه و اکرمه وقال له یا عبدالقادر لقد ارضیت اللہ و رسولہ بادبک کانتی اراک ببغداد و قد صعدت علی الكرسی متکلما علی الملا و قلت قدمی ہذہ علی رقبة کل ولی اللہ، و کانتی اری الاولیاء فی وقتک و قد حنوا رقبہم اجلالا لک، ثم غاب عنا لوقتہ فلم نره بعد ذلک، قال و اما سیدی الشیخ عبدالقادر فانه ظہرت امارۃ قریبہ من اللہ عزوجل و اجتمع علیہ الخاص و العام، و قال قدمی ہذہ علی رقبة کل ولی اللہ و اقربت الاولیاء بفضلہ فی وقتہ و اما ابن السقا فرأی بنتا للملک حسینۃ ففتن بها و سأل ان یزوجها بہ فابی الا ان یتنصر فاجابه الی ذلک۔ و العیاذ باللہ تعالیٰ۔ و اما انا فجئت الی دمشق و احضرنی السلطان نور الدین الشہید و ولانی علی الاوقات فولیتها و اقبلت علی الدنیا اقبالا کثیرا قد صدق کلام الغوث فینا کلنا“ ترجمہ: عبداللہ بن علی بن عسرون تمیمی شافعی سے روایت ہے میں جوانی میں طلب علم کے لئے بغداد گیا اس زمانے میں ابن السقا مدرسہ نظامیہ میں میرے ساتھ پڑھا کرتا تھا، ہم عبادت کرتے اور صالحین کی زیارت کرتے تھے، بغداد میں ایک صاحب کو غوث کہتے، اور ان کی یہ کرامت مشہور تھی کہ جب چاہیں ظاہر ہوں جب چاہیں نظروں سے چھپ جائیں، ایک دن میں اور ابن السقا اور اپنی نوعمری کی

کر کے فرماتے ہیں ”وہذا تنبیہ بینہ علی انہ قطب الاقطاب و الغوث الاعظم“ ترجمہ: یہ روشن دلیل قاطع ہے اس پر کہ حضور تمام قطبوں کے قطب اور غوث اعظم ہیں۔ (نزہۃ الخاطر الفاتری ترجمہ سیدی الشریف عبدالقادر، ص 9، 10، قلمی نسخہ) (4) اسی میں ہے ”و من کلامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحدثا بنعم اللہ تعالیٰ علیہ بینی و بینکم و بین الخلق کلہم بعد ما بین السماء و الارض فلا تقيسونی باحد ولا تقيسوا علی احدًا یعنی فلا یقاس الملوك بغيرهم و هذا کله من فتوح الغیب المبرء من کل عیب“ ترجمہ: حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ عزوجل کی اپنے اوپر نعمتیں ظاہر فرمانے کا جو کلام ارشاد فرمایا ان میں سے یہ ہے کہ فرمایا مجھ میں اور تمام مخلوقات زمانہ میں وہ فرق ہے جو آسمان و زمین میں، مجھے کسی سے نسبت نہ دو اور مجھ پر کسی کو قیاس نہ کرو۔ اس پر علامہ علی قاری فرماتے ہیں اس لئے کہ سلاطین کا رعیت پر قیاس نہیں ہوتا اور یہ سب غیب کے فتوحات سے ہے جو ہر عیب سے پاک و صاف ہے۔

(5) اسی میں ہے ”و عن عبداللہ بن علی بن عسرون التیمی الشافعی قال دخلت و انا شاب الی بغداد فی طلب العلم و کان ابن السقا یومئذ رفیقی فی الاشتغال بالنظامیۃ و کنا نتعبد و نزور الصالحین و کان رجل ببغداد یقال له الغوث، و کان یقال عنه انه یظہر اذا شاء و خفی اذا شاء فقصدت انا و ابن السقا و الشیخ عبدالقادر الجیلانی و هو شاب یومئذ الی زیارتہ فقال ابن السقا و نحن فی الطريق الیوم اسأله عن مسئلة لا یدری لها جوابا، فقلت و انا اسئلہ عن مسئلة فانظر ماذا یقول فیها و قال سیدی الشیخ عبدالقادر فرسہ (بافر معاذ اللہ ان اسأله شیئا، و انا بین یدیه اذا

کی درخواست کی اس نے نہ مانا مگر یہ نصرانی ہو جائے، اس نے یہ نصرانی ہونا قبول کر لیا، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ رہا میں، میرا مشق جانا ہوا، وہاں سلطان نور الدین شہید نے مجھے افسر اوقاف کیا اور دنیا بکثرت میری طرف آئی۔ غوث کا ارشاد ہم سب کے بارے میں جو کچھ تھا صادق آیا۔

(نزهة الخاطر والغافر فی ترجمة سيد الشریف عبدالقادر، ص 32، قلمی نسخہ)

اولیاء وقت میں حضرت رفاعی بھی ہیں۔

یہ مبارک روایت بھیہ الاسرار شریف میں دو سندوں سے ہے۔

(بهجة الاسرار، ذکر اخبار المشایخ منه بذلك، ص 6، مصطفی البابی، مصر)

اور ایک یہی کیا، علامہ علی قاری نے اس کتاب میں چالیس روایات اور بہت کلمات کے ذکر کئے سب بھیہ الاسرار شریف سے ماخوذ ہیں، یونہی اکابر ہمیشہ اس کتاب مبارک کی احادیث سے استناد کرتے آئے مگر محروم محروم۔

(6) اسی میں ہے ”قال رضي الله تعالى عنه وعزّة ربّي ان السعداء

والاشقياء يعرضون على وان يؤبؤ عيني في اللوح المحفوظ انا حجة الله عليكم جميعكم انا نائب رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ووارثه في الارض ويقول الانس لهم مشائخ والجن لهم مشائخ والملئكة لهم مشائخ وانا شيخ الكل، رضي الله تعالى عنه، ونفعنا به“ ترجمہ: حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ”مجھے عزت پروردگار کی قسم! بے شک سعید و شقی مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں، بیشک میری آنکھ کی پتلی لوح محفوظ میں ہے، میں تم سب پر اللہ کی حجت ہوں، میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نائب اور تمام زمین میں ان کا وارث ہوں اور فرمایا کرتے: آدمیوں کے پیر ہیں، قوم جن کے پیر ہیں، فرشتوں کے پیر ہیں اور میں ان سب کا پیر ہوں۔ (علی قاری اسے نقل کر کے عرض کرتے ہیں) اللہ عزوجل کی رضوان

حالت میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ان غوث کی زیارت کو گئے، راستے میں ابن السقا نے کہا آج ان سے وہ مسئلہ پوچھوں گا جس کا جواب انہیں نہ آئے گا۔ میں نے کہا میں بھی ایک مسئلہ پوچھوں گا دیکھوں کیا جواب دیتے ہیں، حضرت شیخ عبدالقادر فرمایا: تیری خرابی اے ابن السقا! تو مجھ سے وہ مسئلہ پوچھے گا جس کا مجھے جواب نہ آئے، تیرا مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے، بے شک میں کفر کی آگ تجھ میں بھڑکتی دیکھ رہا ہوں۔ پھر میری طرف نظر کی اور فرمایا اے عبداللہ! تم مجھ سے مسئلہ پوچھو گے کہ میں کیا جواب دیتا ہوں تمہارا مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ، ضرورت پر دنیا اتنا گوبر کرے گی کہ کان کی ٹوٹک اس میں غرق ہو گے، بدلہ تمہاری بے ادبی کا۔ پھر حضرت شیخ عبدالقادر کی طرف نظر کی اور حضور کو اپنے نزدیک کیا اور حضور کا اعزاز کیا اور فرمایا: اے عبدالقادر! بے شک آپ نے اپنے حسن ادب سے اللہ و رسول کو راضی کیا گویا میں اس وقت دیکھ رہا ہوں کہ آپ مجمع بغداد میں کرسی وعظ پر تشریف لے گئے اور فرما رہے ہیں کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر، اور تمام اولیائے وقت نے آپ کی تعظیم کیلئے گردنیں جھکائی ہیں۔ وہ غوث یہ فرما کر ہماری نگاہوں سے غائب ہو گئے پھر ہم نے انہیں نہ دیکھا۔ حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تو نشان قرب ظاہر ہوئے کہ وہ اللہ عزوجل کے قرب میں ہیں خاص و عام ان پر جمع ہوئے اور انہوں نے فرمایا: میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر۔ اور اولیاء وقت نے اس کا ان کے لئے اقرار کیا، اور ابن السقا ایک نصرانی بادشاہ کی خوبصورت بیٹی پر عاشق ہوا اس سے نکاح

سر جھکا دئے اور سرکارِ غوثیت کے حضور جھک گئے اور ان کے اس ارشاد کا اقرار کیا مگر اصفہان میں ایک شخص منکر ہوا فوراً اس کا حال سلب ہو گیا۔

(الفتاویٰ الحدیثیہ، مطلب فی قول الشیخ عبدالقادر قدسی ہذہ الخ، ص 414، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(9) پھر فرمایا ”وَمَنْ طَأْطَأَ رَأْسَهُ ابُو النَّجِيبِ السَّهْرُورْدِي وَقَالَ عَلَى رَأْسِي وَاحِدُ الرِّفَاعِي قَالَ عَلَى رِقْبَتِي وَحَمِيدُ مَنْهُمْ وَسُئِلَ فَقَالَ الشَّيْخُ عَبْدِ الْقَادِرِ يَقُولُ كَذَا وَكَذَا، وَابُو مَدِينٍ فِي الْمَغْرِبِ وَأَنَا مِنْهُمْ اللَّهُمَّ إِنِّي أَشْهَدُكَ وَأَشْهَدُ مَلَكُوتَكَ إِنِّي سَمِعْتُ وَاطْعْتُ، وَكَذَا الشَّيْخُ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْقَنَاوِي مَدَّعْنَقَهُ وَقَالَ صَدَقَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ“ ترجمہ: حضور کے ارشاد پر جنہوں نے اپنے سر جھکائے ان میں سے (سلسلہ عالیہ سہروردیہ کے پیران پیر) حضرت سید عبد القادر ابوالنجیب سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں انہوں نے اپنا سر مبارک جھکا دیا اور کہا (گردن کیسی) میرے سر پر میرے سر پر۔ اور ان میں سے حضرت سید احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں انہوں نے کہا میری گردن پر، اور کہا یہ چھوٹا سا احمد بھی انہیں میں ہے جن کی گردن پر حضور کا پاؤں ہے، اس کہنے اور گردن جھکانے کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس وقت حضرت شیخ عبدالقادر نے بغداد مقدس میں ارشاد فرمایا ہے کہ: میرا پاؤں ہر ولی کی گردن پر۔ لہذا میں نے بھی سر جھکایا اور عرض کی کہ یہ چھوٹا سا احمد بھی انہیں میں ہے، اور انہیں میں حضرت سید ابومدین شعیب مغربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں انہوں نے سر مبارک جھکایا اور کہا میں بھی انہیں میں ہوں الہی میں تجھے اور تیرے فرشتوں کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے قدمی کا ارشاد سنا اور حکم مانا، اسی طرح حضرت سیدی شیخ عبدالرحیم قناوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی گردن مبارک بچھائی اور کہا سچ فرمایا، مانے ہوئے سچے نے، رضی اللہ تعالیٰ عنہم (جمعین)۔

(الفتاویٰ الحدیثیہ، مطلب فی قول الشیخ عبدالقادر قدسی ہذا علی رقبہ الخ، ص 414، دار احیاء

حضور پر ہوا اور حضور کے برکات سے ہم کو نفع دے۔

(نزہۃ الخاطر الفاتر فی ترجمۃ سید الشریف عبدالقادر، ص 32، قلمی نسخہ)

(7) اسی میں ہے ”روی عن السيد الكبير القطب الشهير سيد

احمد الرفاعي رضي الله تعالى عنه انه قال قال الشيخ عبدالقادر بحر الشريعة عن يمينه وبحر الحقيقة عن يساره من ايهما شاء اعترف السيد عبدالقادر لاثاني له في عصرنا هذا رضي الله تعالى عنه“ ترجمہ: سید کبیر قطب شہیر سید احمد الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: شیخ عبدالقادر وہ ہیں کہ شریعت کا سمندر ان کے دہنے ہاتھ ہے اور حقیقت کا سمندر ان کے بائیں ہاتھ، جس میں سے چاہیں پانی پی لیں۔ اس ہمارے وقت میں سید عبدالقادر کا کوئی ثانی نہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(نزہۃ الخاطر الفاتر فی ترجمۃ سید الشریف عبدالقادر، ص 34، قلمی نسخہ)

(8) امام ابن حجر مکی شافعی متوفی 974ھ اپنے فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے

ہیں ”انهم قد يؤمرون تعريفا لجاهل او شكرا وتحدثا بنعمة الله تعالى كما وقع الشيخ عبدالقادر رضي الله تعالى عنه انه بينما هو بمجلس وعظه واذا هو يقول قدمي هذه على رقبة كل ولي الله تعالى فاجابه في تلك الساعة اولياء الدنيا قال جماعة بل واولياء الجن جميعهم وطأ طوارء وسهم وخضعوا له واعترفوا بما قاله الارجل باصبهان فابى فسلب حاله“ ترجمہ: کبھی اولیاء کو کلمات بلند کہنے کا حکم دیا جاتا ہے کہ جو ان کے مقامات عالیہ سے ناواقف ہے اسے اطلاع ہو یا شکر الہی اور اس کی نعمت کا اظہار کرنے کے لئے جیسا کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ہوا کہ انہوں نے اپنی مجلس وعظ میں دفعہ فرمایا کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر، فوراً تمام دنیا کے اولیاء نے قبول کیا اور ایک جماعت کی روایت ہے کہ جملہ اولیاء جن نے بھی، اور سب نے اپنے

الغوث “ترجمہ: امام ابو سعید عبداللہ بن ابی عمرو نے کہ اپنے زمانہ میں شافعیہ کے امام تھے ذکر فرمایا کہ میں بغداد مقدس میں طلب علم کے لئے گیا ابن السقا اور میں مدرسہ نظامیہ میں شریک درس تھے اور اس وقت بغداد میں ایک شخص کو غوث کہتے تھے، وہی پوری حدیث گزری، ان غوث کا ہمارے حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بشارت دینا کہ آپ برس منبر مجمع میں فرمائیں گے: میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر۔ اور تمام اولیائے عصر آپ کے قدم پاک کی تعظیم کیلئے اپنی گردنیں خم کریں گے، اور پھر ایسا ہی واقع ہونا، حضور کا یہ ارشاد فرمانا اور تمام اولیائے عالم کا اقرار کرنا کہ بیشک حضور کا قدم ہم سب کی گردن پر ہے۔

(الفتاویٰ الحدیثیہ، مطلب فی قول الشیخ عبدالقادر قدسی ہذہ علی رقبہ الخ، ص 414، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

آخر میں ابن حجر نے فرمایا ”وہذہ الحکایۃ الّتی کادت ان تتواتر فی المعنی لکثرة ناقلہا وعدالتہم“ یعنی یہ حکایت قریب تو اتر ہے کہ اس کے ناقلین بکثرت ثقہ عادل ہیں۔

(الفتاویٰ الحدیثیہ، مطلب فی قول الشیخ عبدالقادر قدسی ہذہ علی رقبہ الخ، ص 415، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

فتاویٰ حدیثیہ نے ابن السقا کی بد انجامی میں یہ اور زائد کیا کہ جب وہ بد بخت کہ بہت بڑا عالم جید اور علوم شرعیہ میں اپنے اکثر اہل زمانہ پر فائق اور حافظ قرآن اور علم مناظرہ میں کمال سربرا آوردہ تھا جس سے جس علم میں مناظرہ کرتا اسے بند کر دیتا، ایسا شخص جب شان غوث میں گستاخی کی شامت سے معاذ اللہ معاذ اللہ نصرانی ہو گیا، بادشاہ نصاریٰ نے اسے بیٹی تو دے دی مگر جب بیمار پڑا اسے بازار میں پھنکوا دیا بھیک مانگتا اور کوئی نہ دیتا، ایک شخص کہ اسے پہچانتا تھا گزرا اس سے پوچھا تو

(10) پھر فرمایا ”ذکر کثیرون من العارفین الذین ذکرناہم وغیرہم انہ لم یقل الا بامراعلاما بقطبیتہ فلم یسع احداً التخلّف بل جاء باسانید متعدّدة عن کثیرین انہم اخبروا قبل مولده بنحو مائة سنة انہ سیولد بارض العجم مولودہ مظهر عظیم یقول ذلک فتندرج الاولیاء فی وقتہ تحت قدمہ“ ترجمہ: اولیاء کرام کہ ہم نے ذکر کئے یعنی حضرت نجیب الدین سہروردی و حضرت سید احمد رفاعی و حضرت شعیب مغربی و حضرت عبدالرحیم قناوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم انہوں نے اور ان کے سوا اور بہت عارفین کرام نے تصریح فرمائی کہ حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی طرف سے ایسا نہ فرمایا بلکہ اللہ عزوجل نے ان کی قطبیت کبریٰ ظاہر فرمانے کے لئے انہیں اس فرمانے کا حکم دیا ولہذا کسی ولی کو گنجائش نہ ہوئی کہ گردن نہ بچھاتا اور قدم مبارک اپنی گردن پر نہ لیتا بلکہ متعدد سندوں سے بہت اولیاء کرام متقدمین سے مروی ہوا کہ انہوں نے سرکار غوثیت کی ولادت مبارک سے تقریباً سو برس پہلے خبر دی تھی کہ عنقریب عجم میں ایک صاحب عظیم مظهر والے پیدا ہونگے اور یہ فرمائیں گے کہ: میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر۔ اس فرمانے پر اس وقت کے تمام اولیاء ان کے قدم کے نیچے سر رکھیں گے اور اس قدم کے سایہ میں داخل ہوں گے۔

(الفتاویٰ الحدیثیہ، مطلب فی قول الشیخ عبدالقادر قدسی ہذا علی رقبہ الخ، ص 414، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(11) پھر فرمایا ”وحکی امام الشافعیۃ فی زمنہ ابو سعید عبداللہ بن ابی عمرو قال دخلت بغداد فی طلب العلم فوافقت ابن السقا ورافقتہ فی طلب العلم بالنظامیۃ، وکنا نزور الصالحین وکان ببغداد رجل یقال له

مُہر لگا دی گئی کہ اب انہیں کچھ سمجھ نہ رہی۔ (پ28، سورۃ المنافقون، آیت3)

والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

امام ابن حجر فرماتے ہیں ”وفی هذه ابلغ زجر واكد ردع عن الانكار على اولياء الله تعالى خوفا من ان يقع المنكر فيما وقع فيه ابن السقامن تلك الفتنة المهلكة الابدية التي لا اقبح منها، نعوذ بالله من ذلك، ونسأله بوجهه الكريم وحبسه الرؤف الرحيم ان يؤمننا من ذلك ومن كل فتنة ومحنة وبمنه وكرمه وفيها ايضا اتم حث على اعتقادهم والادب معهم وحسن الظن بهم ما امکن“ ترجمہ: اس واقعہ میں اولیاء کرام پر انکار سے کمال جھڑکنا اور سخت منع ہے اس خوف سے کہ منکر اس مہلک فتنے میں پڑ جائے گا جو ہمیشہ ہمیشہ کا ہلاک ہے اور جس سے بدتر کوئی خباثت نہیں جس میں ابن السقا پڑ گیا، اللہ عزوجل کی پناہ۔ ہم اللہ عزوجل سے اس کے وجہ کریم اور اس کے حبیب رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے مانگتے ہیں کہ ہم کو اپنے احسان و کرم کے ساتھ اس سے اور ہر فتنہ و محنت سے امان بخشے۔ نیز اس واقعہ میں کمال ترغیب ہے اس کی کہ اولیاء کرام کے ساتھ عقیدت و ادب رکھیں اور جہاں تک ہواں پر نیک گمان کریں۔

(الفتاویٰ الحدیثیہ، مطلب فی قول الشیخ عبدالقادر قدسی ہذہ علی رقبۃ الخ، ص415، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

فقیر کوئے قادری امید کرتا ہے کہ اتنے بیان میں اہل انصاف و سعادت کے لئے کفایت ہو۔ اللہ عزوجل مسلمان بھائیوں کو اتباع حق و ادب اولیاء کی توفیق دے اور ابن السقا بھنم اس شخص کے حال سے پناہ دے جس نے بزم خود حضرت سید احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارگاہ میں حق نیاز مندی ادا کیا اور نتیجہ معاذ اللہ وہ ہوا کہ سید کبیر کے غضب اور حضور غوثیت کی سرکار میں اسے ادب پر خاتمہ ہوا،

تو حافظ تھا اب بھی قرآن کریم میں سے کچھ یاد ہے۔ کہا سب محو ہو گیا صرف ایک آیت یاد رہ گئی ہے ﴿رُبَّمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ﴾ ترجمہ: کتنی تمنائیں کریں گے وہ جنہوں نے کفر اختیار کیا کہ کسی طرح مسلمان ہوتے۔

(پ14، سورۃ الحجر، آیت2)

امام ابن ابی عسرون فرماتے ہیں پھر ایک دن میں اسے دیکھنے گیا اسے پایا کہ گویا اس کا سارا بدن آگ سے جلا ہوا ہے، وہ نزع میں تھا، میں نے اسے قبلہ کی طرف کیا تو وہ پُورب کو پھر گیا، میں نے پھر قبلہ کو کیا تو وہ پھر پھر گیا۔ اسی طرح میں جتنی بار اسے قبلہ رخ کرتا وہ پُورب کو پھر جاتا یہاں تک کہ پُورب ہی کی طرف منہ کئے اس کا دم نکل گیا، وہ ان غوث کا ارشاد یاد کیا کرتا اور جانتا تھا کہ اسی گستاخی نے اس بلا میں ڈالا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ انتہی۔

(الفتاویٰ الحدیثیہ، مطلب فی قول الشیخ عبدالقادر قدسی ہذہ علی رقبۃ الخ، ص415، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

اگر کہے پھر اسلام کیوں نہیں لاتا تھا، کلمہ پڑھ لینا کیا مشکل تھا، اقول (میں کہتا ہوں) اس کا جواب قرآن عظیم دے گا ﴿وَمَا تَشَاءُ وُنَّ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾ ترجمہ: تم کیا چاہو جب تک اللہ نہ چاہے جو مالک سارے جہان کا ہے۔ (پ30، سورۃ التکویر، آیت29)

اور فرماتا ہے ﴿كَأَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ ترجمہ: کوئی نہیں بلکہ ان کی بد اعمالیوں نے ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دی ہے۔

(پ30، سورۃ المطففین، آیت14)

اور فرماتا ہے ﴿ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا فَطُبِعَ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ﴾ ترجمہ: یہ اس لئے کہ وہ ایمان لائے پھر کفر کیا تو ان کے دلوں پر

بلکہ اس کی شامت سے زوالِ ایمان کا اندیشہ ہے، حضرت شاہ بدیع الدین مدار فری اللہ عنہ العزیز ضرور اکابر اولیاء سے ہیں مگر اس میں شک نہیں کہ حضور پر نور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ بہت اعلیٰ و افضل ہے۔ غوث اپنے دور میں تمام اولیائے عالم کا سردار ہوتا ہے۔ اور ہمارے حضور (غوث پاک) امام حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد سے سیدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تشریف آوری تک تمام عالم کے غوث اور سب غوثوں کے غوث اور سب اولیاء اللہ کے سردار ہیں اور ان سب کی گردن پر ان کا قدم پاک ہے۔

امام ابوالحسن علی بن یوسف بن حمیر نخعی بن شطونوفی فری سرہ العزیز نے کتاب مستطاب بہجتہ الاسرار شریف میں بسند مسلسل دو اکابر اولیاء اللہ معاصرین حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدی احمد ابن ابی بکر حریمی و حضرت ابو عمرو عثمان ابن صریفینی فری اللہ عنہما سے دو حدیثیں روایت فرمائیں۔۔۔ ان دونوں حدیثوں کا متن یہ ہے کہ دونوں حضرات کرام نے فرمایا: واللہ ما اظہر اللہ تعالیٰ ولا یظہر الی الوجود مثل الشیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ یعنی خدا کی قسم، اللہ تعالیٰ نے حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مانند نہ کوئی ولی عالم میں ظاہر کیا نہ ظاہر کرے۔

(بہجتہ الاسرار، ذکر فصول من کلام بشیء من عجائب احوالہ، ص 25، مصطفیٰ البابی، مصر)

نیز امام مدوح کتاب موصوف میں حضرت سیدی ابو محمد بن عبد البصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کو فرماتے سنا: ما وصل اللہ تعالیٰ ولیا الی مقام الاوکان الشیخ عبدالقادر اعلاہ ولا سقی اللہ حبیباً کاساً من حبه الاوکان الشیخ عبدالقادر اہناہ، ولا وہب اللہ لمقرب حالاً الاوکان الشیخ عبدالقادر اجلہ، وقد اودعہ

والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اے برادر! مقتضائے محبت اتباع و تصدیق ہے نہ کہ نزاع و تکذیب۔ سچا محب حضرت احمد کبیر کے ارشادات کو بالائے سر لے گا اور جس بارگاہ ارفع کو انہوں نے سب سے ارفع بتایا اور ان کا قدم اقدس اپنے سر مبارک پر لیا انہیں کو ارفع واعظم مانے گا۔ عبدالرزاق محدث شیعہ تھا مگر حضرات عالیہ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضرت امیر المومنین مولیٰ علی کریم اللہ دہمہ سے افضل کہتا، اس سے پوچھا جاتا تو جواب دیتا: کفی بی ازرا ان احب علیائہم اخالفہ۔ یعنی امیر المومنین نے خود حضرات شیخین کو اپنے نفس کریم سے افضل بتایا ہے مجھے یہ گناہ بہت ہے کہ علی سے محبت رکھوں پھر ان کا خلاف کروں۔ (میزان الاعتدال، عبدالرازق بن ہمام، ج 2، ص 612، دار المعرفۃ، بیروت) واقعی تکذیب مخالفت اگرچہ بزم عقیدت و محبت ہو اعلیٰ درجہ کی عداوت ہے، والعیاذ باللہ تعالیٰ، اللہ عزوجل اپنے محبوبوں کا حسن ادب روزی (عطا) کرے اور انہیں کی محبت پر خاتمہ فرمائے اور انہیں کے گروہ پاک میں اٹھائے، آمین! آمین!

(فتاویٰ رضویہ ملخصاً، ج 28، ص 367 تا 402، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

شاہ بدیع الدین مدار اور غوث پاک

سوال: ہمارے ہاں بعض لوگ کہتے ہیں غوث پاک افضل ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ شاہ بدیع الدین مدار افضل ہیں، اور آپس میں بحث و مباحثہ جاری ہے، خطرہ ہے کہ آپس میں جھگڑا نہ ہو جائے۔

جواب: امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس طرح کے سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

عوام کو ایسے امور میں بحث کرنا سخت مضرت (نقصان) کا باعث ہوتا ہے۔ مبادا (کہیں ایسا نہ ہو کہ) کسی طرف گستاخی ہو جائے تو عیاذُ باللہ سخت تباہی و بربادی،

فصل چہارم: کچھ روایات منسوب بہ غوث اعظم اگر میرے بعد نبی ہوتا تو

سوال: اس روایت کا کیا حکم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو پیران پیر ہوتے۔

جواب: یہ قول اگرچہ شرطیہ انداز میں معنوی طور پر درست ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اور بغیر ثبوت اس کی نسبت نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کرنا جائز نہیں۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس طرح کے سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ”یہ قول کہ ”اگر نبوت ختم نہ ہوتی تو حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ہوتے“ اگرچہ اپنے مفہوم شرطی پر صحیح و جائز الاطلاق ہے کہ بے شک مرتبہ علیہ رفیعہ حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلو مرتبہ نبوت (مرتبہ نبوت کے پیچھے) ہے۔ خود حضور معلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جو قدم میرے جد اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اٹھایا میں نے وہیں قدم رکھا سو اقدام نبوت کے، کہ ان میں غیر نبی کا حصہ نہیں،

از نبی برداشتن گمار از تو بنهادن قدم

غیر اقدام النبوة سد ممشاھا الختام

ترجمہ: نبی کا کام قدم اٹھانا اور آپ کا کام قدم رکھنا ہے علاوہ اقدام نبوت کے، کہ وہاں ختم نبوت نے راستہ بند کر دیا ہے۔

اور جواز اطلاق یوں کہ خود حدیث میں امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے وارد ((لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ)) ترجمہ: میرے بعد نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔

(جامع الترمذی، ابواب المناقب، مناقب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، ج 2، ص 209، امین)

اللہ تعالیٰ سرّا من اسرارہ سبق بہ جمہور الاولیاء وما اتخذ اللہ ولیا کان اویکون الا وهو متادب معہ الی یوم القیمة۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جس ولی کو کسی مقام تک پہنچایا شیخ عبدالقادر کا مقام اس سے اعلیٰ ہے، اور جس پیارے کو اپنی محبت کا جام پلایا شیخ عبدالقادر کے لئے اس سے بڑھ کر خوشگوار جام ہے اور جس مقرب کو کوئی حال عطا فرمایا شیخ عبدالقادر کا حال اس سے اعظم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسرار سے وہ راز ان میں رکھا ہے جس کے سبب ان کو جمہور اولیاء پر سبقت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے جتنے ولی ہو گئے یا ہوں گے قیامت تک سب شیخ عبدالقادر کا ادب کریں گے۔

(بہجة الاسرار، ذکر ابو محمد القاسم بن عبد البصری، ص 173، مصطفى البانی، مصر)

یہ شہادتیں ہیں حضرت خضر اور حضرات اولیاء کرام کی، علیہ رحمۃ اللہ
واللہ۔

بقسم کہتے ہیں شاہان صریفین و حریم کہ ہوا ہے نہ ولی ہو کوئی ہمتا تیرا
جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے سب ادب رکھتے ہیں دل میں مرے آقا تیرا

(فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 559 تا 561، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: غوث پاک افضل ہیں یا امام مہدی؟

جواب: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”فقیر یہ نہیں کہتا کہ حضرت امام مہدی کا مفضل ہونا قطعی ہے، لیکن میں یہ کہتا ہوں اور صاف کہتا ہوں کہ حضرت غوثیت پر ان کی تفضیل معلوم نہیں“

(اکسیر اعظم، اولیاء کے درمیان غوث پاک کا رتبہ مترجم، ص 208، بزم رضا، لاہور)

روحوں کا تھیلا

سوال: اس روایت کی کیا حیثیت ہے کہ ارواح کی زبیل عزرائیل علیہ السلام سے حضرت پیران پیر غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے ناراض اور غصہ میں ہو کر چھین لی تھی اور ارواح کو آزاد کر دیا تھا۔

جواب: زبیل ارواح (روحوں کا تھیلا) چھین لینا خرافات مخترعہ جہاں (جاہلوں کی گڑھی ہوئی باتوں میں) سے ہے۔ سیدنا عزرائیل علیہ السلام (صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم) ملائکہ سے ہیں اور رسل ملائکہ اولیاء بشر سے بالاجماع افضل۔ تو مسلمانوں کو ایسے اباطیل و اہیہ سے احترام لازم (بچنا ضروری ہے)۔ واللہ الہادی الی سبیل الرشاد۔ (فتاویٰ رضویہ، ج 28، ص 419، 418، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

تنبیہ: بنائے انکار یہ طرز ادا ہے (یعنی منع کرنے کی وجہ اس کو بیان کرنے کا انداز ہے) ورنہ ممکن کہ سیدنا عزرائیل علیہ السلام نے کچھ روحیں بامر الہی قبض فرمائی ہوں اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا سے باذن الہی پھر اپنے اجسام کی طرف پلٹ آئی ہوں کہ احیاء مردہ (مردہ کو زندہ کرنا) حضور پر نور و دیگر محبوبان خدا سے ایسا ثابت ہے کہ جس کے انکار کی گنجائش نہیں۔

یوں ہی ممکن کہ حضرت ملک الموت نے بنظر صحائف محو واثبات (جن صحائف میں لکھنا اور مٹنا پایا جاتا ہے اس پر نظر کرتے ہوئے) قبض بعض ارواح شروع کیا اور علم الہی میں قضائے ابرام نہ پایا تھا بربکت دُعائے محبوب قبض سے باز رکھے گئے ہوں۔

امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ (رحمۃ اللہ علیہ) کتاب لوائح الانوار میں حالات حضرت سیدی شیخ محمد شربنی قدس سرہ میں لکھتے ہیں ”لما ضعف

کمپنی، دہلی☆ المستدرک للحاکم، کتاب معرفة الصحابة، لوکان بعدی نبی لکان عمر، ج 3، ص 85، دارالفکر، بیروت☆ المعجم الکبیر، ج 17، ص 180، المكتبة الفيصلية، بیروت☆ مسند امام احمد بن حنبل، حدیث عقبہ بن عامر، ج 4، ص 154، المكتب الاسلامی، بیروت)

دوسری حدیث میں حضرت ابراہیم صاحبزادہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے وارد ((لَوْ عَاشَ اِبْرَاهِيْمُ، لَكَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا)) ترجمہ: اگر ابراہیم جیتے تو صدیق و پیغمبر ہوتے۔

(تاریخ دمشق الکبیر، باب ذکر بنیہ وبناتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وازواجه، ج 3، ص 75، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

علماء نے امام ابو محمد جوینی قدس سرہ کی نسبت کہا ہے کہ: اگر اب کوئی نبی ہو سکتا تو وہ ہوتے، امام ابن حجر مکی اپنے فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں ”قال فی شرح المہذب“ نقلاً عن الشیخ الامام المجمع علی جلالته وصلاحه وامامته ابی محمد الجوینی الذی قیل فی ترجمته لو جاز ان یبعث اللہ فی هذه الامۃ نبیا لکان ابا محمد الجوینی“ ترجمہ: شرح مہذب میں کہا نقل کرتے ہوئے اس شیخ و امام سے جن کی جلالت و صلاحیت و امامت پر اجماع ہے یعنی ابو محمد جوینی علیہ السلام جن کے تعارف میں کہا گیا ہے کہ اگر اب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت میں کسی نبی کو بھیجنا جائز ہوتا تو وہ ابو محمد جوینی ہوتے۔

(الفتاویٰ الحدیثیہ، مطلب قیل لو جاز ان یبعث اللہ فی هذه الامۃ نبیا، ص 324، 325، جدار احیاء التراث العربی، بیروت)

مگر ہر حدیث حق ہے، ہر حق حدیث نہیں۔ حدیث ماننے اور حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنے کے لئے ثبوت چاہیے، بے ثبوت نسبت جائز نہیں، اور قول مذکور ثابت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم“

(فتاویٰ رضویہ، ج 28، ص 414 تا 416، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

اس تقدیر پر تو اصلاً استبعاد (دور از قیاس) نہیں اور اب اس پر جو کچھ ایراد کیا گیا (یعنی اعتراضات کیے گئے) سب بے جا و بے محل ہے اور اگر بیداری ہی میں مانا جاتا ہو، تاہم بلاشبہ عقلاً اور شرعاً جائز اور اس میں درائیہ (عقلاً) کوئی استحالہ (محال ہونا) درکنار استبعاد (بعید از قیاس) بھی نہیں۔ ﴿إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ ترجمہ: بیشک اللہ ہر شے پر قادر ہے۔ (پ 1، سورۃ البقرہ، آیت 20)

نہ ظاہر میں ام المومنین کے پاس شیر (دودھ) نہ ہونا کچھ اس کے منافی کہ امور خارقہ للعادۃ (ایسے امور جو عادت کے خلاف ہوں، جیسا کہ کرامات وغیرہ) اسباب ظاہر پر موقوف نہیں، نہ روح عام متکلمین کے نزدیک مجردات سے ہے اور فی نفسہا مادیہ نہ سہی تاہم مادہ سے اس کا تعلق بدیہی (واضح ہے)۔ نہ جسم، جسم شہادت میں منحصر۔ جسم مثالی بھی کوئی چیز ہے کہ ہزاروں احادیث برزخ وغیرہ اس پر گواہ۔

کیفما کان (کوئی بھی صورت ہو) شک نہیں کہ روح مفارق (جسم سے جدا روح) کی طرف نصوص متواترہ میں نزول (اترنا) و صعود (چڑھنا) وضع (رکھنا) و تمکن (قدرت ہونا) وغیرہ اعراض جسم و جسمانیت (جسم اور جسمانیت کے اوصاف) قطعاً منسوب (ہیں) اور وہ نسبتیں اہل حق کے نزدیک ظاہر پر محمول (ہیں)، جب ارواح شہداء کا میوہ ہائے جنت کھانا ثابت۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((إِنَّ أَرْوَاحَ الشُّهَدَاءِ فِي طَيْرٍ خَضِرٍ تَعْلُقُ مِنْ ثَمَرِ الْجَنَّةِ)) ترجمہ: بے شک شہداء کی ارواح سبز رنگ کے پرندوں میں میوہ ہائے جنت سے لطف اندوز ہوتی ہیں۔

(جامع الترمذی، ابواب فضائل الجہاد، باب ماجاء فی ثواب شہید، ج 1، ص 197، امین کمپنی، دہلی)

جبکہ دوسری روایت میں ارواح عام مومنین کے لئے یہی ارشاد فرمایا ((

ولده احمد واشرف علی الموت وحضر عزرائیل لقبض روحه قال له الشيخ، ارجع الی ربك فراجعہ فان الامر نسخ فرجع عزرائیل وشفی احمد من تلك الضعفة وعاش بعدها ثلاثین عاماً“ ترجمہ: جب ان کے صاحبزادے احمد نا تو اں ہو کر قریب مرگ ہوئے اور حضرت عزرائیل علیہ (الصلوٰۃ والسلام) ان کی روح قبض کرنے آئے حضرت شیخ نے ان سے گزارش کی کہ اپنے رب کی طرف واپس جائیے اس سے پوچھ لیجئے کہ حکم موت منسوخ ہو چکا ہے۔ عزرائیل علیہ (الصلوٰۃ والسلام) پلٹ گئے، صاحبزادے نے شفا پائی اور اس کے بعد تیس برس زندہ رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(الطبقات الکبریٰ (لواقح الانوار)، خاتمة الكتاب، ج 2، ص 185، شیخ محمد الشربینی دارالفکر بیروت) ☆ (فتاویٰ رضویہ (حاشیہ)، ج 28، ص 419، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

غوث پاک رضی اللہ عنہ کو دودھ پلانا

سوال: یہ قول مشہور ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روح کو دودھ پلایا، اس قول پر بعض لوگوں نے یہ اعتراضات وارد کیے ہیں کہ روح کوئی چیز کھاتی پیتی نہیں، پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دودھ نہ اتر ا تھا، اس قول اور ان اعتراضات کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: قول مذکور اگرچہ عقلاً محال نہیں مگر سنداً ثابت نہیں، بے اصل ہے۔ امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس طرح کے سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ”حضرت ام المومنین محبوبہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا روح اقدس سیدنا الغوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دودھ پلانا، بعض مداحین حضور اسے واقعہ خواب بیان کرتے ہیں کما رأیت فی بعض کتبہم التصریح بذلك ترجمہ: جیسا کہ میں نے ان کی بعض کتابوں میں اس پر تصریح دیکھی۔“

وقت حاضر ہوئی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہونے لگے اور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گردن پر قدم رکھ کر براق پر سوار ہوئے، کیا اس کی کچھ حقیقت ہے؟

جواب: امام اہل سنت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس طرح کے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں ”اس کی اصل حضرات مشائخ کرام قدس سرہم کے کلام میں مذکور (ہے)۔“

فاضل عبدالقادر قادری بن شیخ محی الدین اربلی ”تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ میں لکھتے ہیں کہ جامع شریعت و حقیقت شیخ رشید بن محمد جنیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب ”حرز العاشقین“ میں فرماتے ہیں ((ان لیلة المعراج جاء جبرئیل علیہ السلام ببراق الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسرع من البرق الخاطف الظاهر، ونعل رجله كاللہلال الباهر، ومسمارة كالانجم الظواهر، ولم يأخذہ السكون والتمکین لیركب علیہ النبی الامین، فقال له النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، لم لم تسکن یا براق حتی اركب علی ظهرك، فقال روحی فداء لکتراب نعلک یا رسول اللہ اتمنی ان تعاهدنی ان لا ترکب یوم القیمة علی غیر حین دخولک الجنة، فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یكون لك ماتمנית، فقال البراق التمس ان تضرب یدك المبارکة علی رقبتي لیكون علامة لی یوم القیمة، فضرب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یدہ علی رقبة البراق، ففرح البراق فرحاً حتی لم یسع جسده روحه ونمی اربعین ذراعاً من فرحه وتوقف فی ركوبه لحظة لحكمة خفية ازلیة، فظهرت روح الغوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقال یا سیدی ضع قدمك علی رقبتي واركب، فوضع

نَسَمَةُ الْمُؤْمِنِ طَائِرٌ يَعْلُقُ فِي شَجَرِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى جَسَدِهِ يَوْمَ يَبْعَثُ)) ترجمہ: مومن کی روح پرندہ کی صورت میں جنت کے درختوں میں رہتی ہے یہاں تک کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسے اپنے جسم کی طرف لوٹا دے گا۔

(مسند احمد بن حنبل، حدیث کرب بن مالک انصاری، ج 3، ص 455، المکتب الاسلامی، بیروت)

تو دودھ پلانے میں کیا استحالہ ہے۔ حال روح بعد فراق و پیش از تعلق میں فارق کیا ہے؟ (روح کے جسم سے جدا ہونے کے بعد اور جسم سے تعلق ہونے سے پہلے کی حالت میں فرق کرنے والی کون سی چیز ہے؟ یعنی ان میں کوئی فرق نہیں) آخر حضرت ابراہیم علیہ السلام (علیہ السلام) کے لئے صحیح حدیث میں ہے کہ جنت میں دودایہ ان کی مدت رضاعت پوری کرتی ہیں، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((إِنَّ إِبْرَاهِيمَ ابْنِي، وَإِنَّهُ مَاتَ فِي الثُّدَى، وَإِنَّ لَهُ ظُنُرَيْنِ يُكْمَلَانِ رَضَاعَهُ فِي الْجَنَّةِ)) ترجمہ: ابراہیم میرا بیٹا جو شیر خوارگی کی عمر میں وصال فرما گیا ہے بیشک جنت میں اس کیلئے دودایہ ہیں جو اس کی مدت رضاعت پوری کریں گی۔

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب راحمته صلی اللہ علیہ وسلم الصبیان والعیال، ج 2، ص 254، قدیمی کتب خانہ، کراچی) (مسند احمد بن حنبل، عن انس بن مالک، ج 3، ص 112، المکتب الاسلامی، بیروت)

بایں ہمہ یہ باتیں نافی استحالہ (محال ہونے کی نفی کرتی) ہیں نہ (کہ) مثبت وقوع (یعنی وقوع کو ثابت کرنے والی نہیں ہیں)، قول بالوقوع (اس کے وقوع کا قول) تا وقتیکہ نقل ثابت نہ ہو جزاف (من گھڑت) و بے اصل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاوی رضویہ ملخصاً، ج 28، ص 416 تا 418، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

شب معراج اور روح غوث اعظم رضی اللہ عنہ

سوال: سنا ہے کہ معراج کی رات غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح اس

من المنكرين المتعجبين من حضور روحه ليلة المعراج لانه وقع من غيره في تلك الليلة كما هو ثابت بالا حاديث الصحيحة كرويته صلى الله عليه وسلم ارواح الانبياء في السموات وبالا في الجنة واويسا القرني في مقعد الصدق وامرأة ابى طلحة في الجنة ، وسماعه صلى الله عليه وسلم خشخشة الغميصاء بنت ملحان في الجنة كما ذكرنا قبل هذا وذكرفى حرز العاشقين وغيره من الكتب ان نبينا صلى الله عليه وسلم لقي ليلة المعراج سيدنا موسى عليه السلام فقال موسى مرحبا بالنبى الصالح والاخ الصالح انت قلت علماء امتى كانبياء بنى اسرائيل، اريد ان يحضر احد من علماء امتك ليتكلم معى فاحضر النبى صلى الله عليه وسلم روح الغزالي رحمه الله تعالى الى موسى عليه السلام (وساق القصة ثم قال)، وفى كتاب رفيق الطلاب لاجل العارفين الشيخ محمد الجشتى نقلا عن شيخ الشيوخ قال قال النبى صلى الله عليه وسلم انى رأيت رجالا من امتى فى ليلة المعراج ارانيهم الله تعالى (الخ ثم قال) وقال الشيخ نظام الدين الكنجوى كان النبى صلى الله عليه وسلم راكبا على البراق وغاشيته على كتفى انتهى وقال عمدة المحدثين الامام نجم الدين الغيطى فى كتاب المعراج ثم رفع الى سدره المنتهى فغشيه سحابة فيها من كل لون فتأخر جبريل عليه السلام ثم عرج لمستو سمع فيه صريف الاقلام ورأى رجلا مغيبا فى نور العرش فقال من هذا أملك؟ قيل: لا - قال: أنبى؟ قيل: لا، هذا رجل كان فى الدنيا لسانه رطب من ذكر الله تعالى وقلبه معلق بالمساجد ولم يستسب لوالديه قط الخ مافى التفريح ملخصا “ترجمه: اے برادر! بیچ اور ڈراس سے کہیں تو انکار کر بیٹھے اور شب معراج حضور غوث پاک رضی

النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدمہ علی رقبته وركب، فقال قدمی علی رقبتك وقدمك علی رقبه كل اولياء الله تعالى انتهى)) ترجمہ: شب معراج جبریل امین علیہ السلام خدمت اقدس حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم میں براق حاضر لائے کہ چمکتی اُچک لے جانیوالی بجلی سے زیادہ شتاب رو (تیز رفتار) تھا، اور اس کے پاؤں کا نعل آنکھوں میں چکا چونڈا لے والا ہلال اور اس کی کیلیں جیسے روشن تارے۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے لئے اسے قرار و سکون نہ ہوا، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے سبب پوچھا: بولا: میری جان حضور کی خاک نعل پر قربان، میری آرزو یہ ہے کہ حضور مجھ سے وعدہ فرمائیں کہ روز قیامت مجھی پر سوار ہو کر جنت میں تشریف لے جائیں۔ حضور معلیٰ صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ نے فرمایا: ایسا ہی ہوگا۔ براق نے عرض کی: میں چاہتا ہوں حضور میری گردن پر دست مبارک لگا دیں کہ وہ روز قیامت میرے لیے علامت ہو۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمایا۔ دست اقدس لگتے ہی براق کو وہ فرحت و شادمانی ہوئی کہ روح اس مقدار جسم میں نہ سمائی اور طرب سے پھول کر چالیس ہاتھ اونچا ہو گیا۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک حکمت نہانی ازلی کے باعث ایک لحظہ سواری میں توقف ہوا کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح مطہر نے حاضر ہو کر عرض کی: اے میرے آقا! حضور اپنا قدم پاک میری گردن پر رکھ کر سوار ہوں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گردن مبارک پر قدم اقدس رکھ کر سوار ہوئے اور ارشاد فرمایا: میرا قدم تیری گردن پر اور تیرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر۔

(تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادر، المتقبة الاولى، ص 24، 25، سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ، فیصل آباد)

اس کے بعد فاضل عبدالقادر اربلی فرماتے ہیں ”فایاک یا اخی ان تكون

بُرا کہہ کر اپنے والدین کو بُرا نہ کہلوا یا۔

(تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادر، المنقبة الاولى، ص 25 تا 28، سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ، فیصل آباد)

یعنی جب معراج میں اتنے لوگوں کی ارواح کا حاضر ہونا احادیث و اقوال علماء و اولیاء سے ثابت ہے تو روح اقدس حضور پر نور سید الاولیاء غوث الاصفیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حاضری، کیا جائے تعجب و انکار ہے بلکہ ایسی حالت میں حاضر نہ ہونا ہی محل استعجاب ہے اک ذرا انصاف و اندازہ قدر قدرت درکار ہے۔

اقول وبالله التوفیق: (میں کہتا ہوں اور اللہ ہی کی طرف سے توفیق ہے) فقیر خفہ (السنی الفکر) (علیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے رسالہ "ہدی الحیران فی نفی الفی عن سید الاکوان" میں بعونہ تعالیٰ ایک فائدہ جلیلہ لکھا کہ مطالب چند قسم ہیں، ہر قسم کا مرتبہ جدا اور ہر مرتبہ کا پایہ ثبوت علیحدہ۔ اس قسم مطالب کا احادیث میں ظہور نہ ہونا مضر نہیں، بلکہ کلمات علماء و مشائخ میں ان کا ذکر کافی۔

امام خاتمہ المحدثین جلال المملۃ والدین سیوطی فرماتے ہیں "مناہل الصفاء فی تخریج احادیث الشفاء" میں ایک روایت کی نسبت تحریر فرمایا "لم اجدہ فی شیء من کتب الاثر لکن صاحب اقتباس الانوار وابن الحاج فی مدخلہ ذکرہ فی ضمن حدیث طویل و کفی بذلك سنداً لمثلہ فانہ لیس مما یتعلق بالا حکام" ترجمہ: میں نے یہ روایت کسی کتاب حدیث میں نہ پائی مگر صاحب اقتباس الانوار اور امام ابن الحاج نے اپنی مدخل میں اسے ایک حدیث طویل کے ضمن میں ذکر کیا اور ایسی روایت کو اسی قدر سند کفایت کرتی ہے کہ انہیں کچھ باب احکام سے تعلق نہیں۔

(نسیم الرياض بحوالہ مناهل الصفا فی تخریج احادیث الشفاء، الفصل السابع، ج 1، ص 248،

اللہ تعالیٰ عنہ کی حاضری پر تعجب کرے کہ یہ امر تو صحیح حدیثوں میں اوروں کے لئے وارد ہوا ہے، مثلاً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانوں میں ارواح انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ملاحظہ فرمایا، اور جنت میں بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا اور مقعد صدق میں اویس قرنی اور ہشت میں زوجہ ابوطحہ کو اور جنت میں غمیصاء بنت ملحان کی پہچان سنی، جیسا کہ ہم اس سے قبل ذکر کر چکے ہیں۔

اور حرز العاشقین وغیرہ کتابوں میں کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی درخواست پر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے روح امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حکم حاضری دیا۔ روح امام نے حاضر ہو کر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کلام کیا۔ اور عارف اجل شیخ محمد چشتی نے کتاب رفیق الطلاب میں حضرت شیخ الشیوخ فرس (الرحمۃ) سے نقل کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے شب معراج کچھ لوگ اپنی امت کے ملاحظہ فرمائے اور شیخ نظام الدین گنجوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے: جب حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روفق افروز پشت براق پر تھے اور براق کا زین پوش میرے کندھے پر تھا۔

اور عمدۃ المحدثین امام نجم الدین غمیطی کتاب المعراج میں فرماتے ہیں: جب حضور معلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنہیٰ تک تشریف لے گئے اس پر ایک ابر چھایا جس میں ہر قسم کا رنگ تھا، جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام پیچھے رہ گئے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مستوی پر جلوہ فرما ہوئے وہاں قلموں کے لکھنے کی آواز گوش اقدس میں آئی اور ایک شخص کو ملاحظہ فرمایا کہ نور عرش میں چھپا ہوا ہے، حضور نے دریافت فرمایا: کیا یہ فرشتہ ہے؟ جواب ہوا: نہیں۔ پوچھا کیا یہ نبی ہے؟ کہا: نہیں بلکہ یہ ایک مرد ہے کہ دنیا میں اس کی زبان یا خدا میں تر رہتی اور دل مسجدوں میں لگا رہتا۔ کبھی کسی کے ماں باپ کو

بوجہ حیات و تذلل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے لئے زمین سے لپٹ گیا ہو اور پھر بھی بوجہ طول ارتفاع حاجت زینہ ہو جس کے لئے روح سرکار غوثیت مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاضر ہو کر اپنے مہربان باپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر قدم اکرم اپنا شانہ مبارک رکھا ہو، کیا جائے استعجاب (تعجب) ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ملخصاً، ج 28، ص 406 تا 413، رضا فائونڈیشن، لاہور)

اشکالات کے جوابات

سوال: ایک رسالہ میں لکھا ہے کہ شب معراج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کی روح نے عرش معلیٰ پر اپنے اوپر سوار کر کے پہنچایا، یا کندھا دے کر براق پر سوار کرایا، بعض لوگ اس پر یہ اشکال پیش کرتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ کام اوپر جانے کا براق اور حضرت جبریل علیہ السلام اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے انجام کو نہ پہنچا حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ مہم سرانجام کو پہنچائی، اور یہ اشکال بھی پیش کرتے ہیں کہ سدرۃ المنتہی منتہائے عروج ہے یعنی اس سے اوپر کوئی نہیں جاسکتا، ہاں جس کا جانا نص سے ثابت ہو، وہی جاسکتا ہے، ان کا کیا جواب ہے؟

جواب: شب معراج میں روح پر فتوح حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حاضر ہو کر پائے اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے گردن رکھنا، اور وقت رکوب براق (براق پر سوار ہوتے وقت) یا صعود عرش (عرش پر چڑھتے وقت) زینہ بننا، شرعاً و عقلاً اس میں کوئی بھی استحالہ نہیں۔

سدرۃ المنتہی اگر منتہائے عروج ہے تو باعتبار اجسام نہ بنظر ارواح۔ عروج روحانی ہزاروں اکابر اولیاء کو عرش بلکہ مافوق العرش تک ثابت واقع، جس کا انکار نہ کرے گا مگر علوم اولیاء کا منکر۔ بلکہ با وضو سونے والے کے لئے حدیث میں وارد کہ

برکات رضا گجرات، ہند)

علامہ شہاب الدین خفاجی مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض میں نقل کیا اور مقرر رکھا۔

(نسیم الریاض بحوالہ مناہل الصفا فی تخریج احادیث الشفاء، الفصل السابع، ج 1، ص 248، برکات رضا گجرات، ہند)

بالجملہ روح مقدس کا شب معراج کو حاضر ہونا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت غوثیت کی گردن مبارک پر قدم اکرم رکھ کر براق یا عرش پر جلوہ فرمانا، اور سرکار ابد قرار سے فرزند ارجمند کو اس خدمت کے صلہ میں یہ انعام عظیم عطا ہونا، ان میں کوئی امر نہ عقلاً اور شرعاً مجبور اور کلمات مشائخ میں مسطور و ماثور، کتب حدیث میں ذکر معدوم، نہ کہ عدم مذکور، نہ روایات مشائخ اس طریقہ سند ظاہری میں محصور، اور قدرت قادر وسیع و موفور، اور قدر قادری کی بلندی مشہور پھر رد و انکار کیا مقتضائے ادب و شعور۔

اشکال: اب یہ رہا کہ اس حدیث میں کہ براق برق رفتار زمین سے لپٹ گیا۔ اور اس روایت میں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم گردن حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر قدم رکھ کر زینب پشت براق ہوئے، بظاہر تنافی ہے۔

اقول (میں کہتا ہوں): اصلاً منافات نہیں، بلکہ جب اسی روایت میں مذکور کہ براق فرط فرحت سے چالیس ہاتھ اونچا ہو گیا اور پُر ظاہر کہ جو مَرکب (سواری) اس قدر بلند ہو وہ کیسا ہی زمین سے ملصق (چمٹی) ہو جائے تاہم قامت انسان سے بہت بلند رہے گا اور اس پر سواری کے لئے ضرور حاجتِ نردبان (سیڑھی) ہوگی۔ اب ایک چھوٹے سے جانور فیل (ہاتھی) ہی کو دیکھئے کہ جب ذرا بلند و بالا ہوتا ہے، اسے بٹھا کر بھی بے زینہ سواری قدرے دقت رکھتی ہے۔ تو اگر براق

یہ بیان ابطالِ استحالہ واثباتِ صحت بمعنی امکان کے متعلق تھا۔ رہا اس روایت کے متعلق بقیہ کلام، خلاصہ مقصد اس کا یہ ہے کہ اس (واقعہ) کی اصل کلمات بعض مشائخ میں مسطور (لکھی ہوئی ہے)، اس میں عقلی و شرعی کوئی استحالہ نہیں، بلکہ احادیث و اقوال اولیاء و علماء میں متعدد بندگانِ خدا کے لئے ایسا حضورِ روحانی (روحانی طور پر حاضر ہونا) وارد (ہے)۔

مسلم اپنی صحیح اور ابوداؤد طیالسی مسند میں جابر بن عبد اللہ انصاری اور عبد بن حمید بسند حسن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ خَشْفَةً فَقُلْتُ مَا هَذِهِ؟ فَقَالُوا: هَذَا بِلَالٌ، ثُمَّ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ خَشْفَةً فَقُلْتُ: مَا هَذِهِ؟ قَالُوا: هَذِهِ الْغُمِيصَاءُ بِنْتُ مِلْحَانَ "وَهِيَ أُمُّ سَلِيمٍ أُمُّ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ)) ترجمہ: میں جب جنت میں داخل ہوا تو ایک پچھل سنی، میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ ملائکہ نے عرض کی: یہ بلال ہیں۔ پھر تشریف لے گیا، پچھل سنی، میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ عرض کیا: غمیصاء بنت ملحان، یعنی ام سلیم مادرِ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

(کنز العمال بحوالہ عبد بن حمید عن انس والطیالسی عن جابر، ج 11، ص 653، مؤسسة الرسالہ، بیروت) ☆ (مسند ابی داؤد الطیالسی، عن جابر، ج 238، دارالمعرفة، بیروت) ☆ (صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل ام سلیم، ج 2، ص 292، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

ان کا انتقال خلافت امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہوا کما ذکرہ الحافظ فی التقریب ترجمہ: جیسا کہ حافظ نے تقریب میں اس کو ذکر کیا۔

(تقریب التہذیب، ترجمہ ام سلیم بنت ملحان، ج 2، ص 688، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

امام احمد و ابویعلیٰ بسند صحیح حضرت عبد اللہ بن عباس اور طبرانی کبیر اور ابن

عدی کامل بسند حسن ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

اس کی روح عرش تک بلندی جاتی ہے۔
نہ اس قصہ میں معاذ اللہ بوءے تفضیل یا ہمسری حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے نکلتی ہے، نہ اس کی عبارت یا اشارت سے کوئی ذہن سلیم اس طرف جاسکتا ہے۔ کیا عجب سواری براق سے بھی یہی معنی تراشے جائیں کہ اوپر جانے کا کام حضرت جبرائیل علیہ السلام اور رسول کریم علیہ السلام سے انجام کو نہ پہنچا براق نے یہ مہم سرانجام کو پہنچائی۔ درپردہ اس میں براق کو فضیلت دینا لازم آتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ نفس نفیس تو نہ پہنچ سکے اور براق پہنچ گیا اس کے ذریعے سے حضور کی رسائی ہوئی۔

یہاں خدمت کے افعال جو بنظر تعظیم و اجلال سلاطین بجالاتے ہیں کیا ان کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ بادشاہ ان امور میں عاجز اور ہمارا محتاج ہے؟ علاوہ بریں کسی بلندی پر جانے کے لئے زینہ بننے سے یہ کیونکر مفہوم کہ زینہ بننے والا خود بے زینہ وصول پر قادر، نردبان (سیڑھی) ہی کو دیکھیں کہ زینہ صعود (چڑھنے کا زینہ) ہے اور خود اصلاً صعود پر قادر نہیں۔

فرض کیجئے کہ ہنگام بت شکنی (بت توڑنے کے دوران) حضرت امیر المومنین مولیٰ علیؑ کی عرض قبول فرمائی جاتی اور حضور پر نور (فصل صلوٰۃ) اللہ وکملہ ندبائہ علیہ وعلیٰ آلہ ان کے دوش مبارک پر قدم رکھ کر بت گراتے تو کیا اس کا یہ مفاد ہوتا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو معاذ اللہ اس کام میں عاجز اور حضرت مولیٰ علیؑ کی (اللہ تعالیٰ) وجہ قادر تھے۔ غرض ایسے معنی محال، نہ ہرگز عبارت قصہ سے مستفاد، نہ ان کے قائلین بے چاروں کو مراد، واللہ الہادی الی سبیل الرشاد (اور اللہ تعالیٰ ہی درست راستے کی طرف ہدایت عطا فرمانے والا ہے)۔

یہ حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں راہی جنان ہوئے قالہ ابن سعد فی الطبقات و ذکرہ الحافظ فی الاصابة (ابن سعد نے طبقات میں اور حافظ نے اصابہ میں اس کو ذکر کیا)۔

(الاصابة فی تمییز الصحابة بحوالہ النسائی، ترجمہ حارثہ بن نعمان، ج 1، ص 299، دارصادر، بیروت) ☆ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ترجمہ حارثہ بن نعمان، ج 3، ص 488، دارالفکر، بیروت)

ابن سعد طبقات میں ابو بکر عدوی سے مرسل راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ سَمِعْتُ نَحْمَةً مِنْ نُعَيْمٍ فِي الْجَنَّةِ)) ترجمہ: میں جنت میں تشریف فرما ہوا تو نعیم کی کھکھاری سنی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الطبقة الثانية من المهاجرين والانصار، ترجمہ نعیم بن عبداللہ المعروف النخام، ج 4، ص 138، دارصادر، بیروت)

یہ نعیم بن عبداللہ عدوی معروف بہ نخام (کہ اسی حدیث کی وجہ سے ان کا یہ عرف قرار پایا) خلافت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں جنگ اجنادین میں شہید ہوئے۔

(الاصابة فی تمییز الصحابة، ترجمہ نعیم بن عبداللہ، ج 3، ص 58، دارصادر، بیروت)

سبحان اللہ! جب احادیث صحیحہ سے احیائے عالم شہادت کا حضور ثابت تو عالم ارواح سے بعض ارواح قدسیہ کا حضور کیا دور۔

امام ابو بکر بن ابی الدنیا، ابوالخارق سے مرسل راوی، حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((مررت لیلة اسری بی برجل مغیب نور العرش، قلت: من هذا املك؟ قيل: لا۔ قلت: نبی؟ قيل: لا۔ قلت: من هذا؟ قال: هذا رجل كان فی الدنيا لسانه رطب من ذکر الله تعالیٰ وقلبه معلق بالمساجد ولم يستسب لوالديه قط)) ترجمہ: شب اسری میں گزرا ایک مرد پر ہوا کہ عرش کے نور میں غائب تھا، میں نے فرمایا: یہ کون ہے، کوئی فرشتہ ہے؟ عرض کی گئی: نہ۔ میں نے

فرماتے ہیں ((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ لَيْلَةَ أُسْرَى بِي فَسَمِعْتُ فِي جَانِبِهَا وَجَسًا فَقُلْتُ يَا جَبْرِيلُ مَا هَذَا قَالَ هَذَا بِلَالُ الْمُؤَذِّنِ)) ترجمہ: میں شب معراج جنت میں تشریف لے گیا اس کے گوشہ میں ایک آواز نرم سنی، پوچھا: اے جبریل! یہ کیا ہے؟ عرض کی: یہ بلال مؤذن ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(کنز العمال، ج 11، ص 653، مؤسسة الرسالة، بیروت) ☆ (الکامل لابن عدی، ترجمہ یحییٰ بن ابی حبة ابن جناب الکلبی، ج 7، ص 2670، دارالفکر، بیروت)

امام احمد و نسائی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور والا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ خَشْفَةً يَدَيَّ فَقُلْتُ مَا هَذِهِ قَالُوا هَذِهِ الْغُمِيصَاءُ بَنَتْ مِلْحَانَ)) ترجمہ: میں بہشت میں رونق افروز ہوا، اپنے آگے ایک کھکھاسنا، پوچھا: اے جبریل! یہ کیا ہے؟ عرض کی گئی: غمیصاء بنت ملحان۔

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب من ام سلیم، ج 2، ص 292، قدیمی کتب خانہ، کراچی) ☆ (مسند احمد بن حنبل، عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج 3، ص 99، المکتب الاسلامی، بیروت)

امام احمد و نسائی و حاکم باسناد صحیحہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ فِيهَا قِرَاءَةً قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالُوا: حَارِثَةُ بِنُ النُّعْمَانِ كَذَلِكَ الْبَرُّ، كَذَلِكَ الْبَرُّ)) ترجمہ: میں بہشت میں جلوہ فرما ہوا، وہاں قرآن کریم پڑھنے کی آواز آئی، پوچھا: یہ کون ہے؟ عرض کی گئی: حارثہ بن نعمان۔ نیکی ایسی ہوتی ہے نیکی ایسی ہوتی ہے۔

(مسند احمد بن حنبل، عن عائشہ رضی اللہ عنہا، ج 6، ص 36، المکتب الاسلامی، بیروت) ☆ (المستدرک للحاکم، کتاب معرفة الصحابة، مناقب حارثہ بن نعمان، ج 3، ص 208، دارالفکر، بیروت)

☆ (الاصابة فی تمییز الصحابة بحوالہ النسائی، ترجمہ حارثہ بن نعمان، ج 1، ص 298، دارصادر، بیروت)

عليهم ثياب رمد وهم على خير فصليت انا ومن معي من المؤمنين في البيت المعمور ثم خرجت انا ومن معي ((ترجمہ: پھر میں ساتویں آسمان پر تشریف لے گیا، ناگاہ وہاں ابراہیم خلیل اللہ ملے کہ بیت المعمور سے پیٹھ لگائے تشریف فرما ہیں اور ناگاہ اپنی امت دو قسم پائی، ایک قسم کے سپید کپڑے ہیں کاغذ کی طرح، اور دوسری قسم کا خاکستری لباس۔ میں بیت المعمور کے اندر تشریف لے گیا اور میرے ساتھ سپید پوش بھی گئے، میلے کپڑوں والے روکے گئے مگر ہیں وہ بھی خیر و خوبی پر۔ پھر میں نے اور میرے ساتھ کے مسلمانوں نے بیت المعمور میں نماز پڑھی۔ پھر میں اور میرے ساتھ والے باہر آئے۔

(تاریخ دمشق الكبير، باب ذكر عروجه الى السماء، ج 3، ص 294، دار احیاء التراث العربی، بیروت) ☆ (دلائل النبوة للبيهقي، باب الدليل على ان النبي صلى الله عليه وسلم عرج به الى السماء، ج 2، ص 393، 394، دار الكتب العلمية، بیروت) ☆ (الدر المنثور بحواله ابن جرير وابن حاتم وغيره، ج 5، ص 172، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

ظاہر ہے کہ جب ساری امت مرحومہ بفضلہ عزوجل تشریف باریاب سے مشرف ہوئی یہاں تک کہ میلے لباس والے بھی۔ تو حضور غوث الوری اور حضور کے منتسبان باصفا تو بلاشبہ ان اجلی پوشاک والوں میں ہیں، جنہوں نے حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیت المعمور میں جا کر نماز پڑھی، والحمد لله رب العالمین۔ اب کہاں گئے وہ جاہلانہ استبعاد کہ آج کل کے کم علم مفتیوں کے سدراہ ہوئے، اور جب یہاں تک بحمد اللہ ثابت تو معاملہ قدم میں کیا وجہ انکار ہے کہ قول مشائخ کو خواہی نخواہی رد کیا جائے۔ ہاں سند محدثانہ نہیں، پھر نہ ہو، اس جگہ اسی قدر بس ہے۔ سند معنعن کی حاجت نہیں۔

امام خاتمہ المحدثین جلال المملۃ والدین سیوطی فرماتے ہیں "منہاھل

فرمایا: نبی ہے عرض کی گئی: نہ۔ میں نے فرمایا کون ہے؟ عرض کرنے والے نے عرض کی: یہ ایک مرد ہے دنیا میں اس کی زبان یاد الہی سے تر تھی اور دل مسجدوں سے لگا ہوا، اور (اس نے کسی کے ماں باپ کو برا کہہ کر) کبھی اپنے ماں باپ کو برا نہ کہلوا یا۔

(الدر المنثور بحواله ابن ابی الدنيا، ج 1، ص 149، مکتبہ آیۃ اللہ العظمی قم، ایران) ☆ (الترغیب والترہیب بحواله ابن ابی الدنيا، کتاب الذکر والدعاء، الترغیب فی الاکثار من ذکر اللہ، ج 2، ص 395، مصطفی البابی، مصر)

ثم اقول وبالله التوفيق (پھر میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے) کیوں راہ دور سے مقصد قرب نشان دیجئے، فیض قادریت جوش پر ہے، بحر حدیث سے خاص گوہر مراد حاصل کیجئے۔ حدیث مرفوع مروی کتب مشہورہ ائمہ محدثین سے ثابت کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع اپنے تمام مریدین واصحاب وغلامان بارگاہ آسمان قباب کے شب اسراۃ اپنے مہربان باپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور اقدس کے ہمراہ بیت المعمور میں گئے حضور پر نور کے پیچھے نماز پڑھی، حضور کے ساتھ باہر تشریف لائے۔ والحمد لله رب العلمین۔

اب ناظر غیر وسیع النظر متعجبانہ پوچھو گا کہ یہ کیونکر؟ ہاں ہم سے سنے۔ واللہ الموفق۔ ابن جریر وابن ابی حاتم وابو یعلیٰ وابن مردویہ و بیہقی وابن عساکر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل معراج میں راوی، حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((ثم صعدت الى السماء السابعة فاذا انا بابراہیم الخلیل مسندا لظہرہ الى البيت المعمور واذا بامتی شطرين شطر علیہم ثياب بيض كأنها القراطيس و شطر علیہم ثياب رمد فدخلت البيت المعمور ودخل معي الذين علیہم الثياب البيض وحجب الاخرون الذين

مقتضائے ادب و شعور۔ (فتاویٰ رضویہ، ج 28، ص 420 تا 427، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

صدیق اکبر اور غوث پاک

سوال: یہ عقیدہ رکھنا کیسا ہے کہ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ مرتبہ رکھتے ہیں۔

جواب: جس کا عقیدہ ہو کہ حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت جناب افضل الاولیاء الحمد بین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہیں یا ان کے ہمسر ہیں، گمراہ بد مذہب ہے۔ سبحان اللہ، اہل سنت کا اجماع ہے کہ حضور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امام اولیاء مرجع العرفاء امیر المؤمنین مولیٰ المسلمین سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے بھی اکرم و افضل و اتم و اکمل ہیں جو اس کا خلاف کرے اسے بدعتی، شیعہ، رافضی مانتے ہیں، نہ کہ حضور غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفضیل (فضیلت) دینی کہ معاذ اللہ انکار آیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ و خرق اجماع امت مرحومہ ہے لاحول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

یہ مسکین اپنے زعم میں سمجھا کہ میں نے حق محبت حضور پر نور سلطان غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادا کیا کہ حضور کو ملک مقرب پر غالب یا افضل بتایا، حالانکہ ان بیہودہ کلمات سے پہلے بیزار ہونے والے سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، وباللہ التوفیق۔ (فتاویٰ رضویہ، ج 28، ص 420، 419، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

غوث پاک کس کس سے افضل

سوال: ہمیں اس بارے میں کیا عقیدہ رکھنا چاہیے کہ غوث پاک رضی اللہ عنہ کس کس سے افضل ہیں؟

جواب: اس طرح کے سوال کا جواب دیتے ہوئے امام اہل سنت امام

الصفاء فی تخریج احادیث الشفاء "میں ایک روایت کی نسبت تحریر فرمایا "لم اجدہ فی شیء من کتب الاثر لکن صاحب اقتباس الانوار وابن الحاج فی مدخلہ ذکرہ فی ضمن حدیث طویل و کفی بذلك سنداً لمثلہ فانہ لیس مما یتعلق بالاحکام" ترجمہ: میں نے یہ روایت کسی کتاب حدیث میں نہ پائی مگر صاحب اقتباس الانوار اور امام ابن الحاج نے اپنی مدخل میں اسے ایک حدیث طویل کے ضمن میں ذکر کیا اور ایسی روایت کو اسی قدر سند کفایت کرتی ہے کہ انہیں کچھ باب احکام سے تعلق نہیں۔

(نسیم الریاض بحوالہ منہل الصفاء فی تخریج احادیث الشفاء، الفصل السابع، ج 1، ص 248، برکات رضا گجرات، ہند)

اور یہ تو کسی سے کہا جائے کہ حضرات مشائخ کرام درمذہب کے علوم اسی طریقہ سند ظاہری حدیثاً فلان عن فلان میں منحصر نہیں، وہاں ہزار ہا ابواب وسیعہ و اسباب رفیعہ ہیں کہ اس طریقہ ظاہرہ کی وسعت ان میں سے کسی کے ہزارویں حصہ تک نہیں، تو اپنے طریقہ سے نہ پانے کو ان کی تکذیب کی حجت جاننا کیسی ناانصافی ہے۔

انسان کی سعادت کبریٰ ان مدارج عالیہ و معارج عالیہ تک وصول رہے اور اس کی بھی توفیق نہ ملے تو کیا درجہ تسلیم، نہ کہ معاذ اللہ انکار و تکذیب کہ سخت مہلکہ ہائیکہ ہے، والعیاذ باللہ رب العلمین (اور اللہ تعالیٰ کی پناہ جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا)۔

بالجملہ روایت نہ عقلاً دور نہ شرعاً مجبور، اور کلمات مشائخ میں مسطور و ماثور اور کتب احادیث میں ذکر معدوم نہ کہ عدم مذکور، نہ روایات مشائخ اس طریقہ سند ظاہری میں محصور، اور قدرت قادر وسیع و موفور، اور قدر قادر کی بلندی مشہور، پھر رد و انکار کیا

احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”عقیدہ وہ چیز ہے جس کا اعتقاد و مدار سنیت اور اس کا انکار بلکہ اس میں تردد گمراہی و ضلالت، اس قسم کے امور ان مسائل سے نہیں ہوتے، ہاں وہ مسلک جو ہمارے نزدیک محقق ہے اور بشہادت اولیاء و شہادت سیدنا خضر علیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) و بیرویات اکابر ائمہ کرام ثابت ہے یہ ہی ہے کہ باستثناء انکے جن کی افضلیت منصوص ہے جیسے جملہ صحابہ کرم و بعض اکابر تابعین عظام کہ ﴿وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ﴾ (اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے۔) ہیں۔

اور اپنے ان القاب سے ممتاز ہیں ولہذا اولیاء و صوفیہ و مشائخ ان الفاظ سے ان کی طرف ذہن نہیں جاتا اگرچہ وہ خود سرداران اولیاء ہیں، وہ کہ ان الفاظ سے مفہوم ہوئے ہیں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ہوں جیسے سائر اولیائے عشرہ کہ احیائے موتی فرماتے تھے، خواہ حضور سے متقدم ہوں جیسے حضرت معروف کرخی و بایزید بسطامی و سید الطائفہ جنید و ابوبکر شبلی و ابوسعید خراز، اگرچہ وہ خود حضور کے مشائخ ہیں، اور جو حضور کے بعد ہیں جیسے حضرت خواجہ غریب نواز سلطان الہند و حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی و حضرت سیدنا بہاء المملۃ والدین نقشبند اوان اکابر کے خلفاء و مشائخ و غیر ہم درجہ (لرحمہم) (لہذا) (صلی اللہ علیہ وسلم) (وہ) (اللہ تعالیٰ) انکے اسرار کو مقدس بنائے اور ان کی برکات و انوار ہمیں عطا فرمائے۔) حضور سرکار غوثیت مدار بلا استثناء ان سب سے اعلیٰ و اکمل و افضل ہیں، اور حضور کے بعد جتنے اکابر ہوئے اور تازمانہ سیدنا امام مہدی ہوں گے کسی سلسلہ کے ہوں یا سلسلہ سے جدا افراد ہوں غوث، قطب، امامین، اوتاد اربعہ، مبدلئے سبعہ، ابدال سبعین، نقبا، نجبا، ہر دورہ کے عظماء، کبراسب حضور سے مستفیض اور حضور کے فیض سے کامل و مکمل ہیں۔

یہ ضرور ہے کہ ہر شخص اپنی سرکار کی بڑائی چاہتا ہے مگر من و تو زید و عمرو کے

چاہے کچھ نہیں ہوتا، چاہنا اس کا ہے جس کے ہاتھ میزانِ فضل ہے، غلبہ شوق اور چیز ہے اور ثبوت دلائل اور۔ ہم جو کہتے ہیں خود نہیں کہتے بلکہ اکابر کا ارشاد ہے اجلہ اعظم کا جس پر اعتماد ہے، ایک تو خود حضور والا کا وہ فرمان واجب الاذعان کہ ”قدمی ہذہ علی رقبة کل ولی اللہ“ ترجمہ: میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔

(بہجۃ الاسرار و معدن الانوار، ذکر اخبار المشائخ عنہ بذلک، ص 4، مصطفی البابی، مصر)

کہ حضور والا سے متواتر ہوا اور اکابر اولیاء نے بحکم الہی اسے قبول کیا اور قدم اقدس اپنی گردنوں پر لیا۔

نیز ارشاد اقدس ”الانس لہم مشائخ والجن لہم مشائخ والملئکۃ لہم مشائخ وانا شیخ الكل لا تقيسونى باحد ولا تقيسوا على احدًا“ ترجمہ: آدمیوں کیلئے شیخ ہیں اور جن کیلئے شیخ ہیں اور فرشتوں کیلئے شیخ ہیں اور میں ان سب کا شیخ ہوں، مجھے کسی پر نہ قیاس کرنے کسی کو مجھ پر قیاس کرو۔

(بہجۃ الاسرار و معدن انوار، ذکر کلمات اخبر بہا عن نفسه محدثا بنعمة رب، ص 22، 23، مصطفی البابی، مصر)

حضور کے زمانہ اقدس کے دو ولی جلیل حضرت سید ابوالسعود بن احمد بن ابی بکر حریری و حضرت سیدی ابو عمرو عثمان الصریفینی درجہ (لہم) (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں ”واللہ ما اظهر اللہ تعالیٰ ولا يضرہ الى الوجود مثل الشيخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ ترجمہ: خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے کوئی ولی ظاہر کیا نہ ظاہر کرے مثل شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔

(بہجۃ الاسرار و معدن انوار، ذکر فصول من کلامہ مرصعاً بشی من عجائب احوالہ الخ، ص 25، مصطفی البابی، مصر)

سیدنا خضر علیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں ”ما وصل اللہ تعالیٰ ولیا الی مقام الا وکان الشیخ عبدالقادر اعلاہ ولا وہب اللہ المقرب حالا الا و

فصل پنجم: نمازِ غوثیہ

قضاے حاجات کے لیے ایک مجرب (آزمائی ہوئی) نمازِ صلاۃ الاسرار (نمازِ غوثیہ) ہے جو امام ابوالحسن نورالدین علی بن جریر لخمی شطرنوی ہجریہ الاسرار میں اور مولانا علی قاری و شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

نمازِ غوثیہ کی ترکیب

اس کی ترکیب یہ ہے کہ بعد نمازِ مغرب سنتیں پڑھ کر دو رکعت نمازِ نفل پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ الحمد کے بعد ہر رکعت میں گیارہ گیارہ بار قل ھو اللہ پڑھے سلام کے بعد اللہ عزوجل کی حمد و ثنا کرے پھر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر گیارہ بار رُود و سلام عرض کرے اور گیارہ بار یہ کہے: يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا نَبِيَّ اللَّهِ اغْنِنِي وَأَمْدُدْنِي فِي قَضَائِ حَاجَتِي يَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ۔ ترجمہ: اے اللہ (عزوجل) کے رسول! اے اللہ (عزوجل) کے نبی! میری فریاد کو پہنچے اور میری مدد کیجے، میری حاجت پوری ہونے میں، اے تمام حاجتوں کے پورا کرنے والے۔

پھر عراق کی جانب گیارہ قدم چلے، ہر قدم پر یہ کہے: يَا غَوْثَ الثَّقَلَيْنِ وَيَا كَرِيمَ الطَّرَفَيْنِ اغْنِنِي وَأَمْدُدْنِي فِي قَضَائِ حَاجَتِي يَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ۔ ترجمہ: اے جن و انس کے فریاد رس اور اے دونوں طرف (ماں باپ) سے بزرگ! میری فریاد کو پہنچے اور میری مدد کیجے، میری حاجت پوری ہونے میں، اے حاجتوں کے پورا کرنے والے۔

پھر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے توسل سے اللہ عزوجل سے دُعا

(بہار شریعت، حصہ 4، ص 686، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

کرے۔

كان الشيخ عبدالقادر اجله وما اتخذ الله وليا كان اويكون الا وهو متأدب معه الى يوم القيمة“ ترجمہ: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے جس ولی کو کسی مقام تک پہنچایا شیخ عبدالقادر اس سے اعلیٰ رہے، اور جس مقرب کو کوئی حال عطا کیا شیخ عبدالقادر اس سے بالا رہے، اللہ کے جتنے اولیا ہوئے اور جتنے ہوں گے قیامت تک سب شیخ عبدالقادر کا ادب کرتے ہیں۔

(بہجۃ الاسرار و معدن انوار، ذکر الشيخ ابو محمد القاسم بن عبد البصري، ص 173، مصطفیٰ البابی، مصر) (فتاویٰ رضویہ، ج 28، ص 362 تا 365، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

اعلیٰ حضرت بارگاہِ غوثیت میں عرض کرتے ہیں:

صحابیت ہوئی پھر تابعیت بس آگے قادری منزل ہے یا غوث ہزاروں تابعی سے تو فزوں ہے وہ طبقہ مجملًا فاضل ہے یا غوث

سوال: شیعہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

سید نہیں، اس کا کیا جواب ہے؟

جواب: سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقیناً قطعاً جل سادات کرام سے ہیں، حضور کی سیادت متواتر ہے، حضرت سیدی امام اوحید ابوالحسن لخمی درہ سرہ کی ہجرت الاسرار شریف اور امام جلیل عبداللہ بن اسعد یافعی شافعی کی اسنی المفاخر و علامہ علی قاری کی نزہۃ النواظر اور مولانا نور الدین جامی کی نجات الانس اور شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی کی زبدۃ الآثار وغیرہم اجلہ اکابر کی معتمدات اسفار ملاحظہ ہوں۔

(فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 437، 438، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ہم سب سے زیادہ اور ثواب و حسنات پر بہت حریص تھے، اگر یہ عمل موجب ثواب ہوتا تو سلف کرام بلکہ خود حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ مدینہ منورہ کی طرف کرتے، آیا یہ کلام اس کا غلط ہے یا صحیح؟

جواب: امام اہل سنت رحمہ اللہ علیہ نے ان تمام اعتراضات کے جوابات حسبِ عادت نہایت مدلل انداز میں دیئے ہیں، سب سے پہلے اس بات کا جواب دیا کہ یہ نماز حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہے، چنانچہ فرماتے ہیں ”فی الواقع یہ مبارک نماز حضرات عالیہ مشائخ کرام فرس (المراد العزیزہ کی معمول اور قضائے حاجات و حصول مرادات (مقاصد کے حصول) کے لئے عمدہ طریق مرضی (پسندیدہ) و مقبول اور حضور پر نور غوث الکونین غیاث الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم (المراد جبرہ (المراد جبرہ) سے مروی و منقول، اجلہ علماء و اکابر کمالا اپنی تصانیف علیہ میں اسے روایت کرتے اور مقبول و مقرر و مسلم معتبر رکھتے آئے۔“ (فتاویٰ رضویہ، ج 7، ص 571، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اس نماز کا تذکرہ کرنے والے علماء

اس کے بعد جن علماء نے اپنی اپنی کتب کے اندر اس روایت کو بیان کیا، ان کا تذکرہ فرمایا:

- (1) امام ابوالحسن نور الدین علی بن یوسف شطرنوفی رحمہ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ بھتہ الاسرار شریف میں اسے ذکر کیا۔
- (2) شیخ شیوخ علماء الہند شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہ نے زبدۃ الآثار میں اسے بیان کیا۔
- (3) امام جلیل علامہ نبیل امام عبداللہ یافعی مکی رحمہ اللہ علیہ صاحب خلاصۃ المفارخی اختصار مناقب الشیخ عبدالقادر نے روایت کی۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ بارگاہِ غوثیت میں عرض کرتے ہیں:
حسن نیت ہو خطا پھر کبھی کرتا ہی نہیں
آزمایا ہے یگانہ ہے دوگانہ تیرا

اعتراضات کے جوابات

سوال: فتاویٰ رضویہ میں امام اہل سنت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ علیہ سے سوال ہوا کہ
نماز غوثیہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے یا نہیں؟ زید اس پر درج ذیل اعتراضات کرتا ہے:

- (1) اس کی روایت بے اصل ہے اور بھتہ الاسرار میں کسی فاسق بدعتی کا الحاق ہے اور یہ تصانیف شیخ اکبر و امام شعرانی کی طرح ہے کہ جس طرح ان میں الحاق ہوئے، اسی طرح اس میں بھی الحاق ہوئے ہیں۔
- (2) نماز فرض کے بعد قبلے سے انحراف اور کسی ولی کے مزار کی تعیین سمت اور ہیبت نماز میں انتہائی تعظیم کے ساتھ اس طرف چلنا ہرگز درست نہیں، یہ اخلاص اور توکل کے خلاف ہے۔

(3) حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب و سنت و سیرت صحابہ کی مکمل پیروی کرتے تھے اور اخلاص والے تھے وہ کیونکر فرماتے کہ بعد نماز مغرب عراق کی طرف دل سے متوجہ ہو کر میرا نام لے کر حاجت چاہو، یہ فعل کتاب و سنت و طریقہ خلفائے راشدین کے خلاف ہے۔

(4) عوام کہ اسے عملِ مشائخ کہتے ہیں قابل التفات نہیں کہ مشائخ میں جو اہل علم فقہاء و ائمہ ہوئے کسی نے اس کے مثل تصریح نہ کی، صحابہ محبت و تعظیم

نے کاشف الاستار شریف میں اسے نقل و ارشاد فرمایا۔

(11) امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ تصریح فرماتے ہیں کہ حضور پر نور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے اصحاب رحمہم اللہ اس نماز کو عمل میں لاتے۔

(12) اور زبدۃ الآثار میں اولیائے طریقہ علیہ عالیہ کے آداب میں فرمایا ”وملازمته صلوة الاسرار التي بعدها التخطی احدى عشرة خطوة“ ترجمہ: اس خاندان پاک کے آداب سے ہے صلوة الاسرار (نمازِ غوثیہ) کی مداومت کرنی جس کے بعد گیارہ قدم چلنا ہے۔

(زبدۃ الاسرار، خاتمة الكتاب، ص 126، مطبوعہ مطبع بکسلنگ کمپنی، دہلی)

علماء ناقلین کے تذکرہ کے بعد فرماتے ہیں ”اس (نماز) کا اعمال مشائخ کرام سے ہونا نہ ماننا آفتابِ روشن کا انکار کرنا ہے اور خود کون سی راہ ہے کہ ان ائمہ و اکابر کو خواہی نخو اہی جھٹلائیے اور عیاذ باللہ بدعتی و ناحق کوش ٹھہرائیے، پھر یہ مقبولانِ خدا صرف اپنی طرف سے نہیں کہتے بلکہ اسے خاص حضور پر نور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد بتاتے ہیں اور حضور کے ارشاد واجب الاقتیاد پر رد و ایراد اگر انجانی سے نہ ہو تو معاذ اللہ وہ آتش سوزاں و بلائے بے درماں و قہر بے امان ہے جس کا مزہ اس دار الغرور و الاقتباس میں نہ کھلا تو کل کیا دور ہے۔ ﴿إِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ أَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيبٍ﴾ ترجمہ: بیشک ان کا وعدہ صبح کا وقت ہے کیا صبح قریب نہیں۔

حضور خود ارشاد فرماتے ہیں ”تکذیبکم لی سم قاتل لادیانکم و سبب لذهاب دنیاکم و اخراکم“ ترجمہ: میرے ارشاد کو خلاف بتانا تمہارے دین کے لئے زہر قاتل اور تمہاری دنیا و عقبی دونوں کی بربادی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

علماء ناقلین کی توثیق

پھر امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے علماء ناقلین کی ثقاہت و عدالت ان الفاظ

(4) یونہی فاضل کامل مولانا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ صاحب شروح فقہ اکبر و مشکوٰۃ نے نزہۃ الخاطر میں ذکر فرمایا۔ زبدہ مبارکہ میں اپنے شیخ و استاد کا اس نماز کی اجازت دینا اور اپنا اجازت لینا بیان کیا۔

(5) حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ سے اس نماز مبارک میں خاص ایک نفیس رسالہ ہے۔

(6) شیخ محقق کے اس رسالہ سے ثابت کہ حامل شریعت کامل طریقت سیّدی عبدالوہاب متقی مکی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ہجۃ الاسرار کو معتد و معتبر اور اس مبارک روایت کو مسلم و مقرر فرمایا۔

(7) مولینا شیخ وجیہ الدین علوی احمد آبادی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے سال پیدا ہوئے، حضرت شیخ غوث گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید سعید اور حضرت شیخ محقق کے استاد مجید اور شاہ ولی اللہ دہلوی کے شیخ سلسلہ اور صاحب مقامات رفیعہ و صاحب تصانیف کثیرہ ہیں، بیضاوی و ہدایہ و تلوح و شرح وقایہ و مطول و مختصر و شروح عقائد و مواقف و غیر ہا پر حواشی مفیدہ رکھتے ہیں اور کبرائے منکرین نے بھی اپنے رسائل میں ان سے استناد کیا، نہایت شہود سے اس نماز مبارک کی اجازت دیتے اور اس پر نہایت تاکید کے ساتھ ترغیب دلاتے۔

(8) شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ نے اخبار الاخیار میں بھی اسے ذکر کیا۔

(9) مولانا ابولمعالی محمد مسلمی رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ قادریہ شریف میں اس نماز کو ذکر کیا، یہ وہ بزرگ ہیں جنہیں شیخ محقق نے رسالہ مذکورہ میں علمائے سلسلہ علیہ سے شمار کیا۔

(10) سیدنا و مولینا حضرت سید شاہ حمزہ عینی قادری فاطمی حسین رحمۃ اللہ علیہ

وغیرہ تکاثر علیہ الطلبة و حضرت مجلس اقراء فاعجبته سمتہ و سکوته و کان ذاعزام بالشیخ عبدالقادر الجیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و جمع اخبارہ و مناقبہ فی نحو ثلث مجلدات ملخصاً، یعنی علی بن جریر بن شطون فی امام یتا ہیں نورالدین لقب ابوالحسن کنیت بلاد مصر میں علمائے قرأت کے استاد ہیں اصل ان کی شام سے ہے 644ھ میں قاہرہ میں پیدا ہوئے اور جامع ازہر وغیرہ میں مسند اقرأ پر صدر نشینی کی بکثرت طلبہ ان کے پاس جمع ہوئے میں اُن کی مجلس درس میں حاضر ہوا ان کی نیک روش و کم سختی مجھے پسند آئی حضور شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شیدائی تھے انہوں نے حضور کے فضائل تین مجلد کے قریب میں جمع کئے ہیں۔

پر ظاہر کہ امام ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مثل سے یہ کلمات جلیلہ اس جناب کی کمال وثاقت و عدالت و وفور علم و جلالت پر شاہد عدل و دلیل فصل ہیں اور خود امام اوحید یعنی بے مثل امام یتا، کا لفظ اجل و اعظم تمام فضائل و مناقب جلیلہ کا یتا جامع اکمل و اتم ہے۔

وہ جناب سند عالی رکھتے اور زمانہ اقدس حضور پر نور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہایت قریب ہیں انہیں حضور اقدس تک صرف دو واسطے ہیں قاضی القضاۃ امام اجل حضرت سیدنا ابوصالح نصر ذریہ کے اصحاب سے ہیں اور وہ اپنے والد ماجد حضرت سیدنا ابوبکر تاج المملۃ والدین عبدالرزاق رحمہ اللہ تعالیٰ اور وہ اپنے والد ماجد حضور پر نور سید السادات غوث الافراد قطب الارشاد غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ و مرید و صاحب و مستفید ہیں رحمہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ شیخ محقق رحمہ اللہ تعالیٰ زبدۃ الآثار شریف میں فرماتے ہیں یہ کتاب بہجۃ الاسرار کتاب عظیم و شریف و مشہور ہے اور اس کے مصنف علمائے قرأت سے عالم معروف و مشہور اور ان کے احوال شریفہ

کے ساتھ بیان کی ”اور ان اکابران ملت و علمائے اُمت کو نقل و روایت میں بھی غیر موثوق جاننا اسی دار الفتن ہندوستان میں آسان ہے جہاں نہ کسی منہ کو لگام، نہ کسی زبان کی روک تھام۔ یہ امام ابوالحسن نورالدین علی شطون فی ذریہ، کہ بہجۃ الاسرار شریف کے مصنف اور برطرز حدیث بسند متصل اس روایت جلیلہ کے پہلے مخرج ہیں اجلہ علماء و ائمہ قرأت و اکابر اولیاء و سادات طریقت سے ہیں امام اجل شمس الدین ابن الجریزی رحمہ اللہ تعالیٰ کہ اجلہ محدثین و علمائے قرأت سے ہیں جن کی حصن حصین مشہور و معروف دیار و امصار ہے اس جناب کے سلسلہ تلامذہ میں ہیں انہوں نے یہ کتاب بہجۃ الاسرار شریف اپنے شیخ سے پڑھی اور اس کی سند و اجازت حاصل کی اپنے رسالہ طبقات القراء میں فرماتے ہیں ”انی قرأت هذا الكتاب اعني بهجة الاسرار بمصر و كان في خزانة سلطان مصر، على الشيخ عبدالقادر و كان من اجلة مشايخ مصر، فاجازني روايته“، یعنی میں نے یہ کتاب بہجۃ الاسرار مصر میں خزانہ شاہی سے حاصل کر کے شیخ عبدالقادر سے کہ اکابر مشائخ مصر سے تھے پڑھی اور انہوں نے مجھے اس کی روایت کی اجازت دی۔

امام شمس الدین ذہبی مصنف میزان الاعتدال کہ علم حدیث و نقد رجال میں اُن کی جلالت شان عالم آشکار، اس جناب کے معاصر (ہم عصر) تھے اور با آنکہ حضرات صوفیہ کرام کے ساتھ اُن کی روش معلوم ہے، امام ابوالحسن ممدوح کی ملاقات کو اُن کی مجلس تدریس میں گئے اور اپنی کتاب طبقات المقرئین میں اُن کی مدح و ستائش سے رطب اللساں ہوئے فرماتے ہیں ”علی بن جریر اللخمی الشطون فی الامام الاوحد نورالدین شیخ القراء بالديار المصرية ابو الحسن اصله من الشام ولد بالقاهرة سنة اربع واربعين و ستمائة و تصدر للاقراء بجمامع الازهر

(1) جس عبارت کی نسبت الحاق کا دعویٰ ہو اس کتاب کے صحیح معتمد قدیم نسخے اس عبارت سے خالی ہوں یا خاص مصنف کا اصل مسودہ پیش کیا جائے جس میں وہ عبارت نہ ہو۔

(2) مصنف کا معتمد امام ہونا معلوم ہو اور جو کلام بغیر تواتر کے ان کی طرف منسوب کیا جا رہا ہے وہ صریح معصیت یا ایسی بد مذہبی پر مشتمل ہو جس میں اصلاً تاویل کی گنجائش نہ ہو۔

اور یہ دونوں صورتیں نمازِ غوثیہ میں موجود نہیں۔

چنانچہ امام اہل سنت رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”جس کے لئے امثال مقام میں صرف دو طریقے متصور، ایک تو یہ کہ اس کتاب کے صحیح، معتمد، عمدہ، قدیم نسخے اس عبارت سے خالی ملیں یا خاص مصنف کا اصل مسودہ پیش کیا جائے جس میں اس عبارت کا نشان نہ ہو، حضرت جناب شیخ اکبر و امام شعرانی قدس سرہما کی تصانیف میں الحاق یونہی ثابت ہوا۔ امام شعرانی رحمہ اللہ علیہ لوائح الانوار میں فرماتے ہیں ”قدم علينا الاخ العالم الشريف شمس الدين السيد محمد ابن السيد ابى الطيب المدني المتوفى خمس وخمسين و تسعمائة فذاكرته فى ذلك فاخرج الى نسخة من الفتوحات التى قابلها على النسخة التى عليها خط شيخ محى الدين نفسه بقونية فلم ارفيها شيئا مما توفقت فيه وحذفته فعلمت ان النسخ التى فى مصر ان كلها كتبت من النسخة التى دسوا على الشيخ فيها ما يخالف عقائد اهل السنة والجماعة كما وقع له ذلك فى كتاب الفصوص وغيره“، یعنی ہمارے دوست عالم شریف سید شمس الدین محمد بن سید ابوالطیب مدنی جن کی وفات 955ھ میں ہوئی ہمارے یہاں آئے میں نے فتوحات

کتابوں میں مذکور و مسطور، پھر ذہبی و ابن الجزری کے وہ اقوال نقل فرمائے۔
امام یافعی و علامہ علی قاری و حضرت شیخ محقق دہلوی وغیرہم اکابر کی امامت و جلالت و وثاقت عدالت سے کون آگاہ نہیں۔

و كيف يصح فى الاعيان شىء اذا احتاج النهار الى دليل
ترجمہ: جب روز روشن دلیل کا محتاج ہو جائے تو پھر کسی چیز کا وجود کیسے ثابت ہو سکتا ہے۔

بالجملہ ایسے اکابر کی روایات معتمدہ کو بے وجہ وجیہ رد کردینا یا سخت جہالت ہے یا خبث و ضلالت و العیاذ باللہ سبحنہ و تعالیٰ۔

دعویٰ الحاق کا جواب

دعویٰ الحاق کا جواب دیتے ہوئے امام اہل سنت رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”اور بے دلیل دعویٰ الحاق محض مردود، ورنہ تصانیف ائمہ سے امان اٹھ جائے اور نظام شریعت درہم و برہم نظر آئے جو سند پیش کیجئے مخالف کہہ دے یہ الحاقی ہے، چلئے تمسک و استناد کا دروازہ ہی بند ہو گیا“ ”ہیہات“ کیا بزور زبان کچھ کہہ دینا، قابل قبول ہو سکتا ہے، حاشا و کلا ادعائے بے دلیل مطرود و ذلیل، ہاں ہم کو مسلم کہ بعض کتابوں میں بعض الحاق بھی ہوئے مگر اس سے ہر کتاب کی ہر عبارت تو مطروح یا مشکوک نہیں ہو سکتی کسی خاص عبارت کی نسبت یہ دعویٰ زہار مسموم نہیں جب تک بوجہ وجیہ اس میں الحاق ثابت نہ کر دیں۔“

ثبوت الحاق کے طریقے

پھر امام اہل سنت رحمہ اللہ علیہ نے اس مقام کے لحاظ سے الحاق کے ثبوت کے دو طریقے ارشاد فرمائے ہیں:

مغفرت کرے اور درگزر فرمائے۔

(المیزان الکبریٰ، مقدمة الكتاب، ج 1، ص 9، مطبوعہ مصطفی البابی، مصر)

خیر ایک طریقہ تو ثبوت الحاق کا یہ ہے **دوسرے** یہ مصنف کا امام معتمد و عالم متدین، مستند ہونا معلوم ہے اور یہ کلام کہ بے تواتر حقیقی اس کی طرف نسبت کیا گیا صریح معصیت یا بد مذہبی و ضلالت جس میں اصلاً تاویل و توجیہ کی گنجائش ہی نہیں تو اس وجہ سے کہ علماء تو علماء عام اہل اسلام کی طرف بے تحقق و تواتر و ثبوت قطعی کسی کبیرہ کی نسبت مقبول نہیں کما نص علیہ الامام الاجل حجتہ الاسلام محمد الغزالی ذریعہ (العالمی فی الاحیاء) (جیسا کہ امام غزالی قدس سرہ نے "احیاء العلوم" میں اس کی تصریح کی ہے۔) رد کر دیں گے اور تحسیناً للظن (حسن ظن رکھتے ہوئے) الحاقی کہیں گے۔

اور اسی سے ملحق ہے بات کا ایسا خیف و رذیل ہونا کہ کسی طرح عقل سلیم اس امام عظیم سے اس کا صدور منظور نہ کرے جیسے باب ذوی الارحام میں قبیل فصل صنف اول سراجیہ میں یہ مہمل عبارت ”لان عندهما کل واحد منهم اولی من فرعه و فرعه وان سفل اولی من اصله“ ترجمہ: کیونکہ ان دونوں کے نزدیک ان میں سے ہر ایک اپنی فرع سے اولیٰ ہے اور اس کی فرع اگرچہ نجلی ہو اصل سے اولیٰ ہے۔

(السراجی فی المیراث، باب ذوی الارحام، ص 39، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

جس کے لئے اصلاً کوئی محصل نہیں ولہذا علامہ سید شریف نے شرح میں نقل فرمایا ”لم يتحصل منها معنى فہی من ملحقات بعض الطلبة القاصرين“ اس کا کوئی معنی نہیں بنتا لہذا یہ بعض نالائق طلباء کی الحاق کردہ عبارت ہے۔

(حاشیہ ضیاء السراج مع السراج، بحوالہ شرح سید شریف، ص 39، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

اور اسی قبیل سے ہے وہ عبارت جس میں کسی طائفہ زائفہ کے لئے کوئی غرض

شیخ اکبر قدس سرہ، کا تذکرہ کیا انہوں نے ایک نسخہ فتوحات نکالا جسے انہوں نے اس نسخے سے مقابلہ کیا تھا جو شہر قونیہ میں کہ شیخ اکبر قدس سرہ، کا وطن ہے خاص شیخ ذریعہ سرہ کے دستخط شریف سے مزین ہے اس نسخے میں میں نے کہیں ان عبارتوں کا نشان نہ پایا جن میں مجھے تردد تھا اور میں نے فتوحات کے انتخاب میں قلم انداز کر دی تھیں تو مجھے یقین ہوا کہ اب جس قدر نسخے مصر میں ہیں سب اسی نسخے سے نقل ہوئے ہیں جس میں لوگوں نے عقائد اہلسنت و جماعت کے خلاف عبارتیں شیخ پرافتر کر کے ملادی ہیں جیسا کہ ان کی فصوص وغیرہ کے ساتھ بھی یہی واقع ہوا۔

(كشف الظنون بحوالہ لواقع الانوار القدسیہ من الفتوحات المکیہ، ج 2، ص 1238، مطبوعہ مکتبۃ المثنیٰ، بغداد)

(اپنے مدعا پر مزید عبارات نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں) اب کلام امام شعرانی کا حال سنئے، خود امام موصوف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میزان میں فرماتے ہیں ”وقع لی ذلک من بعض الاعداء فانہم دسوا فی کتابی المسمی، بالبحر المورود فی المواثیق والعہود، امور اتخالف ظاہر الشریعة و داروبہا فی الجامع الازہر وغیرہ و حصل بذلک فتنة عظيمة و ماخمدت الفتنة حتی ارسلت لہم نسختی التی علیہا خطوط العلماء ففتشہا العلماء فلم یجدوا فیہا شیئاً مما یخالف ظاہر الشریعة مما دسہ الاعداء فاللہ تعالیٰ یغفر لہم ویسامحہم“ یعنی مجھے یہ واقعہ بعض اعداء کے ساتھ پیش آچکا ہے انہوں نے میری کتاب البحر المورود فی المواثیق والعہود میں خلاف شرع باتیں الحاق کر دیں اور اسے جامع ازہر وغیرہ میں لئے پھرے اور اس کے سبب بڑا فتنہ اٹھا اور فرو نہ ہوا یہاں تک کہ میں نے ان کے پاس اپنا نسخہ جس پر علما کے دستخط تھے بھیج دیا اہل علم نے تلاش کی تو اس میں وہ امور مخالفہ شریعت جو دشمنوں نے ملادیئے تھے اصلاً نہ پائے اللہ تعالیٰ ان کی

اس کا جواب دیتے ہوئے امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”اور اس نماز کو قرآن وحدیث کے خلاف بتانا محض بہتان وافترا (ہے)، ہرگز ہرگز قرآن وحدیث میں کہیں اس کی ممانعت نہیں، نہ مخالف کوئی آیت یا حدیث اپنے دعوے میں پیش کر سکا، ہر جگہ صرف زبانی ادعا سے کام لیا مگر یہ وہی جہالتِ قبیحہ وسفاہتِ فضیحہ ہے جس میں فرقہ جدیدہ وطائفہ حادثہ قدیم سے مبتلا یعنی قرآن وحدیث میں جس امر کا ذکر نہیں وہ ممنوع ہے اگرچہ اس کی ممانعت بھی قرآن وحدیث میں نہ ہو، ان ذی ہوشوں کے نزدیک امر ونہی میں کوئی واسطہ ہی نہیں اور عدم ذکر ذکر عدم ہے پھر خدا جانے سکوت کس شے کا نام ہے!“

(فتاویٰ رضویہ، ج 7، ص 581، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

عدم ممانعت دلیل جواز ہے

قرآن وحدیث میں جس کی ممانعت نہ ہو وہ کام جائز ہوتا ہے جبکہ بد مذہب مسلمانوں کے ان معمولات جن کی ممانعت پر قرآن وحدیث سے اصلاً کوئی دلیل نہیں ہوتی ان کو ناجائز و حرام کہتے ہیں اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ قرآن وحدیث میں اس کا حکم نہیں، حالانکہ یہ بات قرآن وحدیث کے خلاف ہے کیونکہ قرآن وحدیث نے ہمیں جو اصول دیا ہے وہ یہ ہے کہ جس چیز سے قرآن وحدیث نے منع کیا وہ ممنوع ہے، جس کا حکم دیا ہے وہ جائز ہے اور جس چیز کا حکم بھی نہیں اور ممانعت بھی نہیں وہ بھی کر سکتے ہیں، لہذا اگر کوئی بد مذہب کہے کہ فلاں چیز کا ثبوت دو، تو ہمارا جواب یہ ہونا چاہیے کہ آپ اس کی ممانعت کا ثبوت دو کہ قرآن وحدیث میں کہاں لکھا کہ یہ کام منع ہے، اگر قرآن وحدیث میں اس کی ممانعت نہیں تو یہ جائز ہے۔ اس اصول پر دلائل دیتے ہوئے امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ترمذی وابن ماجہ وحاکم سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں (الْحَلَالُ

فاسد ہو اور امام مصنف اس سے بڑی اور جا بجا خود اس کا کلام اس غرض مردود کے خلاف پر شاہد، جیسے بعض خدا نافرستوں کا امام حجۃ الاسلام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف معاذ اللہ کلمات مذمت امام الانمہ مالک الازمہ کاشف الغمہ سراج اللہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نسبت کرنا حالانکہ اُن کی کتاب متواترہ احیاء وغیرہ مناقب امام کی شاہد عدل ہیں۔

اور مثل آفتاب روشن و بے نقاب کہ ما نحن فیہ (جس میں ہم بات کر رہے ہیں) میں ان صورتوں سے کوئی شکل نہیں والحمد للہ رب العلمین۔

اگر منکر بھجے الاسرار شریف کے نسخ قدیمہ صحیحہ معتمدہ اس روایت سے خالی دکھادیتا یا زبانی انکار کے سوا کوئی دلیل معقول قابل قبول ارباب عقول، اس کے یقینی ضلالت ومخالف عقیدہ اہل سنت ہونے پر قائم کر لیتا تو اس وقت دعویٰ الحاق زیب دیتا، نہ کہ علی الرغم اس کے، علمائے مابعد، طبقہ فطبقہ اس روایت کو نقل فرمائیں، اور مقرر و مسلم رکھتے آئیں اور بھجے کا ایک نسخہ معتمدہ بھی اس کے خلاف نہ ملے اور محض براہ سیدہ زوری الحاق کا ادعائے باطل کر دیا جائے، فن اصول میں جسے ادنیٰ مداخلت ہے اس پر کاشمئس واضح کہ مجرد امکان، منافی قطع و یقین بالعمی الام نہیں، جب تک احتمال ناشی عن دلیل نہ ہو ورنہ تمام نصوص قرآن وحدیث سے ہاتھ دھو بیٹھے، اور یہیں سے ظاہر ہو گیا کہ منکر کا تصانیف شریفہ جناب شیخ اکبر و امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی نظیر دینا کس درجہ لغو و بے محل تھا، کہاں وہ روشن وقائع قطعی ثبوت، کہاں یہ زبانی شوشے حیلہ مبہوت، کاش منکر نے جہاں تصانیف مذکورہ کا نام لیا تھا وہاں امام شعرانی کے اقوال مسطورہ بھی نقل کر لاتا، کہ دعویٰ مدلل وادعائے بے دلیل کا فرق کھل جاتا۔

قرآن وحدیث کے خلاف کہنے کا رد

معترض نے ایک اعتراض یہ کیا تھا کہ یہ نماز قرآن وحدیث کے خلاف ہے

فَلَا تُضَيِّعُوهَا، وَحَرَّمَ حُرْمَاتٍ فَلَا تَعْتَدُوهَا، وَسَكَتَ عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ غَيْرِ نُسْيَانٍ فَلَا تَبَحْثُوا عَنْهَا)) ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ نے کچھ باتیں فرض کیں انہیں ہاتھ سے نہ جانے دو اور کچھ حرام فرمائیں اُن کی حرمت نہ توڑو اور کچھ حدیں باندھیں اُن سے آگے نہ بڑھو اور کچھ چیزوں سے بے بھولے سکوت فرمایا اُن میں کاوش نہ کرو۔

(سنن الدارقطنی، باب الرضاع، ج 4، ص 184، مطبوعہ نشر السنة، ملتان)

احمد و بخاری و مسلم و نسائی و ابن ماجہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((ذُرُونِي مَا تَرَكَتُكُمْ فَإِنَّهُ إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ، وَمَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَأَنْتَهُوْهُ، فَمَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ مِنْ أَمْرٍ فَأَتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ)) یعنی جس بات میں میں نے تم پر تنبیہ نہ کی اُس میں مجھ سے تفتیش نہ کرو کہ اگلی اُمّتیں اسی بلا سے ہلاک ہوئیں، میں جس بات کو منع کروں اس سے بچو اور جس کا حکم دوں اسے بقدر قدرت بجالاؤ۔

(صحیح مسلم، باب فرض الحجج فی العمر، ج 1، ص 432، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی) ☆ (سنن ابن ماجہ، باب اتباع سنت رسول اللہ، ج 1، ص 2، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی) ☆ (مسند احمد بن حنبل، از مسند ابو ہریرہ، ج 2، ص 247، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

احمد، بخاری، مسلم، سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((إِنَّ أَعْظَمَ الْمُسْلِمِينَ فِي الْمُسْلِمِينَ جُرْمًا مَنْ سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يُحَرِّمْ، فَحَرَّمَ مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهِ)) ترجمہ: بیشک مسلمانوں کے بارے میں اُن کا بڑا گناہ گاروہ ہے جو ایسی چیز سے سوال کرے کہ حرام نہ تھی اُس کے سوال کے بعد حرام کر دی گئی۔

(صحیح بخاری، باب ما یکرہ من کثرة السؤال، ج 2، ص 1082، مطبوعہ اصح المطابع، کراچی)

مَا أَحَلَّ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ، وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ، وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ مِمَّا عَفَا عَنْهُ)) ترجمہ: حلال وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حرام بتایا اور جس سے سکوت فرمایا وہ عفو ہے یعنی اس میں کچھ مواخذہ نہیں۔

(جامع الترمذی، ابواب اللباس، باب ما جاء فی لبس الفراء، ج 1، ص 206، مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ، دہلی) ☆ (سنن ابن ماجہ، باب اکل الجبن والسمن، ج 2، ص 249، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

اور اس کی تصدیق قرآن عظیم میں موجود کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسْأَلُكُمْ وَإِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللَّهُ عَنْهَا وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ ٥﴾ اے ایمان والو! وہ باتیں نہ پوچھو کہ تم پر کھول دی جائیں تو تمہیں برا لگے اور اگر قرآن اُترتے وقت پوچھو گے تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گے اللہ نے اُن سے معافی فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

(پ 7، سورة المائدة، آیت 101)

بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ ان کا حکم دیتے تو فرض ہو جاتیں اور بہت ایسی کہ منع کرتے تو حرام ہو جاتیں پھر جو انہیں چھوڑتا یا کرتا گناہ میں پڑتا، اس مالک مہربان نے اپنے احکام میں اُن کا ذکر نہ فرمایا یہ کچھ بھول کر نہیں کہ وہ تو بھول اور ہر عیب سے پاک ہے بلکہ ہمیں پر مہربانی کے لئے کہ یہ مشقت میں نہ پڑیں تو مسلمانوں کو فرماتا ہے تم بھی ان کی چھیڑ نہ کرو کہ پوچھو گے حکم مناسب دیا جائے گا اور تمہیں کو دقت ہوگی۔ اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ جن باتوں کا ذکر قرآن و حدیث میں نہ نکلے وہ ہرگز منع نہیں بلکہ اللہ کی معافی میں ہیں، دارقطنی ابو ثعلبہ حشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ((إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ فَارَضَ فَرَائِضَ

چیزے دیگرست ومنع فرمودن چیزے دیگرست
ملخصاً“ ترجمہ: نہ کرنا اور چیز ہے اور منع کرنا اور چیز ہے۔

(تحفہ اثنا عشریہ، باب دہم مطاعن ابوبکر رضی اللہ عنہ، ص 269، سہیل اکیڈمی، لاہور)

امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں بعد بیان اس امر کے کہ اذان مغرب کے بعد فرضوں سے پہلے دو رکعت نفل پڑھنا نہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے نہ صحابہ سے۔ فرماتے ہیں ”ثم الثابت بعد هذا نفى المندوبية اما ثبوت الكراهة فلا الا ان يدل دليل اخر“ یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کرام کے نہ کرنے سے اس قدر ثابت ہوا کہ مندوب نہیں۔ رہی کراہت وہ اس سے ثابت نہ ہوئی جب تک اور کوئی دلیل اس پر قائم نہ ہو۔

(فتح القدیر، باب النوافل، ج 1، ص 389، مطبوعہ نوریہ رضویہ، سکھر)

وسیلہ اور استمداد پر دلائل

اس نماز میں چونکہ محبوبانِ خدا کو وسیلہ بنایا گیا ہے اور ان سے مدد طلب کی گئی ہے، لہذا امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس پر دلائل دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ”اور اسے اخلاص و توکل کے خلاف ماننا عجیب جہالت بے مزہ ہے اس میں محبوبانِ خدا کی طرف توجہ بغرضِ توسل (وسیلہ بنانے کی غرض سے توجہ کی گئی) ہے اور ان سے توسل (ان کو وسیلہ بنانا) قطعاً محمود، اور ہرگز اخلاص و توکل کے منافی نہیں۔

(1) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ ترجمہ: اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں کوشش کرو کہ تم مراد کو پہنچو۔

(2) اور انبیاء و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نسبت فرماتا ہے ﴿أُولَٰئِكَ

الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ﴾ وہ ہیں کہ دعا کرتے اپنے رب کی

یہ احادیث باعلیٰ ندائند کہ قرآن و حدیث میں جن باتوں کا ذکر نہیں نہ ان کی اجازت ثابت نہ ممانعت وارد، اصل جواز پر ہیں ورنہ اگر جس چیز کا کتاب و سنت میں ذکر نہ ہو مطلقاً ممنوع و نادرست ٹھہرے تو اس سوال کرنے والے کی کیا خطا، اس کے بغیر پوچھے بھی وہ چیز ناجائز ہی رہتی۔ بالجملہ یہ قاعدہ نفیسہ ہمیشہ یاد رکھنے کا ہے کہ قرآن و حدیث سے جس چیز کی بھلائی یا برائی ثابت ہو وہ بھلی یا بری ہے اور جس کی نسبت کچھ ثبوت نہ ہو وہ معاف و جائز و مباح و روا اور اس کو حرام و گناہ و نادرست و ممنوع کہنا شریعتِ مطہرہ پر افتراء۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَذَا حَلَلٌ وَ هَذَا حَرَامٌ لِّفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يَفْلِحُونَ﴾ اپنی زبانوں کا من گھڑت جھوٹ مت کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے، اللہ تعالیٰ پر جھوٹ افتراء کرتے ہو، بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ پر افتراء کریں وہ فلاح نہیں پائیں گے۔

(پ 14، سورۃ النحل، آیت 116)

اسی طرح اس نماز کو طریقتہ خلفائے راشدین و صحابہ کرام کے خلاف کہنا بھی اسی سفاهتِ قدیمہ پر مبنی کہ جو فعل اُن سے منقول نہ ہو عموماً ان کے نزدیک ممنوع تھا حالانکہ عدم ثبوت فعل و ثبوت عدم جواز میں زمین و آسمان کا فرق ہے، امام علامہ احمد بن محمد قسطلانی شارح صحیح بخاری مواہب لدنیہ و مخمدیہ میں فرماتے ہیں ”الفعْل يدل على الجواز وعدم الفعل لا يدل على المنع“ کرنا تو جواز کی دلیل ہے اور نہ کرنا ممانعت کی دلیل نہیں۔

(مواہب اللدنیہ، ذکر طہ بقطع العروق و الکی، ج 3، ص 76، المكتبة التوفيقية، القاهرة)

رافضیوں نے اس طائفہ جدیدہ کی طرح ایک استدلال کیا تھا اس کے جواب میں شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تحفہ اثناء عشریہ میں لکھتے ہیں ”نکردن

اور طبرانی و بیہقی نے صحیح اور ترمذی نے حسن غریب صحیح اور حاکم نے بشرط بخاری و مسلم صحیح کہا اور حافظ امام عبد العظیم منذری وغیرہ ائمہ نقد و تنقیح نے اس کی تصحیح کو مسلم و مقرر رکھا جس میں حضور اقدس بلجاء بیکساں، ملاذ دو جہاں، (فقد صلاہ اللہ تعالیٰ و نعلیانہ علیہ و علیٰ وریانہ) نے نابینا کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز کہے ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ، وَاتَّوَجَّهْتُ إِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ، يَا مُحَمَّدُ، إِنِّي قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتَقْضِيَ، اللَّهُمَّ شَفِّعْهُ فِيَّ)) ترجمہ: الہی! میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں بوسیلہ تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کہ مہربانی کے نبی ہیں یا رسول اللہ! میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت روا ہو، الہی! ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

(جامع الترمذی، ابواب الدعوات، ج 2، ص 197، مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ، دہلی) اور لطف یہ ہے کہ بعض روایات حسن حصین میں ((لتقضي لي)) بصیغہ معروف واقع ہوا یعنی یا رسول اللہ! میں آپ کے توسل سے خدا کی طرف توجہ کرتا ہوں کہ آپ میری حاجت روائی کر دیں۔

مولینا فاضل علی قاری علیہ رحمۃ (باری) حرز نمین شرح حصین میں فرماتے ہیں ”وفی نسخة بصيغة فاعل ای لتقضي الحاجة لی والمعنى تكون سببا لحصول حاجتي ووصول مرادى فلا سند مجازى“ اور ایک نسخہ میں معروف کا صیغہ ہے یعنی تو میری حاجت روائی فرما، اور معنی یہ ہے کہ آپ میری حاجت روائی کا سبب بنیں، پس یہ اسناد مجازی ہے۔

(حرز نمین شرح حصین مع حصین، صلوة الحاجة، ص 125، افضل المطابع، انڈیا) (6) طبرانی میں ہے ((أَنَّ رَجُلًا، كَانَ يَخْتَلِفُ إِلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ

طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں۔ (پ 15، سورہ بنی اسرائیل، آیت 57)

اور آدم علیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) و دیگر انبیاء و صلحاء و علماء و عرفاء علیہم التحیۃ والثناء کا قدیم و جدیداً حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حضور کے ظہور پر نور سے پہلے اور بعد بھی حضور کے زمان برکت نشان میں اور بعد بھی عہد مبارک صحابہ و تابعین سے آج تک اور آج سے قیام قیامت و عرضات محشر و دخول جنت تک "استشفاع" (شفاعت چاہنا) و توسل "احادیث و آثار میں جس قدر وفور و کثرت و ظہور و شہرت کے ساتھ وارد محتاج بیان نہیں، جسے اس کی گوشتہ تفصیل دیکھنی منظور ہو ☆ مواہب اللدنیہ امام قسطلانی ☆ خصائص کبرائے امام جلال الدین سیوطی و ☆ شرح مواہب علامہ زرقانی و ☆ مطالع المسرات علامہ فاسی و ☆ لمعات و ☆ اشعہ شروح مشکوٰۃ و ☆ جذب القلوب الی دیار المحبوب و ☆ مدارج النبوة تصانیف شیخ محقق مولانا عبدالحق صاحب دہلوی وغیرہ کتب و کلام علمائے کرام و فضلاء عظام علیہم رحمۃ (الغزیر) (العلل)، کی طرف رجوع لائے کہ وہاں حجاب غفلت منکشف ہوتا ہے۔

(3) اسی طرح صحیح بخاری شریف میں امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے طلب باران (بارش کی طلب) سے توسل کرنا مروی و مشہور۔ (صحیح بخاری، باب ذکر العباس بن عبد المطلب، ج 5، ص 20، دار طوق النجاة) (4) حسن حصین میں ہے ”وان يتوسل الى الله تعالى بانبياءه والصالحين من عباده“ یعنی آداب دعا سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے انبیاء و صالحین سے توسل کرے۔ (حسن حصین، آداب دعا، ص 18، افضل المطابع، انڈیا)

(5) اور سب سے زیادہ وہ حدیث صحیح و مشہور ہے جسے نسائی و ترمذی و ابن ماجہ و حاکم و بیہقی و طبرانی و ابن خزیمہ نے عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا

سوال کرتا ہوں اور تیری طرف اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی رحمت کے وسیلے سے توجہ کرتا ہوں یا رسول اللہ! میں حضور کے توسل سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ میری حاجت روا فرمائے اور اپنی حاجت کا ذکر کر، شام کو پھر میرے پاس آنا کہ میں بھی تیرے ساتھ چلوں، حاجت مند نے یوں ہی کیا پھر آستان خلافت پر حاضر ہوا دربان آیا اور ہاتھ پکڑ کر امیر المومنین کے حضور لے گیا امیر المومنین نے اپنے ساتھ مسند پر بٹھایا مطلب پوچھا، عرض کیا فوراً روا فرمایا اور ارشاد کیا اتنے دنوں میں اس وقت تم نے اپنا مطلب بیان کیا پھر فرمایا جو حاجت تمہیں پیش آیا کرے ہمارے پاس چلے آیا کرو۔ یہ شخص وہاں سے نکل کر عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا اور کہا اللہ تمہیں جزائے خیر دے امیر المومنین میری حاجت پر نظر اور میری طرف التفات نہ فرماتے تھے یہاں تک کہ آپ نے اُن سے میرے بارے میں عرض کی، عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم میں نے تو تیرے معاملے میں امیر المومنین سے کچھ بھی نہ کہا، مگر ہوا یہ کہ میں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا حضور کی خدمت اقدس میں ایک نابینا حاضر ہوا اور نابینائی کی شکایت کی حضور نے یوں ہی اسے ارشاد فرمایا کہ وضو کر کے دو رکعت پڑھے پھر یہ دعا کرے، خدا کی قسم ہم اُٹھنے بھی نہ پائے تھے، باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ ہمارے پاس آیا گویا کبھی اندھا ہی نہ تھا۔

(المعجم الكبير للطبراني، ما اسند عثمان بن حنیف، ج 9، ص 17، مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ، بیروت)

امام منذری ترغیب میں فرماتے ہیں "قال الطبرانی بعد ذکر طرقہ والحديث صحيح" ترجمہ: طبرانی نے اس حدیث کی متعدد سندیں ذکر کر کے کہا حدیث صحیح ہے۔

(الترغیب والترہیب، فی الصلوۃ الحاجۃ ودعائہا، ج 1، ص 476، مطبوعہ مصطفی البابی، مصر)

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي حَاجَةٍ لَهُ، فَكَانَ عُمَانُ لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهِ وَلَا يَنْظُرُ فِي حَاجَتِهِ، فَلَقِيَ ابْنَ حَنِيفٍ فَشَكَى ذَلِكَ إِلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ عُمَانُ بْنُ حَنِيفٍ: "أَنْتِ الْمِيضَاءُ فَتَوَضَّأْ، ثُمَّ أَنْتِ الْمَسْجِدَ فَصَلِّ فِيهِ رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ قُلْ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيَّ الرَّحْمَةِ، يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلَى رَبِّي فَتَقْضِ لِي حَاجَتِي وَتَذَكِّرْ حَاجَتَكَ" وَرَحَّ حَتَّى أَرْوَحَ مَعَكَ، فَأَنْطَلَقَ الرَّجُلُ فَصَنَعَ مَا قَالَ لَهُ، ثُمَّ أَتَى بَابَ عُمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَجَاءَ الْبَوَّابُ حَتَّى أَخَذَ بِيَدِهِ فَأَدْخَلَهُ عَلَى عُمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَأَجْلَسَهُ مَعَهُ عَلَى الطَّنْفِسَةِ، فَقَالَ: حَاجَتُكَ؟ فَذَكَرَ حَاجَتَهُ وَقَضَاهَا لَهُ، ثُمَّ قَالَ لَهُ: مَا ذَكَرْتُ حَاجَتَكَ حَتَّى كَانَ السَّاعَةُ وَقَالَ: مَا كَانَتْ لَكَ مِنْ حَاجَةٍ فَأَذْكُرْهَا، ثُمَّ إِنَّ الرَّجُلَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهِ فَلَقِيَ عُمَانُ بْنُ حَنِيفٍ، فَقَالَ لَهُ: جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا مَا كَانَ يَنْظُرُ فِي حَاجَتِي وَلَا يَلْتَفِتُ إِلَيَّ حَتَّى كَلَّمْتَهُ فِي، فَقَالَ عُمَانُ بْنُ حَنِيفٍ: وَاللَّهِ مَا كَلَّمْتَهُ، وَلَكِنِّي شَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَتَاهُ ضَرِيرٌ فَشَكَى إِلَيْهِ ذَهَابَ بَصَرِهِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَتَصَبَّرْ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَيْسَ لِي قَائِدٌ وَقَدْ شَقَّ عَلَيَّ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنْتِ الْمِيضَاءُ فَتَوَضَّأْ، ثُمَّ صَلِّ رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ ادْعُ بِهَذِهِ الدَّعَوَاتِ قَالَ ابْنُ حَنِيفٍ: فَوَاللَّهِ مَا تَفَرَّقْنَا وَطَالَ بِنَا الْحَدِيثُ حَتَّى دَخَلَ عَلَيْنَا الرَّجُلُ كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِهِ ضَرْقٌ) یعنی ایک حاجت مند اپنی حاجت کے لئے امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آتا امیر المومنین نہ اس کی طرف التفات کرتے نہ اس کی حاجت پر نظر فرماتے، اس نے عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس امر کی شکایت کی انہوں نے فرمایا وضو کر کے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ پھر یوں دعا مانگ: الہی! میں تجھ سے

(صلوٰۃ و تسبیح) کا کچھ خیال نہ کیجئے، اب حضرات منکرین کے تمام ذی علموں سے انصاف طلب کہ اس حدیث کا راوی عثمان بن خالد بن عمر بن عبد اللہ متروک الحدیث ہے جس سے ابن ماجہ کے سوا کتب ستہ میں کہیں روایت نہیں ملتی، یا عثمان بن عمر بن فارس عبدی بصری ثقہ جو صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہما تمام صحاح کے رجال سے ہیں، کاش اتنا ہی نظر فرما لیتے کہ جو حدیث کئی صحاح میں مروی، اس کا مدار روایت وہ شخص کیونکر ممکن جو ابن ماجہ کے سوا کسی کے رجال سے نہیں، وائے بیباکی، مشہور و متداول صحاح کی حدیث جن کے لاکھوں نسخے ہزاروں بلاد میں موجود ان کی اسانید میں صاف صاف عن عثمان بن عمر مکتوب، پھر کیا کہا جائے کہ ابن عمر کا ابن خالد بن لینا کس درجہ کی حیا و دیانت ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

(7) اور سنئے ابن السنی عبد اللہ بن مسعود اور بزار عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں (إِذَا انْفَلَتَتْ دَابَّةُ أَحَدِكُمْ بِأَرْضٍ فَلَاةٍ فَلْيُنَادِ: يَا عِبَادَ اللَّهِ، احْبِسُوا عَلَيَّ، يَا عِبَادَ اللَّهِ احْبِسُوا عَلَيَّ؛ فَإِنَّ لِلَّهِ عِبَادًا فِي الْأَرْضِ تَحْبِسُهُ) ترجمہ: جب تم میں کسی کا جانور جنگل میں چھوٹ جائے تو چاہئے یوں ندا کرے "اے خدا کے بندو! روک لو" کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے زمین میں ہیں جو اسے روک لیں گے۔

(المعجم الكبير، مروی از عبد اللہ ابن مسعود، ج 10، ص 267، مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ، بیروت)

(8) بزار کی روایت میں ہے یوں کہے ((أَعِينُوا يَا عِبَادَ اللَّهِ)) ترجمہ: مدد کرو اے خدا کے بندو!۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان لفظوں کے بعد ((رحمکم اللہ)) (اللہ تم پر رحم کرے) اور زیادہ فرماتے۔

(المصنف لابن ابی شیبہ، ما یذہبہ الرجل، ج 10، ص 390، مطبوعہ ادارة القرآن، کراچی)

(9) امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ اذکار میں فرماتے ہیں "ہمارے بعض اساتذہ

تنبیہ: بعض بد مذہبوں نے اس حدیث کے ایک راوی پر اعتراض کیا تھا امام اہل سنت رحمہ اللہ علیہ اس کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں "ایہ المسلمون حضرات منکرین کی غایت دیانت سخت محل افسوس و عبرت، اس حدیث جلیل کی عظمت رفیعہ و جلالت منیعہ اوپر معلوم ہو چکی اور اس میں ہم اہل سنت و جماعت کے لئے جواز استمداد (مدد طلب کرنے) والتجا و ہنگام توسل ندائے محبوبان خدا (التجا اور وسیلہ کے وقت محبوبان خدا کو ندا کرنے) کا بجز اللہ کی ساروشن و واضح ثبوت ہے، جس سے اہل انکار کو کہیں مفر نہیں اب ان کے ایک بڑے مشہور عالم نے اپنے مذہب کی حمایت بیجا میں جس صریح بے باکی کا مظاہرہ کیا ہے، انہیں اس سے شرم چاہئے تھی، حضرت نے حصن حصین شریف کا ترجمہ لکھا، جب اس حدیث پر آئے اس کی قاہر شوکت، عظیم عزت نے جرأت نہ کرنے دی کہ نفس متن میں اس پر طعن فرمائیں، ناچار حاشیہ کتاب پر لکھ دیا "یک راوی این حدیث عثمان بن خالد بن عمر بن عبد اللہ متروک الحدیث است چنانکہ در تقریب موجود است و حدیث راوی متروک الحدیث قابل حجت نمی شود" ترجمہ: ایک راوی اس حدیث میں عثمان بن خالد بن عمر بن عبد اللہ ہے جو متروک ہے جیسا کہ "تقریب" میں موجود ہے، اور متروک الحدیث راوی کی حدیث حجت کے قابل نہیں ہوتی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

انصاف و دیانت کا تو یہ مقتضی تھا کہ جب حق واضح ہو گیا تھا تسلیم فرماتے ارشاد حضور پر نور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف رجوع لاتے نہ کہ خواہی نخواہی بزور تحریف، ایسی تصحیح ریح حدیث کو، جس کی اس قدر ائمہ محدثین نے یک زبان تصحیح فرمائی معاذ اللہ ساقط و مردود قرار دیجئے اور انتقام خدا و مطالبہ حضور سید روز جزا علیہ (فضل

ان احادیث میں جن بندگان خدا کو وقت حاجت پکارنے اور ان سے مدد مانگنے کا صاف حکم ہے وہ ابدال ہیں کہ ایک قسم ہے اولیائے کرام سے، یہی قول اظہر واشہر ہے۔

(حرز ثمین حواشی حصن حصین، دعاء الركوب فی البحر، ص 46، افضل المطابع، انڈیا)
اور ممکن کہ ملائکہ یا مسلمان صالح جن، مراد ہوں و کیفما کان (جیسا بھی ہو)
ایسے توسل و ندا کو شرک حرام اور منافی توکل و اخلاص جاننا معاذ اللہ شرع مطہر کو اصلاح دینا ہے۔

تنبیہ: یہاں تو حضرات منکرین کے انہیں عالم نے یہ خیال فرما کر کہ معجز طبرانی بلا ہند میں متداول نہیں بے خوف و خطر خاص متن ترجمہ میں اپنے زور علم و دیانت و جوش تقویٰ و امانت کا جلوہ دکھایا، فرماتے ہیں: اس حدیث کے راویوں میں سے عتبہ بن غزو ان مجہول الحال ہے تقویٰ اور عدالت اس کی معلوم نہیں جیسا کہ کہا ہے تقریب میں کہ نام ایک کتاب کا ہے اسماء الرجال کی کتابوں سے۔

اقول (میں کہتا ہوں): مگر بحمد اللہ آپ کا تقویٰ و عدالت تو معلوم، کیسا طشت از بام ہے خدا کی شان کہاں عتبہ بن غزو ان رفاشی کہ طبقہ ثالثہ سے ہیں جنہیں تقریب میں مجہول الحال اور میزان میں لا یعرف کہا، اور کہاں اس حدیث کے راوی عتبہ بن غزو ان بن جابر مازنی بدری کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی جلیل القدر مہاجر و مجاہد غزوہ بدر ہیں جن کی جلالت شان بدر سے روشن، مہر سے اُتین رضی اللہ تعالیٰ عنہ دراز، مترجم صاحب دیباچہ ترجمہ میں معترف کہ حرز ثمین اُن کے پیش نظر ہے، شاید اس حرز میں یہ عبارت تو نہ ہوگی ”رواہ الطبرانی عن زید بن علی عن عتبہ بن غزو ان رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم“ اس کو طبرانی نے زید بن علی سے انہوں نے عتبہ بن غزو ان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے

نے کہ عالم کبیر تھے ایسا ہی کیا، چھوٹا ہوا جانور فوراً رک گیا، اور فرماتے ہیں ”ایک بار ہمارا ایک جانور چھوٹ گیا، لوگ عاجز آ گئے ہاتھ نہ لگا، میں نے یہی کلمہ کہا فوراً رک گیا جس کا اس کہنے کے سوا کوئی سبب نہ تھا۔“

(الاذکار للنووی، باب ما یقول اذا انفلتت دابة، ص 201، مطبوعہ دارالکتب العربیہ، بیروت)
(10) امام طبرانی سیدنا عتبہ بن غزو ان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور پر نور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((إِذَا أَضَلَّ أَحَدُكُمْ شَيْئًا أَوْ أَرَادَ أَحَدُكُمْ عَوْنًا وَهُوَ بَارِضٌ لَيْسَ بِهَا أُنَيْسٌ، فَلْيَقُلْ: يَا عِبَادَ اللَّهِ أَغِيثُونِي، يَا عِبَادَ اللَّهِ أَغِيثُونِي، فَإِنَّ لِلَّهِ عِبَادًا لَا يَرَاهُمْ))
(ترجمہ: جب تم میں سے کوئی شخص سنسان جگہ میں بہکے بھولے یا کوئی چیز گم کر دے اور مدد مانگنی چاہے تو یوں کہے: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، کہ اللہ کے کچھ بندے ہیں جنہیں یہ نہیں دیکھتا۔

(المعجم الكبير، ماسند عتبہ بن غزو ان، ج 10، ص 117، 118، مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ، بیروت)
(11) عتبہ بن غزو ان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ((قد جرب ذلك))
ترجمہ: بالیقین یہ بات آزمائی ہوئی ہے۔

(المعجم الكبير، ماسند عتبہ بن غزو ان، ج 10، ص 118، مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ، بیروت)
فاضل علی قاری علامہ میرک سے وہ بعض علمائے ثقات سے ناقل ”هذا حدیث حسن“ یہ حدیث حسن ہے۔ اور فرمایا مسافروں کو اس کی ضرورت ہے، اور فرمایا مشائخ کرام فرست (مرسل) سے مروی ہوا ”انه مجرب قرن به النجاح“ یہ مجرب ہے اور مراد مٹی اس کے ساتھ مقرون۔

(حرز ثمین حواشی حصن حصین، دعاء الركوب فی البحر، ص 46، افضل المطابع، انڈیا)

(13) اسی میں ہے ”بنظر نمی آید مگر آنحضرت صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ جائے دست زدن اندوہگین ست درہر شدتے“ ترجمہ: مجھے تو ہر مصیبت میں اور ہر پریشان حال کے لئے حضور علیہ (علوۃ) (السلام) کا دست تصرف ہی نظر آتا ہے۔

(شرح قصیدہ الطیب النغم، فصل اول در تشبیب بذکر الخ، ص4، مطبوعہ مطبع مجتہائی، دہلی)

(14) اسی میں ہے ”بہترین خلق خداست در خصلت

و در شکل و نافع ترین ایشان ست مردمان داندز دیک ہجوم حوادث زمان“ ترجمہ: زمانے کے حوادث میں لوگوں کے لئے آپ سے بڑھ کر کوئی نافع نہیں ہے۔

(شرح قصیدہ الطیب النغم، فصل چہارم، ص6، مطبوعہ مطبع مجتہائی، دہلی)

(15) اسی میں ہے ”فصل یا زہم در ابتهال بجناب آں

حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در حمت فرستد بر تو خدائے تعالیٰ اے بہترین کسیکے امید داشتہ شود اے بہترین عطا کنندہ“ ترجمہ: گیارہویں فصل حضور علیہ (علوۃ) (السلام) کی مدح میں ہے اے بہترین مددگار اور جائے امید اور بہترین عطا کرنے والے! آپ پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں

ہوں۔ (شرح قصیدہ الطیب النغم، فصل یازدہم، ص22، مطبوعہ مطبع مجتہائی، دہلی)

(16) اسی میں ہے ”اے بہترین کسیکے امید داشت

شود برائے ازالہ مصیبت“ ترجمہ: اے بہترین امیدگار، مصیبتوں کے ازالہ کے لئے۔ (شرح قصیدہ الطیب النغم، فصل یازدہم، ص22، مطبوعہ مطبع مجتہائی، دہلی)

(17) اسی میں ہے ”تو پناہ دہندہ منی از ہجوم کردن

مصیبتے وقتیکہ بخلا ند در دل بدترین چنگلا ہازا“

روایت کیا۔

(حرز ثمین شرح حصن حصین مع حصن حصین، دعاء الركوب فی البحر، ص45، افضل المطابع، انڈیا)

یا جس تقریب کا آپ نے حوالہ دیا اس میں خاص برابر کی سطر میں یہ تحریر تو نہ تھی ”عتبہ بن غزو ان بن جابر المزنی صحابی جلیل مہاجر بدری مات سنہ سبع عشرۃ مخلصا“ ترجمہ: عتبہ بن غزو ان بن جابر المزنی صحابی جلیل بدری اور مہاجر ہیں جن کا وصال 17ھ میں ہوا۔

(تقریب التہذیب، ج1، ص135، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

پھر کون سے ایمان کا مقتضی ہے کہ اپنے مذہب فاسد کی حمایت میں ایسے صحابی رفیع الشان عظیم المکان کو بزور زبان و بزور جنان درجہ صحابیت سے طبقہ ثالثہ میں لا ڈالے اور شمس عدالت و بدر جلال کو معاذ اللہ مردود الروایۃ و مطعون جہالت بنانے کی بدراہ نکالنے ولکن صدق نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا لم تستحی فاصنع ما شئت۔ لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سچ فرمایا: جب تجھے حیا نہیں تو پھر جو چاہے کر۔ (المعجم الکبیر، مروی از ابو مسعود حدیث، ج1، ص237، مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ، بیروت)

مسلمان دیکھیں کہ حضرات منکرین انکار حق و اصرار باطل میں کیا کچھ کر گزرے۔

خیر یہ تو حدیثیں تھیں اب شاہ ولی اللہ صاحب کی سنئے:

(12) اپنے قصیدہ الطیب النغم کی شرح میں پہلی بسم اللہ یہ لکھتے ہیں

کہ ”لابد ست از استمداد بروح آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم“ ترجمہ: حضور علیہ (علوۃ) (السلام) کی روح پاک سے مدد حاصل کرنا ضروری ہے۔

(شرح قصیدہ الطیب النغم، فصل اول در تشبیب بذکر الخ، ص2، مطبوعہ مطبع مجتہائی، دہلی)

پناہ، میری جائے امید اور میرے مرجع آپ ہی ہیں۔

(شرح قصیدہ ہمزہ، فصل ششم، ص 34، مطبوعہ مطبع مجتہائی، دہلی)

بالجملہ بندگانِ خدا سے توسل کو اخلاص و توکل کے خلاف نہ جانے گا مگر سخت جاہل محروم یا ضال مکابر ملوم۔

افعال نماز پر اعتراضات کا جواب

رہا اس نماز مبارک کے افعال پر کلام

اولاً: جب اس کی ترغیب خود حضور پر نور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد سے ثابت تو مدعی تسنن کو کیا گنجائش انکار، خود منکرین کی زبانیں اس شہادت میں ہمارے دل و زبان کی شریک ہیں کہ وہ جناب (حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ) اتباعِ قرآن و حدیث و اقتضائے سنتِ سنہ و مراعاتِ سیرت صحابہ و اجتنابِ محدثاتِ شنیعہ و التزامِ احکامِ شرعیہ پر استقامت کاملہ رکھتے تھے۔

ثانیاً: علما و اولیاء جن میں بعض کے اسمائے طیبہ فقیرِ غفر اللہ تعالیٰ لہ ہونے ذکر کئے جنہوں نے یہ نماز پسند کی اجازت دی، سندلی، خود پڑھی، منکرین میں کون ان کے پائے کا ہے؟ پھر ان کے کہے سے کیونکر مسلم ہو (مانا جائے) کہ حکمِ شرع پر یہی چلے، اور وہ سب معاذ اللہ گناہگار، فساق، بدعتی گزرے اور ان اکابر کو غیر موثق کہہ کر اتباعِ سوادِ اعظم کی طرف بلانا، وہی پرانی تلخیص ہے سوادِ اعظم کا خلاف جب ہو کہ جمہورِ ائمہ دین، فقہاء و محدثین، عرفائے محدثین رحمۃ اللہ علیہم (جمعین) اس نماز سے ممانعت کرتے آئے ہوں، جب منکرین دو چار ائمہ معتمدین سے صحیح طور پر اس نماز کریم کی ممانعت کا ثبوت نہ دے سکے، نہ ان شاء اللہ تعالیٰ قیامِ قیامت دے سکیں تو سوادِ اعظم کا نام لینا صرف عوام کو دھوکا دینا ہے۔

ثالثاً: ان صاحبوں کے اصول پر تو اس نماز کے جواز و اباحت اور منع

ترجمہ: آپ مجھے ہر ایسی مصیبت میں جو دل میں بدترین اضطراب پیدا کرے، پناہ

دیتے ہیں۔ (شرح قصیدہ اطمینان، فصل یازدہم، ص 22، مطبع مجتہائی، دہلی)

(18) اور اپنے قصیدہ ہمزہ کی شرح میں تو قیامت ہی توڑ گئے، لکھتے ہیں ”آخر حالتی کہ ثابت است ماحر آں حضرت را صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقتی کہ احساس کند نارسائی خود در از حقیت ثنا ضراعة (بالفتح) خواری و زاری، ابتہال و اخلاص در دعا آنست کہ ندا کند زار و خوار شدہ بشکستگی دل و اظہار بے قدری خود، با خلاص در مناجات و پناہ گرفتن بایں طریق، اے رسولِ خدا، اے بہترین مخلوقات، عطاء تر امی خواہم در و ز فیصل کردن“ ترجمہ: مایوسی کے وقت مدح کرنے والے کی آخری حالت میں یہ دعا اور ثنا ہونی چاہئے کہ وہ اپنے کو انتہائی گریہ و زاری اور دل جمعی اور اظہارِ بے قدری میں خلوص کے ساتھ پناہ حاصل کرتے ہوئے یہ مناجات کرے اور کہے کہ اے رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اے اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں بہترین ذات! قیامت کے روز میں آپ کی عطا کا خواستگار ہوں۔

(شرح قصیدہ ہمزہ، فصل ششم، ص 33، مطبوعہ مطبع مجتہائی، دہلی)

(19) اسی میں ہے ”وقتی کہ فرود آید کارِ عظیم در غایت تاریکی پس توئی پناہ از ہر بلا“ ترجمہ: جب کوئی کام تاریکی کی گہرائی میں گر جائے تو آپ ہی ہر بلا میں پناہ دیتے ہیں۔

(شرح قصیدہ ہمزہ، فصل ششم، ص 33، مطبوعہ مطبع مجتہائی، دہلی)

(20) اسی میں ہے ”بسوئے توسل آوردن من و بہ توسل پناہ گرفتن من و در توسل امید داشتن من“ ترجمہ: میری جائے

لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ ﴿جَوْشَنُ اللہ تعالیٰ کی عزت والی چیزوں کی تعظیم کرے گا تو یہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں بہتر ہے۔﴾
(پ 17، سورۃ الحج، آیت 30)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ﴾ ترجمہ: جو شخص اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی تعظیم کرے گا تو یہ قلبی تقویٰ ہوگا۔

(پ 17، سورۃ الحج، آیت 32)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَهِيدًا وَ مُبَشِّرًا وَ نَذِيرًا﴾
﴿لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَ رَسُولِهِ وَ تَعَزَّزُوا وَ تَتَّقُوا﴾ اور نیز فرمایا ہم نے آپ کو مشاہدہ کرنے والا، بشارت سنانے والا اور ڈرسانے والا بنا کر بھیجا ہے تاکہ اے مومنو! تم اللہ اور اس کے رسول کی تعظیم و توقیر بجالاؤ۔
(پ 26، سورۃ الفتح، آیت 9، 8)

خود منکر نے کہا کہ صحابہ کرام تعظیم سید الانام علیہ وسلم (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ہم سے زیادہ تھے بلکہ شاید ابھی منکرین کو خبر نہیں کہ علمائے دین نے روضہ منورہ کے حضور خاص ہیأت نماز قائم کرنے کا حکم دیا تو منکر کو اس قید کا اضافہ بھی کام نہ آیا بلکہ گناہ بے لذت ٹھہرا۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے ”يَتَوَجَّهْ إِلَى قَبْرِهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَقِفُ كَمَا يَقِفُ فِي الصَّلَاةِ وَيُمَثِّلُ صُورَتَهُ الْكَرِيمَةَ الْبَهِيَّةَ اه ملتقطاً“ یعنی قبر شریف سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف توجہ کرے اور یوں کھڑا ہو جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور حضور کی صورت مبارک کا تصور باندھے۔

(فتاویٰ ہندیہ، کتاب المناسک مطلب زیارة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 1، ص 265، مطبوعہ نورانی کتب خانہ، پشاور)

اے عزیز! اصل کاریہ ہے کہ محبوبانِ خدا کے لئے جو تواضع کی جاتی ہے وہ درحقیقت خدا ہی کے لئے تواضع ہے والہذا بکثرت احادیث میں استاذ و شاگرد و علما و عام مسلمین کے لئے تواضع کا حکم ہوا جنہیں جمع کیجئے تو دفتر طویل ہوتا ہے۔

وا انکار کی قباحت و شناعة پر نئے طور سے سوادِ اعظم ائمہ و علماء و محدثین و فقہاء کا اجماع قطعی ثابت ہوگا، پہلے معلوم ہو چکا کہ ان حضرات کے مذہب میں عدم ذکر ذکر عدم ہے اور خود یہاں منکرین کے ادعائے سوادِ اعظم کا یہی مٹی کما لایخفی (جیسا کہ مخفی نہیں) اب ہم کہتے ہیں کلماتِ ائمہ میں اس نماز پر انکار جائز ہونا ہرگز مذکور نہیں، و من ادعی فعلیہ البیان ولا یستطیعہ حتی یرجع القارطان (جو دعویٰ کرے اس پر بیان لازم ہے جبکہ یہ اس کی استطاعت سے خارج ہے۔) اور عدم بیان بیان عدم، تو لاجرم اس کے یہ معنی ہوں گے کہ ان سب ائمہ کے نزدیک اس نماز مبارک پر انکار روا (جائز) نہیں اور جس پر انکار ناجائز ہوگا وہ اقل درجہ مباح ہوگا۔

رابعاً: ان حضرات کی عجیب عادت ہے، جواز کہ عقلاً و نقلاً محتاج دلیل نہیں بے دلیل خاص قبول نہیں کرتے اور عدم جواز کے لئے ان کے زبانی دعوے کافی ہو جاتے ہیں، کاش جہاں یہ کہتے ہیں کہ عراق کی طرف توجہ کرنا درست نہیں وہاں اس پر کوئی دلیل شرعی بھی قائم کرتے اور جب کچھ نہیں تو ہمارے لئے اصل جواب وہی ہے جو مدعیانِ بے ثبوت کے مقابل قرآنِ عظیم نے تعلیم فرمایا کہ ﴿قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾ ترجمہ: فرمادیجئے اگر سچے ہو تو دلیل پیش کرو۔

(پ 1، سورۃ البقرة، آیت 111)

اور منکر نے اثنائے تقریر میں جو اپنے لئے بات آسان کرنے کو ہیأتِ نماز و تدلّ تام و انتہائے تعظیم کی قیدیں بڑھالیں وہ خود اسی پر مردود کہ ہرگز ترکیبِ صلوٰۃ الاسرار (نماز غوثیہ) میں ان باتوں کا نشان نہیں۔

محبوبانِ خدا کی تعظیم

ہاں محبوبانِ خدا کی نفسِ تعظیم بیشک اہم واجبات و اعظم قربات (بڑی نیکیوں) سے ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿وَمَنْ يُعَظِّمْ حُرْمَتَ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ

تواضع لغیر اللہ کی شکل یہ ہے کہ عیاذاً باللہ کسی کافر یا دنیا دار غنی کے لئے اس کے سبب تواضع ہو کہ یہاں وہ نسبت موجود ہی نہیں یا موجود ہے تو ملحوظ نہیں، اے عزیز! کیا وہ احادیث کثیرہ جن میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے خشوع و خضوع بجالا نامذکور، اس درجہ اشتہار پر نہیں کہ فقیر کو اُن کے جمیع واستیعاب سے غنا ہو، ابوداؤد ونسائی و ترمذی وابن ماجہ اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ كَأَنَّمَا عَلَى رُءُوسِهِمُ الطَّيْرُ)) ترجمہ: میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، حضور کے اصحاب حضور کے گرد تھے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں، یعنی سر جھکائے گردنیں خم کئے بے حس و حرکت کہ پرندے لکڑی یا پتھر جان کر سروں پر آ بیٹھیں۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الطب باب الرجل يتداوه، ج 2، ص 183، مطبوعہ آفتاب عالم پریس، لاہور)
☆ (مسند احمد بن حنبل، حدیث اسامہ بن شریک، ج 4، ص 278، مطبوعہ دارالفکر، بیروت)

اس سے بڑھ کر اور خشوع کیا ہوگا؟

ہند بن ابی ہالہ کی حدیث میں ہے ((إِذَا تَكَلَّمَ أَطْرَقَ جُلْسَاؤُهُ كَأَنَّمَا عَلَى رُءُوسِهِمُ الطَّيْرُ)) ترجمہ: جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کلام فرماتے جتنے حاضران مجلس ہوتے سب گردنیں جھکا لیتے گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں۔

(المعجم الكبير، حدیث ہند بن ابی ہالہ، ج 22، ص 158، مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ، بیروت)

مولانا جامی فرمے (نصائح الناس شریف میں لکھتے ہیں) ”یکے از مشایخ گوید کہ من و شیخ علی ہیتی در مدرسہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بودیم کہ یکے از اکابر بغداد پیش آمد و گفت یا سیدی قال جدک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من

طبرانی معجم اوسط اور ابن عدی کامل میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ، وَتَعَلَّمُوا لِلْعِلْمِ السَّكِينَةَ، وَالْوَقَارَ، وَتَوَاضَعُوا لِمَنْ تَعْلَمُونَ مِنْهُ)) ترجمہ: علم سیکھو اور علم کے لئے سکون و وقار سیکھو اور جس سے علم سیکھتے ہو اس کے لئے تواضع کرو۔

(الکامل فی ضعفاء الرجال، من اسمہ عباد بن کثیر ثقفی بصری، ج 4، ص 1242، مطبوعہ دارالفکر، بیروت)

اور خطیب نے کتاب الجامع لا داب الراوی والسامع میں اُن سے یوں روایت کی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ((تَوَاضَعُوا لِمَنْ تَعْلَمُونَ مِنْهُ وَتَوَاضَعُوا لِمَنْ تَعْلَمُونَهُ وَلَا تَكُونُوا جِبَابِرَةَ الْعُلَمَاءِ فَيَغْلِبَ جَهْلُكُمْ عَلِمَكُمْ)) ترجمہ: جس سے علم سیکھتے ہو اس کے لئے تواضع کرو اور جسے علم سکھاتے ہو اس کے لئے تواضع کرو اور متکبر عالم نہ بنو کہ تمہارا جہل تمہارے علم پر غالب ہو جائے۔

(الجامع لاخلان الراوی، باب ذکر ما ينبغی للراوی والسامع، ص 91، دارالکتب العلمیہ، بیروت)
باین ہمہ علما نے تصریح فرمائی کہ غیر خدا کے لئے تواضع حرام ہے، فتاویٰ ہندیہ میں یہ ہے ”الْتَوَاضَعُ لِغَيْرِ اللَّهِ حَرَامٌ كَذَا فِي الْمُتَلَقَّطِ“ ترجمہ: غیر خدا کے لئے تواضع حرام ہے جیسا کہ ملقط میں ہے۔

(فتاویٰ ہندیہ، الباب الثامن والعشرون فی ملاقات الملوك، ج 5، ص 368، مطبوعہ نورانی کتب خانہ، پشاور)

توبات وہی ہے کہ انبیاء و اولیاء و مسلمین کے واسطے تواضع اس لئے ہے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں یہ اللہ کے ولی ہیں وہ دین الہی کے قیم ہیں یہ ملت الہیہ پر قائم ہیں تو علت تواضع جب وہ نسبت ہے جو انہیں بارگاہ الہی میں حاصل، تو یہ تواضع بھی درحقیقت خدا ہی کے لئے ہوئی، جیسے صحابہ کرام و اہل بیت عظام کی تعظیم و محبت بعینہ محبت و تعظیم سید عالم ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

بعد صاحب خانہ شیخ نے کھانا کھانے کو کہا تو حضرت غوث اعظم نے سر مبارک جھکایا نہ خود کھانا تناول فرمایا اور نہ ہی ہمیں کھانے کی اجازت دی، اور کسی نے بھی نہ کھایا جبکہ تمام اہل مجلس ایسے خاموش سر جھکائے ہوئے تھے جیسے کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔

(نفحات الانس، حالات شیخ ابو عمرو صریفینی رحمۃ اللہ علیہ، ص 520، مطبوعہ انتشارات کتاب فروشی، ایران)

یعنی اہل مجلس کہ تمام اولیاء و علماء و عمائد بغداد تھے ہیبت سرکارِ قادریت کے سبب ایسے بیٹھے تھے گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں، مقصود اسی قدر تھا مگر ایسی جانفزا بات کا نام تمام رہنما دل کو نہیں بھاتا لہذا تفریحِ قلوب سنت و غیظ صدور بدعت کے لئے متمتع روایت نقل کروں، فرماتے ہیں ”شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بمن و شیخ علی ہیتی اشاذتی کرد کہ آں سلہ دراپیش آرد بر خاستیم و آن دراپیش برداشتیم و بس گراں بود درپیش شیخ نہادیم فرمود تاسر آنرا بکشادیم دیدیم کہ فرزند آں شخصے بود نابینائے مادر زاد بر جائے ماندہ و مجذوم و مفلوج گشتہ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وی را گفت قم باذن اللہ معافی، آں کودک بر خاست دواں و بینا و بران ہیچ آفتے نے فریاد از حاضران بر خاست شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ درانبوہ مردم بیرون آمد و ہیچ نخورد درپیش شیخ ابوسعید قیلوی دفتر و آں قصہ باورے بگفتہ گفت شیخ عبد القادر بیرہ الا کمہ والا برص و یحی الموتی باذن اللہ عز و جل ست انتہی“ ترجمہ: حضرت نے مجھے اور شیخ علی ہیتی کو اشارہ فرمایا کہ اس تابوت کو میرے سامنے لاؤ، وہ بھاری تابوت ہم نے اٹھا کر

دعی فلیجب و ہانا ادعوک الی منزلی گفت اگر مرا اذن کنند بیایم زمانے سرور پیش انداخت پس گفت مے آیم و بر استر سوار شد شیخ علی ہیتی در کاب راست وی گرفت و من در کاب چپ تابسرائے آں شخص در سیدیم ہمہ مشایخ بغداد و علما و اعیان آنجا بودند سماطے بر کشیدند بروی انواع نعمتھا و سلہ بزرگ سر پوشیدہ دو کس برداشتہ پیش آوردند و در آخر سماط نہادند بعد ازاں آں شخص کہ صاحب دعوت بود گفت الصلا و شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سر در پیش افگندہ بود ہیچ نخورد و اذن نیز نہاد و د ہیچکس ہم نخورد و اهل المجلس کأً علی رؤسہم الطیر ہیبتہ“ ترجمہ: ایک بزرگ نے فرمایا کہ میں اور شیخ علی ہیتی حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسہ میں تھے کہ اتنے میں بغداد کے ایک بزرگ تشریف لائے اور انہوں نے عرض کی اے آقا (غوث اعظم) آپ کے جد امجد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو دعوت دے اس کی دعوت قبول کی جائے، لو میں آپ کو اپنے گھر کے لئے دعوت دیتا ہوں تو آپ نے فرمایا اگر مجھے اجازت ملی تو آؤں گا، یہ فرما کر آپ نے کچھ دیر سر مبارک کو جھکایا پھر فرمایا میں آ رہا ہوں آپ گھوڑے پر سوار ہوئے شیخ علی ہیتی نے دایاں رکاب اور میں نے بایاں رکاب پکڑا، حتی کہ ہم سب اس شیخ کے گھر پہنچے تو وہاں پر بغداد کے مشائخ اور علما اور خاص لوگ موجود تھے دسترخوان بچھایا گیا جس پر مختلف قسم کی نعمتیں موجود تھیں اور ایک بھاری بوجھل تابوت کو دس آدمی اٹھائے ہوئے لائے جو اوپر سے ڈھانپا ہوا تھا وہ دسترخوان کے قریب ایک طرف رکھ دیا گیا، اس کے

جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روبرو اس پر طاری ہوتی اور ادب کرے جس طرح خدا تعالیٰ نے ہمیں ان کا ادب سکھایا ہے۔

(کتاب الشفاء، فصل واعلم ان حرمة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد موته، ج 2، ص 34، مطبوعہ مطبعة شركة صحافية، ترکی)

امام علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض میں اس قول کے نیچے لکھتے ہیں ”يفرض ذلك ويلاحظه ويتمثله فكانه عنده“ یعنی یاد حضور کے وقت یہ قرار دے کہ میں حضور اقدس کا تصور باندھے گویا حضور کے سامنے حاضر ہوں۔

(نسیم الریاض شرح شفاء، فصل واعلم ان حرمة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد موته، ج 3، ص 396، مطبوعہ دارالفکر، بیروت)

امام اجل سیدی قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ شفا شریف میں امام نجیبی کا ارشاد نقل کر کے فرماتے ہیں ”وهذه كانت سيرة سلفنا الصالح وائمتنا الماضين رضي اللہ تعالیٰ عنہم“ ترجمہ: ہمارے سلف صالح وائمہ سابقین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہی داب و طریقہ تھا۔

(کتاب الشفاء، فصل واعلم ان حرمة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد موته، ج 2، ص 34، مطبوعہ مطبعة شركة صحافية، ترکی)

اور فرماتے ہیں ”كان مالك اذا ذكر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم يتغير لونه وينحنی“ ترجمہ: امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کرتے رنگ اُن کا بدل جاتا اور جھک جاتے۔

(کتاب الشفاء، فصل واعلم ان حرمة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد موته، ج 2، ص 36، مطبوعہ مطبعة شركة صحافية، ترکی)

نسیم میں ہے ”لشده خشوعه“ ترجمہ: یہ جھک جانا سبب شدت خشوع تھا۔

(نسیم الریاض شرح شفاء، فصل واعلم ان حرمة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد موته، ج 3، ص 396، مطبوعہ مطبعة شركة صحافية، ترکی)

آپ کے سامنے رکھ دیا پھر آپ نے فرمایا اس پر سے کپڑا ہٹاؤ، جب ہم نے دیکھا وہ اس شخص کا لڑکا تھا جو مادر زاد نابینا اور مفلوج تھا تو حضرت نے اس لڑکے کو حکماً فرمایا: قم باذن اللہ معافی، ترجمہ: اللہ کے حکم سے کھڑے ہو جاؤ عافیت والے ہو کر۔ وہ لڑکا فوراً تندرست حالت میں کھڑا ہو گیا جیسا کہ اسے کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ اس کے بعد حضرت حاضرین میں سے اُٹھ کر پوری جماعت کے ساتھ باہر تشریف لے گئے اور کچھ نہ کھایا۔ اس کے بعد میں شیخ ابوسعید قیلوی کے پاس گیا اور ان کو میں نے یہ تمام قصہ سنایا تو انہوں نے فرمایا کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو تندرست اور مُردے کو زندہ اللہ کے اذن سے کرتے ہیں۔

(نفحات الانس، حالات ابو عمرو صریفینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ص 520، مطبوعہ انتشارات کتاب فروشی، ایران)

قادرا قدرت تو داری ہرچہ خواہی آں کنی
مردہ را جانے دہی و در در ادرماں کنی
ترجمہ: اے قدرت والے تجھے قدرت ہے جو چاہے تو کرے، مردہ کو جان دیتا ہے اور درو کو آرام دیتا ہے۔

امام ابوبراہیم نجیبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کتاب الشفاء میں ہے ”واجب علی کل مومن متی ذکرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم او ذکر عنده ان یخضع و یخشع و یتوقر ویسکن من حرکتہ ویأخذ فی ہیبتہ واجلالہ بما کان یاخذ بہ نفسہ لو کان بین یدیه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویتأدب بما ادبنا اللہ تعالیٰ بہ“ ترجمہ: ہر مسلمان پر واجب ہے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یاد کرے یا اس کے سامنے حضور کا ذکر آئے خضوع و خشوع بجالائے اور باوقار ہو جائے اور اعضاء کو حرکت سے باز رکھے اور حضور کے لئے اس ہیبت و تعظیم کی حالت پر ہو جائے

الذلة والانكسار والخشية والوقار والهيبة والافتقار غاض الطرف مكفوف الجوارح (من الحركات) فارغ القلب (عمن سوى مقصوده ومرامه) واضعا يمينه على شماله (تأدبا في حال اجلاله) مستقبلا للوجه الكريم مستديرا للقبلة ناظرا الى الارض متمثلا صورته الكريمة في خيالك مستشعرا بانه صلى الله تعالى عليه وسلم عالم بحضورك وقيامك وسلامك (بل بجمع افعالك واحوالك وارتحالك ومقامك) مستحضرا عظمتہ وجلالته وشرفه وقدره صلى الله تعالى عليه وسلم ثم قال من غير رفع صوت (لقوله تعالى ان الذين يغضون اصواتهم عند رسول الله الاية) ولا اخفاء (اي بالمرّة لفوت الاسماع الذي هو السنة وان كان لا يخفى شيء على الحضرة) بحضور (قلب واستحياء) السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته ثم يقول يارسول الله اسألك الشفاعة ثلثا (لانه اقل مراتب اللاحاح لتحصيل المنال في مقام الدعاء والسؤال) وصلى الله تعالى على قاضي حاجتنا ومعطى موادتنا سيدنا ومولانا محمد واله وصحبه اجمعين۔“ ترجمہ: جب مقدمات زیارت سے فارغ ہو قبر انور کی طرف توجہ کا قصد اور دل کو تمام خیالات دنیویہ سے فارغ کرے اور ہمہ تن اس طرف متوجہ ہو جائے تاکہ اس کا قلب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استمداد کے لائق ہو باہمہ جو خیال مجبورانہ دل میں باقی رہے جس کے ازالہ پر قادر نہ ہو اس کی معافی کے لئے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کمال مغفرت و مہربانی و رافت اور تمام بندوں پر حضور کی شدت رحمت سے مدد مانگے پھر دل و بدن دونوں سے نہایت ادب کے ساتھ مواجہہ شریف میں حاضر ہو تو واضح و خضوع و خشوع و تذلل و انکسار و خوف و وقار و ہیبت و احتیاج کے ساتھ آنکھیں بند کئے اعضا

شفا شریف وغیرہ تصانیف علماء میں اس قسم کی بہت روایات مذکور، شاہ ولی اللہ قصیدہ ہمزہ میں لکھتے ہیں:

ینادی ضارعا لخضوع قلب وذل وابتہال والجتاء
رسول اللہ یاخیر البرایا نوالک ابتغی یوم القضاء
ترجمہ: حاجت مندی، دل کی عاجزی، انکساری، تضرع اور التجاء کے ساتھ
رسول اللہ کو ندا کرے اور عرض کرے کہ اے مخلوق سے افضل ذات! میں آپ سے
قیامت کے روز عطا کا خواستگار ہوں۔

(شرح قصیدہ ہمزہ شاہ ولی اللہ، فصل ششم، ص 33، مطبوعہ مطبع مجتہائی، دہلی)
دیکھو صاف بتاتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ندا اور حضور سے
عرض حاجت کرے تو تضرع و خضوع قلب و تذلل و الحاح و زاری سب کچھ بجالائے۔
میں کہتا ہوں واللہ ایسا ہی چاہئے مگر آپ کے ان شرک فروشوں کی دوا کون کرے،
غرض اس مطلب نفیس میں کلمات علماء کا استیعاب کیجئے تو دفتر چاہئے لہذا میں یہاں
منسک متوسط اور اس کی شرح مسلک متقسط کی ایک نفیس عبارت کہ بہت فوائد جلیلہ
پر مشتمل تلخیصاً اور ذکر کرتا ہوں مولینا رحمت اللہ سندی متن اور فاضل علی قاری شرح میں
فرماتے ہیں ”فاذا فرغ من ذلك قصد التوجه الى القبر المقدس وفرغ القلب
من كل شيء من امور الدنيا، واقبل بكلية لما هو بصدده ليصلح قلبه
للاستمداد منه صلى الله تعالى عليه وسلم، وليلا حظ مع ذلك الاستمداد من سعة
عفوہ صلى الله تعالى عليه وسلم وعطفہ ورأفته (ای شدۃ رحمته علی سائر العباد) ان
یسامحہ فیما عجز عن ازالته من قلبہ، ثم توجه (ای بالقلب و القالب) مع
رعاية غاية الادب فقام تجاه الوجه الشريف متواضعا خاضعا خاشعا مع

حاصل ہوئے بیان سے غنی ہیں والحمد للہ رب العلمین، پس زید منکر نے کہ توجہ قلب و خشوع و ہیأت نماز وغیرہ کی قیدیں بڑھا کر گمان کیا تھا کہ اب اسے اثبات عدم جواز کی طرف راہ آسان ہوگی۔ بحمد اللہ ثابت ہوا کہ اس کا محض خیال ہی خیال تھا۔

قبلہ سے پھرنا

فقیر حیران ہے کہ اس نماز مبارک میں اول فرض نماز کے بعد قبلہ سے انحراف کہاں، اور ہو بھی تو اس میں کیا گناہ ہے، ہر نماز مفروضہ کے بعد امام کو قبلہ سے انحراف سنت معلومہ ہے، پھر اسے ممانعت میں کیا مداخلت۔

عراق کی سمت منہ کرنا

ہاں جو کچھ غیظ و غضب کرنا ہو تعین سمت پر کیجئے اور اس کا جواب مرزا مظہر جانجاناں شہید سے لے لیجئے جنہیں شاہ ولی اللہ دہلوی اپنے مکتوبات میں نفس زکیہ، قیم طریقہ احمدیہ، داعی سنت نبویہ متحلیٰ بانواع فضائل و فواضل لکھتے ہیں اور حاشیہ مکتوبات پر شاہ صاحب مذکور سے مرزا صاحب موصوف کی نسبت منقول ”انچہ قدر ایشان مامردم میدانیم شما چہ دانید احوال مردم ہند بر ما مخفی نیست کہ خود مولد و منشاء فقیر ست و بلاد عرب را نیز دیدہ ایم و سیر نمودہ و احوال مردم و ولایت از ثقات آنجا شنیدہ ایم و تحقیق کردہ عزیزے کہ برجادہ شریعت و طریقت و اتباع کتاب و سنت ہمچنین است و از و مستقیم باشد و در از ارشاد طالبان شان عظیم و نفسے قوی دارد و در دیں جزو زمان مثل ایشان در بلاد مذکور یافتہ

کو حرکت سے روکے دل اس مقصود مبارک کے سوا سب سے فارغ کئے ہوئے ادب و تعظیم حضور کے لئے دہنا ہاتھ بائیں پر رکھے حضور کی طرف منہ اور قبلہ کو پیٹھ کرے نگاہ زمین پر جمائے رہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت کریمہ کا تصور باندھے اور ہوشیار ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی حاضری و قیام و سلام بلکہ تمام افعال و احوال اور منزل بمنزل کے قیام و ارتحال پر مطلع ہیں اور حضور کی عظمت و جلال و شرف و منزلت کو خوب خیال کرے پھر نہ تو آواز بلند ہو کہ اللہ تعالیٰ ان کے حضور پست آواز کا حکم دیتا ہے نہ بالکل آہستہ جس میں سنانے کی سنت فوت ہوا اگرچہ سرکار پر کچھ پوشیدہ نہیں اس طرح حضور قلب و شرم و حیا کے ساتھ عرض کرے السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر کہے یا رسول اللہ! میں حضور سے شفاعت مانگتا ہوں یا رسول اللہ! میں حضور سے شفاعت مانگتا ہوں یا رسول اللہ! میں حضور سے شفاعت مانگتا ہوں، تین بار اس لئے کہے کہ یہ دعا و سوال میں حصول مقصود کے واسطے ادنیٰ مرتبہ الحاج کا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حاجت روا اور مرادوں کو پورا کرنے والے ہمارے آقا و مولیٰ محمد اور آپ کی آل و صحابہ کرام سب پر، رحمت نازل فرمائے۔

(مسلك متقسط شرح منسك متوسط مع ارشاد الساری، فصل ولتوجه الى الزیارة، ص 337، مطبوعه دارالكتاب العربیہ، بیروت)

ان احادیث و روایات و کلمات طیبات سے کاشف فی وسط السماء (جیسا کہ سورج آسمان کے درمیان ہوتا ہے ایسا) روشن و آشکار ہو گیا کہ ہنگام توسل (توسل کے دوران) محبوبان خدا کی طرف منہ کرنا چاہئے اگرچہ قبلہ کو پیٹھ ہو، اور دل کو ان کی طرف خوب متوجہ کرے یہاں تک کہ ہر این و آن خاطر سے محو ہو جائے اور ان کے لئے خضوع و خشوع محمود و مشروع، اور اس میں ان کا زمانہ وفات ظاہری و حضور مرقد و ذکر مجرد سب برابر ہے اور ان کے سوا عبارت اخیرہ سے جو اور فوائد جمیلہ و فوائد جلیلہ

طرف کردہ بعد نماز صبح بنشیند کہ محبت میں عفیہ کہ فرزند ماست در دل فقیر تاثیر کردہ است“ میں نے اور گھر والوں نے شاہجہان آباد کی طرف جو خط لکھا ہے وہ بشرط امن مبارک ہے اور تمہارے پہنچنے تک ان شاء اللہ فقیر روزانہ ایک دو گھڑی حلقہ ذکر سے قبل یا بعد باہر آ کر آپ کی مستورہ بیوی کی طرف توجہ کرتا ہے، ہو سکے تو روزانہ فیض کا متوقع ہو کر اس طرف منہ کر کے صبح کی نماز کے بعد بیٹھا کرو تا کہ اس پاکیزہ کی جو میری بیٹی ہے کی محبت کی تاثیر اس فقیر کے دل پر ہو۔

(مکتوبات مرزا مظہر جانجاناں، از مجموعہ کلمات طیبات، مکتوب سی و ہفتم، ص 47، مطبوعہ مطبع مجتہائی، دہلی)

دوسرے مکتوب میں فرماتے ہیں ”جان من سلامت باشی دریں مدت مفادقت دو در قعہ شمار سید و حرز جاں اگر دید باید دید کہ انتظار با ما چہ میکند“ ہر صبح بعد نماز متوجہ بفقیر بنشینید بے ناغہ توجہ می دہم از کسی توجہ نگیرید زیادہ عمر و مزہ عمر باد ملخصاً“ ترجمہ: میری جان! سلامت رہو، اس جدائی کی مدت میں تمہارے دور قے ملے ہیں جو حرز جاں ہیں، غور کرو کہ ہمارا انتظار کیا اثر کرتا ہے روزانہ صبح کی نماز کے بعد مجھ فقیر کی طرف منہ کر کے بیٹھا کرو اور ناغہ نہ کرو، میں خود توجہ کیا کروں گا کسی دوسرے کی توجہ کی ضرورت نہیں ان شاء اللہ عمر زیادہ اور عمر کا مزہ بھی پاؤ گے۔

(مکتوبات مرزا جانجاناں از مجموعہ کلمات طیبات، مکتوب چہل و دوم، ص 49، مطبوعہ مطبع مجتہائی، دہلی)

انہیں مرزا صاحب کے ملفوظات میں ہے ”نسبت ما بجناب

نمی شود مگر در گزشتگان بلکه در ہر جزو زمان وجود این جنس عزیزاں کمتر بودہ است چہ جائے این زماں کہ پرفتنہ و فساد است“ ترجمہ: ان کی جو قدر ہم جانتے ہیں تم کیا جانو، ہندوستان کے لوگوں کے احوال ہم سے مخفی نہیں کیونکہ ہندوستان فقیر کا جائے پیدائش و پرورش ہے اور عرب بھی میں نے دیکھا ہے اور اس کی سیر کی ہے اور ولایت کے لوگوں کے احوال بھی سنے ہیں، تحقیق کی ہے کہ ان صاحب عزت، جو کہ شریعت و طریقت کے مرتبہ پر فائز ہیں اور کتاب و سنت پر عمل پیرا ہیں اور طالب حضرات کی رہنمائی میں عظمت اور مضبوطی رکھتے ہیں، جیسا بلا مذکورہ میں فی زمانہ کوئی نہیں ہے گزشتہ لوگوں (اسلاف میں ہو سکتا ہے، بلکہ ہر دور میں ان جیسے بزرگ بہت کم ہوئے ہیں اس پر فتن زمانہ کی بات ہی کیا ہے۔

(حاشیہ مکتوبات شاہ ولی اللہ دہلوی از مجموعہ کلمات طیبات، فصل چہارم ”مکاتیب شاہ ولی اللہ“، ص 158، مطبوعہ مجتہائی، دہلی)

بہی جناب مرزا صاحب اپنے مکتوبات میں ایک مرید رشید کو (جن کی بی بی کی نسبت فرمایا: تخمے پاک در خاک آں عفیہ کاشتہ ایمر بروقت مقدس سرسبز خواہد شد) ہم نے اس پاکیزہ کی مٹی میں ایک پاک بیج کاشت کیا ہے جو مقررہ وقت پر سرسبز ہوگا) تحریر فرماتے ہیں ”انچہ از قصد خود و مردمر خانہ بجانب شاہجہاں آباد نوشتہ اند بشرط امن مبارک ست و تار سیدن شما فقیر ان شا اللہ تعالیٰ بعد نماز یک دو گھڑی روز پر آمدہ پیش از حلقہ یا بعد آں بجانب آں مستودہ شما متوجہ خواہد شد باید کہ ہر روز منتظر و متوقع فیض درو بایں طرف کردہ بعد نماز صبح درو بایں

طیبہ مشائخ متوجہ شد، و برائے ایشان فاتحہ خواند یا بزیارت قبر ایشان دروازا انجا انجذاب در پیوزہ کند“ ترجمہ: مشائخ کی ارواح کی طرف متوجہ ہوا اور ان کے لئے فاتحہ پڑھوا اور ان کی قبروں کی زیارت کے لئے جاؤ اور وہاں سے فیض حاصل کرو۔

(ہمعات، ص 34، مطبوعہ اکادمیہ الشاہ ولی اللہ الدہلوی، حیدرآباد)

امام علامہ ابن حجر کی شافعی رحمۃ اللہ علیہ الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ العثمان میں فرماتے ہیں ”لم یزل العلماء و ذوالحاجات یزورون قبر الامام ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و یتوسلون عنده فی قضاء حوائجہم و یرون نوح ذلك، منهم الامام الشافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فانہ جاء عنہ انه قال انی لا تبرک بابی حنیفۃ واجیء الی قبرہ فاذا عرضت لی حاجة صلیت رکعتین و جئت الی قبرہ و سألت اللہ تعالیٰ عنده فتقضی سریعا“ یعنی ہمیشہ سے علماء اہل حاجت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک کی زیارت اور اپنی حاجت روائیوں کو بارگاہ الہی میں اُن سے توسل کرتے اور اس سبب سے فوراً مرادیں پاتے ہیں اُن میں سے ہیں امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ فرماتے ہیں میں ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تبرک کرتا اور اُن کی قبر پر جاتا ہوں اور جب مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے دو رکعت نماز پڑھتا اور ان کی قبر کی طرف آ کر خدا سے سوال کرتا ہوں کچھ دیر نہیں لگتی کہ حاجت روا ہوتی ہے۔

(الخیرات الحسان، الفصل الخامس والثلاثون فی تادب الائمة، ص 149، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

افعال نماز غوثیہ پر دلائل

نماز غوثیہ میں دو رکعت پڑھ کر عراق کی طرف منہ کر کے گیارہ قدم چل

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے درسد و فقیر دنیا ازے خاص بآنجناب ثابت ست در وقت عروض عارضہ جسمانی توجہ بآنحضرت واقع می شود و سبب حصول شفا میگردد“ ترجمہ: میرا خاص تعلق حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے قائم ہے اور فقیر کو آپ سے خاص نیاز حاصل ہے، فقیر جسمانی عارضہ کے وقت آپ کی طرف توجہ کرتا اور شفا پاتا ہے۔

(ملفوظات مرزا مظہر جانجاناں از مجموعہ کلمات طبیات ملفوظات، مکتوب چہل و دوم، ص 78، مطبوعہ مطبع مجتہائی، دہلی)

شاہ ولی اللہ صاحب نے مکتوب شرح رباعیات میں اپنی یہ رباعی لکھی:

آنانکہ زاو ناس بھیمی جستند بال جسہ انوار قدم پیوستند فیض قدس از ہمت ایشان میجو دروازا فیض قدس ایشان ہستند ترجمہ: وہ ذات جس سے لوگ بھلائی چاہتے ہیں اور ان کے قدم کے انوار لباس بناتے ہیں ان کی توجہ سے مقدس فیض کی خواہش کر کیونکہ وہ فیض قدس کا دروازہ ہیں۔

(مکتوبات شاہ ولی اللہ از مجموعہ کلمات طبیات، مکتوب بست و دوم در شرح رباعیات، ص 194، مطبوعہ مطبع مجتہائی، دہلی)

پھر اس کی شرح میں لکھا ”یعنی توجہ بادرواح طیبہ مشائخ در تہذیب روح و سرنفع بلیغ دارد“ یعنی مشائخ کی ارواح طیبہ کی طرف توجہ روح اور سر کی صفائی میں انتہائی مفید ہے۔

(شرح رباعیات شاہ ولی اللہ از مجموعہ کلمات طبیات، مکتوب بست و دوم در شرح رباعیات، ص 194، مطبوعہ مطبع مجتہائی، دہلی)

انہیں شاہ صاحب نے ہمعات میں حدیث نفس کا یوں علاج بتایا ”بادرواح

أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفِرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوْ جَدُّوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا ﴿٥٠﴾ اور اگر وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے حضور حاضر ہو کر خدا سے بخشش چاہیں اور رسول اُن کے لئے استغفار کرے تو بیشک اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔
(پ 5، سورۃ النساء، آیت 46)

سبحان اللہ خدا ہر جگہ سنتا ہے اور بے سبب مغفرت فرماتا ہے مگر ارشاد یوں ہوتا ہے کہ گنہگار بندے تیری خدمت میں حاضر ہو کر ہم سے دعائے بخشش کریں اور قدیماً و حدیثاً (زمانہ قدیم اور زمانہ قریب میں) علماء و صلحا اس آیہ کریمہ کو زمانہ حیات و وفات سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عام اور حاضری مزار مبارک کو حاضری مجلس اقدس کی مثل سمجھا کئے اور اوقات زیارت میں یہی آیہ کریمہ تلاوت کر کے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے رہے اس مضمون کی بہت روایات و حکایات (1) مواہب لدنیہ و مخ محمدیہ و (2) مدارج النبوة و (3) جذب القلوب الی دیار المحبوب و (4) خلاصۃ الوفا فی اخبار دار المصطفیٰ وغیرہ تصانیف علما میں مذکور مشہور ہیں۔

اسی طرح بہت علما مصنفان مناسک باب زیارت شریفہ مدنیہ طیبہ میں وقت حاضری اس آیت کو پڑھ کر استغفار کا حکم دیتے ہیں تو ثابت ہوا کہ محبوبان خدا کی طرف جانا اور بعد وصال اُن کی قبور کی طرف چلنا دونوں یکساں جیسا کہ سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا امام ابو حنیفہ کے مزار فائض الانوار کے ساتھ کیا کرتے۔ اب یہ کہ گدائے سرکار قادریہ اس آستان فیض نشان سے دور و مجبور ہے گو بعد نماز مزار اقدس تک جانے کی حقیقت اسے میسر نہیں تاہم دل سے توجہ کرنا اور چند قدم اس سمت چل کر اُن چلنے والوں کی شکل بنانا ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیث حسن میں فرمایا ((مَنْ تَشَبَهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ)) ترجمہ: جو کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ

کر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نداء کر کے آپ سے توسل کرتے ہیں، ان افعال کی حکمتیں اور ان پر عقلی اور نقلی دلائل بیان کرتے ہوئے امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فقیر کہتا ہے غفر اللہ تعالیٰ لہ یہاں نکات عامضہ (باریک اور گہرے نکات) ہیں کہ ان پر مطلع نہیں ہوتے مگر توفیق والے۔

اولاً: جب معلوم ہو لیا کہ حق جہ دہلا عز مجرہ کی طرف اس کے محبوبوں سے توسل محمود مقصود و سنت ماثورہ و طریقہ مامورہ اور ہنگام توسل (ان سے توسل کے وقت) ان کی جانب توجہ درکار، یہاں تک کہ جب خلیفہ ابو جعفر منصور عباسی نے سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: دعا میں قبلہ کی طرف منہ کروں یا مزار مبارک حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف؟ فرمایا ”وَلَمْ تَصْرَفْ وَجْهَكَ عَنْهُ وَهُوَ وَسِيلَتُكَ وَوَسِيلَةُ إِبْرَاهِيمَ أَدَمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى يَوْمَ الْقِيَمَةِ بَلِ اسْتَقْبَلَهُ وَاسْتَشْفَعَ بِهِ فَيَشْفَعُكَ اللَّهُ تَعَالَى“ کیوں اپنا منہ ان سے پھیرتا ہے وہ قیامت کو تیرا اور تیرے باپ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ ہیں بلکہ انہیں کی طرف منہ کر اور شفاعت مانگ کہ اللہ تعالیٰ تیری درخواست قبول فرمائے۔

(کتاب الشفاء، فصل واعلم ان حرمتہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 2، ص 35، مطبوعہ شرکتہ صحافیۃ فی بلاد عثمانیۃ)

اور سوال حاجت سے پہلے دو رکعت نماز کی تقدیم مناسب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ﴾ ترجمہ: صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو۔
(پ 2، سورۃ البقرہ، آیت 153)

پھر کامل اکسیر یہ ہے کہ کسی محبوب خدا کے قریب جائے اسی طرف حق جہ دہلا نے قرآن عظیم میں ہدایت فرمائی کہ ارشاد کرتا ہے ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا

میں کہتا ہوں جب آستین گلے میں باندھنا با آنکھ طرف ماثورہ میں وارد نہیں، اس وجہ سے کہ اس میں تضرع مخفی کا اظہار شدید ہے، اگرچہ نفس اظہار گڑگڑانے کی صورت سے حاصل تھا، جائز ٹھہرا تو یہ چند قدم جانب عراق محترم چلنا اس وجہ سے کہ اس میں توجہ مخفی کا اظہار قوی ہے کیونکر ناجائز ہوگا۔

ثالثاً: ظاہر مصلح خاطر (ظاہر دل کے لیے مصلح ہے) ولہذا جس امر میں جمع عزیمت وصدق ارادت (سچے ارادے) کا اہتمام چاہتے ہیں وہاں اس کے مناسب احوال جوارح (ظاہری اعضاء کے احوال) رکھے جاتے ہیں کہ ان کی مدد سے خاطر جمع (دل جمعی رہے) اور انتشار دفع ہو، اسی لئے نماز میں تلفظ بہ نیت قصد جمع عزیمت (نیت میں دل جمعی کے لیے زبان سے تلفظ) علماء نے مستحسن رکھا کمافی المبسوط والہدایۃ والکافی والحلیۃ وغیرہا (جیسا کہ مبسوط، ہدایہ، کافی اور حلیہ وغیرہ میں ہے)

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ میں لکھتے ہیں ”من جبلة الإنسان أنه إذا استقر في قلبه شيء جرى حسب ذلك الأركان واللسان، وهو قوله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنْ فِي جَسَدِ بْنِ آدَمَ مُضْغَةٌ" الْحَدِيثُ فَفَعَلَ اللِّسَانُ وَالْأَرْكَانُ أَقْرَبَ مَظَنَّةً وَخَلِيفَةً لِفِعْلِ الْقَلْبِ“ ترجمہ: انسانی فطرت ہے کہ جب کوئی چیز اس کے دل میں جم جاتی ہے تو اعضاء اور زبان اسی کے مطابق حرکت کرتے ہیں اور حضور علیہ (الصلوة والسلام) کے اس ارشاد مبارک کا کہ انسان کے جسم میں ایک ٹکڑا ہے الحدیث، پس زبان اور اعضاء کی حرکت دل کے فعل کے تابع ہوتی ہے۔

(حجة الله البالغة، الامور التي لا بد منها في الصلوة، ج 2، ص 5، مطبوعہ المكتبة السلفية، لاہور)

اور یہی سر ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین (ہاتھ اٹھانا) اور تشہد میں

انگشت شہادت سے اشارہ مقرر ہوا، شاہ ولی اللہ اسی کتاب میں لکھتے ہیں ”او الھیآت

انہیں سے ہے۔

(مسند احمد بن حنبل، مروی از عبد اللہ ابن عمر، ج 2، ص 50، مطبوعہ دار الفکر، بیروت) ☆
(مجمع الزوائد بحوالہ معجم اوسط، کتاب الزہد، ج 10، ص 271، مطبوعہ دار الکتاب العربیہ، بیروت)

ثانیاً: توسل میں توجہ باطن ضروری ہے اور ظاہر عنوان باطن (یعنی ظاہر سے باطن کا پتا چلتا ہے)، لہذا یہ چلنا مقرر ہوا کہ حالت قالب (جسم کی حالت) حالت قلب (دل کی حالت) پر شاہد ہو جس طرح سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے استسقا (طلب بارش) میں قلب ردا (چادر کو الٹا) فرمایا کہ قلب لباس (لباس کی تبدیلی) قلب احوال (احوال کی تبدیلی) وکشف باس (تکلیف کے ختم ہونے) کی خبر دے، شاہ ولی اللہ نے قول الجھیل میں قضائے حاجت کے لئے ”صلوۃ کن فیکون“ کی ترکیب لکھی جس کے آخر میں ہے کہ پھر پگڑی اتارے، آستین گلے میں ڈالے، پچاس بار دعا کرے، ضرور مستجاب ہو۔

(القول الجمیل مترجم اردو، پانچویں فصل صلوۃ کن فیکون، ص 73، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

اس پر ان کے صاحبزادے شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں ”بعض ناواقفوں نے اعتراض کیا ہے، آستین گردن میں ڈالنا کیونکر جائز ہوگا، حالانکہ ادعیہ ماثورہ میں یہ ثابت نہیں، ہم جواب دیتے ہیں کہ قلب ردا یعنی چادر کا اُلٹنا پلٹنا نماز استسقاء میں رسول علیہ (السلام) سے ثابت ہے تا حال عالم کا بدل جائے تو اس طرح آستین گردن میں ڈالنا، امر مخفی کے اظہار کے واسطے یعنی تضرع کے واسطے حصول شعار گردش حال کے یا مقصود کے کیونکر ناجائز ہوگا۔

(شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل، پانچویں فصل صلوۃ کن فیکون، ص 74، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

گو مکر محروم پیغمبر باش (اگرچہ مکر خیر سے محروم ہے) ع

ذوقِ ایں مے نہ شناسی بخدا تانچشی
ترجمہ: اس شراب کا مزہ تو اسے چکھے بغیر نہ پاسکے گا۔

دابعاً: سنتِ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نزول فرمایا اور تقصیر واقع ہو عمل صالح وہاں سے ہٹ کر کرے اسی لئے جب ایک بار سفر میں آخر شب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نزول فرمایا اور آنکھ نہ کھلی یہاں تک کہ آفتاب چمکا، حضور نے وہاں نماز نہ پڑھی اور فرمایا اس جگہ شیطان حاضر ہوا تھا اپنے مرکبوں (سوار یوں) کو یونہی لئے چلے آؤ، پھر وہاں سے تجاوز فرما کر نماز قضا کی۔

(صحیح مسلم، باب قضاء الصلوة الفائتہ، ج 1، ص 238، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی)

یہاں بھی جب یہ محتاجِ دو رکعت نماز پڑھ چکا اور اب وقت وہ آیا کہ جہتِ توسل کی طرف منہ کر کے اللہ جل جلالہ سے دعا چاہتا ہے، نفس نماز میں جو قلتِ حضور وغیرہ قصور سرزد ہوئے یاد آئے اور سمجھا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں شیطان کے دخل نے مجھ سے مناجاتِ الہی میں تقصیر کرا دی، ناچار ہٹتا ہے اور پُر ظاہر کہ جہتِ توجہ اس کے لئے اولیٰ وایسر (آسان)، یمنیاً و شمالاً انصراف (دائیں بائیں پھرنے) میں ترکِ توجہ، اور رجعتِ قہقری (پاؤں کے بل پیچھے ہٹنے میں) بعد (دوری) کی صورت اور اقبال (آگے بڑھنا) نشانِ اقبال (ترقی کی علامت) فکان هو المختار (لہذا یہی مختار ٹھہرا)۔

خامساً: خادمِ شرع جانتا ہے کہ صاحبِ شرع صلی اللہ علیہ وسلم کو باب

دعا میں تفاؤل (نیک شگونی) پر بہت نظر ہے اسی لئے استسقاء (طلبِ بارش) میں قلبِ رد (چادر کو الٹا) فرمایا کہ تبدل حال کی فال ہو، حدیث میں ہے ((اُسْتُسْقِيَ

المندوبة ترجع إلى معان: مِنْهَا تَحْقِيقُ الْخُضُوعِ، وَضَمُّ الْأَطْرَافِ، وَالتَّنْبِيهِ لِلنَّفْسِ عَلَى مِثْلِ الْحَالِ الَّتِي تَعْتَرِي السُّوقَةَ عِنْدَ مُنَاجَاةِ الْمَلُوكِ مِنَ الْهَيْبَةِ وَالْدهْشِ، كَصَفِّ الْقَدَمَيْنِ. وَوَضْعُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى. وَقَصْرُ النَّظَرِ. وَتَرْكُ الْإِلْتِفَاتِ وَمِنْهَا مُحَاكَاةُ ذِكْرِ اللَّهِ وَإِثَارِهِ عَلَى مَنْ سِوَاهُ بِأَصَابِعِهِ وَيَدِهِ حَذْوَمَا يَعْلُقُهُ بِجَنَانِهِ، وَيَقُولُهُ بِلِسَانِهِ، كَرَفْعِ الْيَدَيْنِ، وَالْإِشَارَةِ بِالْمَسْبُوحَةِ، لِيَكُونَ بَعْضُ الْأَمْرِ مُعَاظِدًا لِبَعْضٍ ” ترجمہ: مستحب حالت کئی معانی کی طرف راجع ہے، ایک خشوع کا پایا جانا، جیسے قدموں کا برابر ہونا، اور ایک اللہ تعالیٰ کے ذکر کی حکایت ہاتھ اور انگلیوں سے کرنا تا کہ دل میں جو کچھ ہے اس کی مطابقت ہو سکے، جیسے ہاتھ اٹھانا اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا جس سے بعض افعال کی بعض سے تقویت ہوتی ہے۔

(حجة الله البالغہ، اذکار الصلوة وبیاتھا المندوب البہا، ج 2، ص 7، مطبوعہ المكتبة السلفية، لاہور)
اور اسی قبیل سے ہے دعائیں ہاتھ اٹھانا چہرے پر پھیرنا، شاہ ولی اللہ تصریح کرتے ہیں کہ یہ افعال رغبتِ باطنی کی تصویر بنانے کو ہیں کہ قلب اس پر خوب متنبہ ہو جائے اور حالتِ قلب ہیأت سے تائید پائے۔ کتاب مذکور میں ہے ”وَأَمَّا رَفْعُ الْيَدَيْنِ وَمَسْحُ الْوَجْهِ بِهَمَا فَتَصَوِيرٌ لِلرَّغْبَةِ، وَمُظَاهَرَةٌ بَيْنَ الْهَيْئَةِ الْفَنَاسَانِيَةِ وَمَا يُنَاسِبُهَا مِنَ الْهَيْئَةِ الْبَدَنِيَّةِ وَتَنْبِيهِ لِلنَّفْسِ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ ” ترجمہ: اور ہاتھ اٹھانا اور دعا کے بعد ہاتھوں کو چہرے پر ملنا یہ اپنی دعا میں رغبت کا اظہار ہے اور ہیئتِ نفسانیہ کی تصویر اور ہیئتِ بدنیہ کی مناسبت ہے اور نفس کو اپنی حالت پر تنبیہ ہے۔

(حجة الله البالغہ، الاذکار وما يتعلق بہا، ج 2، ص 75، مطبوعہ المكتبة السلفية، لاہور)

یعینہ یہی حالت اس چلنے کی ہے کہ رغبتِ باطنی کی پوری تصویر بتاتا اور قلب کو انجذب اب تمام پر متنبہ کرتا ہے جیسا کہ اس عمل شریف کے بجالانے والوں پر روشن،

اسی لئے ہنگام استسقا (طلب بارش کے وقت) پشت دست (ہاتھ کی پشت) جانب آسمان رکھے کہ ابر چھانے اور باران (بارش) آنے کی فال ہو۔

(التیسیر شرح الجامع الصغیر، حدیث اذا رأى احدكم كى تحت، ج 1، ص 97، مکتبہ امام الشافعی، الرياض)

مسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَسْقَى، فَأَشَارَ بظَهْرِ كَفِّهِ إِلَى السَّمَاءِ)) ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب بارش کے لئے دعا فرماتے تو ہتھیلی مبارک کی پشت سے آسمان کی طرف اشارہ فرماتے۔

(صحیح مسلم، کتاب صلوٰۃ الاستسقاء، ج 1، ص 293، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی)

اشعة الممعات شرح مشکوٰۃ میں ہے ”طیبی گفتمہ ایس نیز برائے تفاول ست بقلب وتبدل حال مثل صنیع و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در تحویل در اشارتست بمطلوب کہ بطون سحاب بجانب زمین گگرد و بریزد انچه در دست از امطار واللہ تعالیٰ اعلم“ ترجمہ: طیبی نے فرمایا یہ عمل بھی حالت کو تبدیل کرنے کی نیک فال کے طور پر ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چادر تبدیل کرتے تھے جس میں بادلوں کے پیٹ زمین کی طرف ہو جانے اور بادلوں سے بارش ہونے کے مطلوب کی طرف اشارہ تھا واللہ تعالیٰ اعلم۔

(اشعة الممعات، کتاب صلوٰۃ الاستسقاء، ج 1، ص 623، مطبوعہ نوریہ رضویہ، سکھر)

اسی لئے علما نے مستحب رکھا، جب دفع بلا کے لئے دعا ہو، پشت دست (ہاتھ کی پشت) سوئے سما (آسمان کی طرف) ہو، گویا تھوں سے آتش فتنہ کو بجھاتا اور جوش بلا کو دباتا ہے۔ اشعہ میں ہے ”گفتمہ اندچوں دعا برائے طلب

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَوْلَ رِءَاةٍ لِيَتَحَوَّلَ الْقُحُطُ)) ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طلب بارش کے لئے دعا کی اور چادر مبارک مبارک کو پھیرا (الٹا کیا) تاکہ قحط پھر جائے (یعنی ختم ہو جائے)

(سنن الدارقطنی، کتاب الاستسقاء، ج 2، ص 66، مطبوعہ نشر السنۃ، ملتان)

امام نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں ”قَالُوا وَالتَّحْوِيلُ شَرْعٌ تَفَاوُلًا بِتَغْيِيرِ الْحَالِ مِنَ الْقَحْطِ إِلَى نَزُولِ الْغَيْثِ وَالْخُصْبِ وَمِنْ ضَيْقِ الْحَالِ إِلَى سَعَتِهِ

“ترجمہ: ائمہ کرام نے فرمایا کہ چادر الٹا نا اس لئے مشہور ہے کہ قحط سے بارش کی طرف اور تنگی سے خوشحالی کی طرف حالت کو تبدیل کرنے کے لئے نیک فال بن سکے۔

(شرح مسلم للنووی مع مسلم، کتاب صلوٰۃ الاستسقاء، ج 1، ص 292، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی)

اسی لئے بدخوابی کے بعد جو اس کے دفع شرکی دعا تعلیم فرمائی، ساتھ ہی یہ بھی ارشاد ہوا کہ کروٹ بدل لے تاکہ اس حال کے بدل جانے پر فال حسن ہو، حدیث پاک میں ہے ((إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ الرُّؤْيَا يَكْرَهُهَا فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ثَلَاثًا، وَيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ)) ترجمہ: حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو تین مرتبہ بائیں جانب تھو کے اور اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم تین مرتبہ پڑھے اور اپنی کروٹ دوسری جانب بدلے۔

(صحیح مسلم، کتاب الرؤیا، ج 2، ص 241، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی) ☆ (سنن ابوداؤد، باب فی الرؤیا، ج 2، ص 685، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی)

علامہ مناوی تیسیر میں لکھتے ہیں ”تفاؤلًا بتحول تلك الحال“ ترجمہ: تاکہ اس سے نجات کے لئے نیک فال بن سکے۔

کے طور پر۔

(التيسير شرح الجامع الصغير، حديث كان اذا رفع يديه في الدعاء تحت ج 2، ص 250، مكتبة امام الشافعي، الرياض)

ابوداؤد کی اسی مفہوم کی ایک حدیث کے نیچے لکھا ”تفاؤل و تيامنا بان كفيه ملتئا خيرا فافاض منه على وجهه“ ترجمہ: یہ نیک فال ہو سکے ہاتھ خیر سے بھر گئے ہیں اور اس خیر کو چہرہ پر فائز فرمایا۔

(التيسير شرح الجامع الصغير، حديث كان اذا دعا رفع كفي تحت ج 2، ص 249، مكتبة امام الشافعي، الرياض)

ابوداؤد کی ایک اور حدیث پاک کے تحت میں لکھا: تفاؤلا باصابة المطلوب وتبركا بايصاله الى وجهه الذي هو اشرف الاعضاء ومنه يسرى الى بقية البدن“ تاکہ نیک فال ہو سکے کہ مطلوب پالیا اور اس کو برکت کے لئے چہرے تک پہنچایا جو کہ اعضا میں افضل ہے اور اس سے تمام بدن میں سرایت کرے۔
(التيسير شرح الجامع الصغير، حديث سلوا لله كفي تحت ج 2، ص 60، مكتبة امام الشافعي، الرياض)

فاضل علی قاری نے حزن میں فرمایا ”لعل وجهه انه ايماء الى قبول الدعاء و تفاؤل بدفع البلاء و حصول العطاء فان الله سبحانه يستجيب ان يرد يد عبد صفرا اى خاليا من الخير فى الخلاء والملاء“ ترجمہ: ہو سکتا ہے کہ یہ اس بات کا اشارہ ہو کہ دعا قبول ہو چکی ہے اور دفع بلا اور حصول عطا کے لئے نیک فال بن سکے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ہاتھوں کو خلاء اور ملاء میں خیر سے خالی لوٹانے پر حیا فرماتا ہے۔

(حزن میں حواشی حصن حصن حصن، آداب الدعاء، ص 11، افضل المطابع، انڈیا)
اسی طرح صاحب شرع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نائب جلیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وسوال چیزے از نعم ما بود مستحب است کہ گگردانیده شود بطن کفها بجانب آسمان و هرگاه کہ برائے دفع و منع فتنه و بلا باشد پشت هائے دست بجانب آسمان کند از برائے اطفائے نائره فتنه و بلا و پست کردن قوت حادثه و غلبه آن“ ترجمہ: علما نے فرمایا ہے کہ جب کسی نعمت کے حصول کے لئے دعا کی جائے تو مستحب یہ ہے کہ دعا میں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو آسمان کی طرف کیا جائے اور اگر کسی دفع شر کے لئے دعا کی جائے تو پھر ہاتھوں کی پشت کو آسمان کی طرف کیا جائے تاکہ فتنہ اور مصیبت کی شدت کم ہو اور حادثہ کی قوت و غلبہ پست ہو جائے۔

(اشعة اللمعات، كتاب صلوة الاستسقا، ج 1، ص 623، مطبوعه نوريه رضويه، سكره)
اسی لئے دعا کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرنا مسنون ہوا کہ حصول مراد و قبول دعا کی فال ہو گویا دونوں ہاتھ خیر و برکت سے بھر گئے اس نے وہ برکت اعلیٰ و اشرف اعضا پر اُلٹ لی کہ اس کے توسط سے سب بدن کو پہنچ جائے گی۔ ترمذی و حاکم کی حدیث میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ، لَمْ يَحْطِهُمَا حَتَّى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ))
ترجمہ: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دعا میں ہاتھ اٹھاتے تو چہرہ مبارک پر پھیرے بغیر ہاتھوں کو نیچے نہ کرتے۔

(جامع الترمذی، الدعوات، باب ماجاء في رفع الايدي عند الدعاء، ج 2، ص 174، مطبوعه امين كمپنى كتب خانہ رشيدية، دہلی) ☆ (المستدرک على الصحيحين، كتاب الدعاء مسح الوجه باليدین، ج 1، ص 536، مطبوعه دار الفكر، بیروت)

علامہ عبدالرؤف مناوی تیسیر میں فرماتے ہیں ”تفاؤل باصابة المراد وحصول الامداد“ ترجمہ: مراد کو پانے اور امداد حاصل کرنے کے لئے نیک فال

وللارض من كأس الكرام نصيب

ترجمہ: کریم حضرات کے پیالوں سے زمین کا بھی حصہ ہے۔

جیسے نماز کہ اس کے اکثر افعال واحکام ان اسرار و حکم پر مبنی جو حقیقہ صرف احوالِ سنۂ اہلِ قلوب پر مبنی پھر عوام بھی صورتِ احکام میں ان کے مشارک (شریک ہیں) مثلاً نمازِ نہاری (دن کی نماز) میں اخفاء (آہستہ قراءت کرنا) واجب ہو اور لیلی (رات کی نماز) میں جہر (بلند آواز سے قراءت ہے) کہ لیل (رات) آیت لطف (لطف کی علامت) ہے اور اس کی تجلی لطیف اور نہار (دن) آیت قہری (قہر کی علامت) ہے اور اس کی تجلی شدید پھر تجلی جہری سری سے بہت قوی و گرم تر، لہذا تعدیل (توازن) کے لئے تجلی قہری کے ساتھ ٹھنڈی تجلی رکھی گئی اور لطفی کے ساتھ گرم۔

جمعہ و عیدین میں باوجود نہاری حکم جہر ہوا کہ بوجہ کثرتِ حاضرین اُنس حاصل اور دہشتِ زائل اور قلب بوجہ شہودِ تجلی سے قدرے ذائل بھی ہوگا، معہذا (اس ساتھ ساتھ) ایک ہفتہ کی تقصیرات (خطائیں) جمع ہو کر حجاب (پردے) میں گو نہ قوت پیدا کرتی ہیں تو گاہے یہ معالجہ (علاج) مناسب ہوا جو اپنی حرارت سے اسے گلادے جیسے اطباء خطوطِ دقیقہ دیکھنے سے منع کرتے اور نادراً (کبھی کبھی) بغرض تمرین (مشق کی غرض سے) اسے علاج سمجھتے ہیں۔

اور کسوف (سورج گرہن کی نماز) میں گوجاعت کثیر اور وقفہ طویل ہے پھر بھی اخفاء (آہستہ) ہی رہا کہ وہ وقت تخویف و تجلی جلال اور وقفہ طویل ہے جہر نہ ہو سکے گا، اسی لئے ہمارے نزدیک نمازِ جنازہ میں اصلاً قراءت نہیں کہ یہ ہیبتِ عظیم و تجلی جلال، تجلی شدید قرآنی سے جمع نہ ہو اور جو قراءت کہتے ہیں وہ بھی جہر نہیں رکھتے کہ شدتِ بر شدت بڑھ جائے گی۔

نے مقاصدِ شرع پر لحاظ فرما کر خاص ان کے موافق یہ چلنا مقرر فرمایا کہ نفیِ اعراض و عطائے قربت و حصولِ اغراض و اقبالِ اجابت کے لئے فالِ حسن ہو۔

سادساً: صحیح مسلم شریف میں بروایت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ثابت کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عین نماز میں چند قدم آگے بڑھے جب جنتِ خدمت اقدس میں اتنی قریب حاضر کی گئی کہ دیوارِ قبلہ میں نظر آئی یہاں تک کہ حضور بڑھے تو اس کے خوشہ ہائے انگور دستِ اقدس کے قابو میں تھے اور یہ نماز صلوٰۃ الکسوف تھی۔ (صحیح مسلم، کتاب الکسوف، ج 1، ص 297، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی)

اسی طرح جب اربابِ باطن واصحابِ مشاہدہ یہ نماز پڑھ کر روجہ تو سل (توسل کی خاطر) عراقِ شریف کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، انوار و برکات و فیوض و خیرات اس جانبِ مبارک سے باہزاراں جوش و ہجوم پیہم آتے نظر آتے ہیں، یہ بیتابانہ ان خوشہائے انگورِ جنتِ نور و باغاتِ سرور کی طرف قدم شوق پر بڑھتے اور ان عزیزِ مہمانوں کے لئے رسمِ باجمال تلقی و استقبال بجالاتے ہیں، سبحان اللہ کیا جائے انکار ہے اس نیک بندے پر جو اپنے رب کی برکات و خیرات کی طرف مسارعت کرے۔

ان جنتکم قاصداً سعی علی بصری لم اقض حقاً وای الحق ادیت ترجمہ: اگر میں تمہارے قصد سے آؤں تو آنکھوں کے بل دوڑتا ہوا آؤں، تو حق ادا نہ کر سکوں اور کون ناحق ہے جو میں نے ادا کر دیا ہے۔

رہے ہم عامی جن کا حصہ یہی شفقہ لسان واضطرابِ ارکان ہے و بس، نسأل اللہ العفو والعافیۃ (ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں)۔

ہم اس امرِ جمیل میں اُن اہلِ بصائر کے طفیلی ہیں: ع

بوند پانی کی زمین پر پڑی رہ گئی حضور پر نور نے روئی کے پھوئے سے اٹھا کر زمین میں دفن کر دی اور فرمایا سُبْحَانَ اللَّهِ تَجَلَّى کے سبب اپنی اصل کی طرف پلٹ گیا۔

(المیزان الکبریٰ، باب صفة الصلوة، ج 1، ص 157، مطبوعہ مصطفیٰ البابی، مصر)

قسمت نگر کہ کشتہ شمشیر عشق یافت
مرگے کہ زندگان بدعا آرزو کنند
ترجمہ: قسمت دیکھ کہ عشق کی تلوار کے مقتول نے ایسی موت کو پایا جس کے لئے زندہ لوگ دعا کی آرزو کرتے ہیں۔

سابعاً: دیدہ انصاف بے غبار و صاف ہو تو احادیث صحیحہ سے اس کا بھی پتا چلتا ہے کہ جہاں جانا چاہے اس طرف چند قدم قریب ہونا اور جہاں سے جدائی مقصود ہو اس سے کچھ گام دور ہونا بھی نافع و بکار آمد ہوتا ہے جب کمال قرب و بعد میسر نہ ہو۔ طبرانی نے بمعجم کبیر اور حاکم نے بسند صحیح مستدرک میں بشرط شیخین ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ((كُلُّ شَيْءٍ يَتَكَلَّمُ بِهِ ابْنُ آدَمَ فَإِنَّهُ مَكْتُوبٌ عَلَيْهِ، فَإِذَا أَخْطَأَ خَطِيئَةً فَأَحَبُّ أَنْ يَتُوبَ إِلَى اللَّهِ فَلَئِنْ رَفِيعَهُ فَلْيَمْدِدْ يَدَيْهِ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَتُوبُ إِلَيْكَ مِنْهَا لَا أَرْجِعُ إِلَيْهَا أَبَدًا فَإِنَّهُ يُغْفَرُ لَهُ مَا لَمْ يَرْجِعْ فِي عَمَلِهِ ذَلِكَ)) ترجمہ: آدمی کا ہر بول اس پر لکھا جاتا ہے تو جو گناہ کرے پھر اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرنا چاہے اسے چاہئے بلند جگہ پر جائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہاتھ پھیلا کر کہے الہی! میں اس گناہ سے تیری طرف رجوع لاتا ہوں، اب کبھی اُدھر عود نہ کروں گا، اللہ تعالیٰ اس کے لئے مغفرت فرما دے گا جب تک اس گناہ کو پھر نہ کرے۔

(المستدرک علی الصحیحین، کتاب الدعاء دعا قضاء الرین، ج 1، ص 516، مطبوعہ دار الفکر)

(بیروت)

شب کو آٹھ رکعت تک ایک نیت سے جائز اور دن کو چار سے زیادہ منع کہ سنت الہیہ ہے تجلی شیعاً فشیئاً وارد کرتے اور ہر ثانی میں اول سے قوی بھیجتے ہیں تو تجلی گرم، نہاری (دن والی) کے ساتھ چار سے آگے نہ آئے گی اسی لئے ہر دو رکعت پر جلسہ طویلہ کا حکم ہوا کہ خوب آرام پالے، اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد واجب ہوئی کہ لطف جمال سے حظ (فائدہ) اٹھالے اور کچھلی رکعتوں میں قراءت معاف کہ تجلیات بڑھتی جائیں گی شاید دشواری ہو اور منفرد پر جہر واجب نہیں کہ بوجہ تنہائی دہشت و ہیبت زیادہ ہوتی ہے عجب نہیں کہ تاب نہ لائے تو اسے اس کے حال و وقت پر چھوڑنا مناسب رکوع و سجود میں قراءت قرآن ممنوع ہوئی کہ ان کی تجلی، تجلی قیام سے سخت اشد، دوسری تجلی شدید قراءت مل کر افراط (زیادہ) ہوگی، نیز قعود میں قراءت ممنوع ہوئی کہ وہ آرام دینے کے لئے رکھا گیا تجلی قرآنی کی شدت مل کر اسے مقصود سے خالی کر دے گی اسی لئے رکوع کے بعد قومه کا حکم ہوا کہ اس تجلی قوی سے آرام لے کر تجلی اقویٰ کی طرف جائے ورنہ تاب نہ لائے گا اسی بنا پر بین السجدتین، اطمینان سے بیٹھنا واجب کیا گیا کہ تجلی سجدہ ثانیہ اور اشد و اعظم ہوگی اشد براشد کی توالی (لگاتار ہونے) سے بنیان بشری (انسانی عمارت) نہ منہدم ہو جائے۔ امام عارف باللہ عبدالوہاب شعرانی ذریعہ (ربانی میزان) میں نقل فرماتے ہیں ”انہ وقع لبعض تلامذة سیدی عبدالقادر جیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ سجد فصار يضمحل حتی صار قطرة ماء علی وجه الارض فاخذها سیدی عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بقطنه ودفنها فی الارض وقال سبحن الله رجوع الی اصله بالتجلی علیہ“ یعنی حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض مریدوں نے سجدہ کیا جسم گھلنا شروع ہوا، یہاں تک کہ گوشت پوست ہڈی پسلی کسی شے کا نشان نہ رہا صرف ایک

حاصل نہ ہو سکے تو وہ مکمل چھوڑا بھی نہ جائے، اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہر چھوٹی اور بڑی حمد ہے۔) رہی عددِ یازدہ (گیارہ کے عدد) کی تخصیص، اس کی وجہ ظاہر کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((ان الله تعالى وتر يحب الوتر)) ترجمہ: اللہ تعالیٰ طاق ہے طاق کو دوست رکھتا ہے۔

(جامع الترمذی، ابواب الوتر، ج 1، ص 60، مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ، دہلی) ☆
(مسند احمد بن حنبل، مروی از ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، ج 2، ص 109، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

اور افضل الاوتار و اول الاوتار (سب وتروں سے افضل پہلا وتر) ایک ہے مگر یہاں تکثیر مطلوب اور اس کے ساتھ تیسیر (آسانی) بھی ملحوظ، لہذا یہ عدد مختار ہوا کہ یہ افضل الاوتار کا پہلا ارتفاع ہے جو خود بھی وتر اور مشابہت زوج سے بھی بعید کہ سوا ایک کے اس کے لئے کوئی کسر صحیح نہیں اور اس سے ایک گھٹا دینے کے بعد بھی جو زوج حاصل ہوتا ہے زوج محض ہے نہ زوج الا زوج کہ اس کے دونوں حصص متساویہ، خود افراد ہیں بلکہ خلوص مرتبہ پر وہ یعنی نم ایک ہے۔

شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں ”الشرع لم یخص عدداً الا لحکم ترجع الی اصول، الاول ان الوتر عدد مبارک لا یجاوز عنہ ماکان فیہ کفایۃ، ثم الوتر علی مراتب، وتر یشبہ الزوج کالتسعة والخمسة فانہما بعد اسقاط الواحد ینقسمان الی زوجین والتسعة وان لم تنقسم الی عددین متساویین فانہما تنقسم الی ثلثہ متساویۃ، وامام الاوتار الواحد و حیث اقتضت الحکمة ان یؤمر باکثر منہا اختار عدداً یحصل بالترفع کالواحد یترفع الی احد عشر ملتقطاً“ ترجمہ: شرع شریف میں عدد کی تخصیص صرف ایسے حکم کے لئے کی جاتی جو کئی معانی کی طرف راجع ہوتا ہے اول، یہ وتر ایسا مبارک عدد

توبہ کے لئے بلندی پر جانے کی یہی حکمت ہے کہ حتی الوسع موضع مصیبت سے بعد اور محل طاعت و منزل رحمت یعنی آسمان سے قرب حاصل ہو، جب سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ انتقال قریب آیا بن (جنگل) میں تشریف رکھتے تھے اور ارض مقدسہ پر جب تارین کا قبضہ تھا وہاں تشریف لے جانا میسر نہ ہوا دعا فرمائی کہ اس پاک زمین سے مجھے ایک سنگ پر تاب (پتھر پھینکنے کا فاصلہ) قریب کر دے۔ ((أُرْسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ (فذكر الحديث الى ان قال) فَسَأَلَ اللَّهَ أَنْ يُدْنِيَهُ مِنَ الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمِيَّةً بِحَجَرٍ)) ترجمہ: موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو بھیجا، (پس حدیث کو بیان کرتے یہاں تک بیان کیا کہ) مجھے بیت المقدس کے اتنا قریب کر دے جتنا کہ پتھر پھینکنے کا فاصلہ ہوتا ہے۔

(صحیح بخاری، باب وفات موسیٰ علیہ السلام الخ، ج 1، ص 484، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، کراچی) ☆ (صحیح مسلم، باب من فضائل موسیٰ علیہ السلام، ج 2، ص 267، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی)

شیخ محقق رحمہ اللہ تعالیٰ شرح مشکوٰۃ میں دعائے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یوں ترجمہ کرتے ہیں ”نزدیک گگردان مرا اذان اگر چہ بمقدادیک سنگ اندازہ باشد“ ترجمہ: مجھے اس کے نزدیک کر دے اگر چہ ایک پتھر کا اندازہ ہو۔

(اشعة اللمعات، کتاب الفتن، باب بدء الخلق، ج 4، ص 453، مطبوعہ نوریہ رضویہ، سکھر)

ظاہر ہے کہ ہنگام حاجت (بوقت حاجت) سردست (اسی وقت) عراق شریف کی حاضری معذرت، لہذا چند قدم اس ارض مقدسہ (پاکیزہ سرزمین) کی طرف چلنا ہی مقرر ہوا کہ مالا یدرک کله لا یتدرک کله ولله الحمد دقہ وجلہ (جو مکمل

و شقاق ثابت کر سکیں، ایسی جمیل چیز جلیل عزیز کو محض اپنی ہوائے نفسانی و اصول بہتانی کی بنا پر بلحاظ اصل مذہب شرک قطعی اور فاعلوں (اس پر عمل کرنے والوں)، مجوزوں (اسے جائز کہنے والوں) کو معاذ اللہ مشرک جہنمی اور بخوف اہل حق تسہیل امر کو ہارے جی سے صرف فاسق بدعتی بتائیے اور انکار ارشاد سید الاولیاء و تضرع و تضرع و تضرع علما و عرفا کا وبال عظیم گردن پر اٹھائیے۔

صحابہ و تابعین سے منقول نہ ہونا

اور حضرات منکرین کا یہ کہنا کہ صحابہ تابعین سے منقول نہیں، صحابہ محبت و تعظیم میں ہم سے زیادہ تھے، ثواب ہوتا تو وہی کرتے۔

اولاً: وہی معمولی باتیں ہیں جن کے جواب علمائے اہلسنت کی طرف سے ہزار ہا بار بار ہو چکے جسے آفتاب روشن پر اطلاع منظور ہو، ان کی تصانیف شریفہ کی طرف رجوع لائے۔

پھر امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے چار کتابوں کے نام بتائے جن میں اس بات کا جواب تفصیل سے دیا گیا ہے، دو اپنے والد محترم مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں (1) اصول الرشاد (2) اذاتہ الاثام۔ اور دو اپنی کتابیں (1) اقامۃ القیامۃ (2) منیر العین۔

ثانیاً: یہاں تو ان جہالات کا کوئی محل ہی نہیں، یہ نماز ایک عمل ہے کہ قضائے حاجات کے لئے کیا جاتا ہے اور اعمال مشائخ میں تجدید و احداث (نئے نئے ایجاد کرنے) کی ہمیشہ اجازت (ہے)۔

پھر اس بات کو ثابت کرنے کے لیے امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے منکرین کے اکابرین کے حوالے دیئے ہیں، (جبکہ ماقبل اس بات پر قرآن و حدیث سے بھی

ہے کہ اس سے تجاوز اس وقت تک نہیں کیا جائے گا جب تک اس وتر میں کفایت موجود ہے، پھر وتر کے کئی اقسام ہیں، ایک وتر زوج کے مشابہ ہوتا ہے جیسا کہ نو اور پانچ کا عدد کہ یہ دونوں ایسے ہیں کہ ان دونوں میں سے ایک ایک کو ساقط کر دیا جائے تو یہ دونوں برابر تقسیم ہو کر دو زوج بن جاتے ہیں، اور نو کا عدد خود اگرچہ دو جفت (زوج) پر تقسیم نہیں ہوتا مگر تین مساوی عددوں پر منقسم ہوتا ہے، تمام وتروں کا امام (اصل) ایک کا عدد ہے اور حکمت کا تقاضا ہو تو زیادہ عدد کا تب حکم ہوتا کہ وہ عدد بڑھ کر واحد کی طرح ہو جائے مثلاً گیارہ ہو جائے۔












(حجۃ البالغہ، باب اسرار الاعداد والمقادیر، ج 1، ص 100، مطبوعہ المکتبۃ السلفیہ، لاہور)

اس کے بعد فقیر گدائے سرکار قادریہ غفر اللہ لہ کل ذنب و خطیئہ نے سرکار غوثیت مدار سے اس عدد مبارک کے اختصاص پر بعض دیگر نکات جلیلہ جلیلہ پائے ہیں کہ بتوفیق اللہ تعالیٰ رسالہ مبارک ’ازہار الانوار من صبا صلوۃ الاسرار‘ میں ذکر کئے۔

بالجملہ اس نماز مقدس میں اصلاً کوئی محذور شرعی (ممانعت شرعی) نہیں، اور خود کون سا طریقہ دیانت و انصاف ہے کہ جو امر حضور پر نور محمدی الملت، مقیم السنۃ، ملاذ العلماء، معاذ العرفاء، وارث الانبیاء، ولی اللہ، منبع الارشاد، مرجع الافراد، امام الائمہ، مالک الازمہ، کاشف الغمہ، طبا الامہ، قطب العلم، غوثنا الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرمائیں اور حضور کے اصحاب کہ بالیقین اعظم علماء و اجلہ کلمات اسے بجالائیں اور طبقۃ فطریقۃ اولیاء و علمائے سلسلہ عالیہ قادریہ اسے اپنا معمول بنائیں اور ثقات علماء و کبار اولیاء اپنی تصانیف میں اسے نقل و روایت کریں اجازتیں دیں اجازتیں لیں اور منکرین مکابرین کو اصلاً قدرت نہ ہو کہ آیت و حدیث تو بڑی چیز ہے کہیں دو چار عمائد دین و فقہائے معتمدین ہی سے اس کا رد و انکار بے اعانت کذب و اختلاق و مکابرہ

272

[illegible]

”           

1 2 3 4 5 6 7 8 9 10 11 12 13 14 15 16 17 18 19 20 21 22 23 24 25 26 27 28 29 30 31 32 33 34 35 36 37 38 39 40 41 42 43 44 45 46 47 48 49 50 51 52 53 54 55 56 57 58 59 60 61 62 63 64 65 66 67 68 69 70 71 72 73 74 75 76 77 78 79 80 81 82 83 84 85 86 87 88 89 90 91 92 93 94 95 96 97 98 99 100

271

[illegible]

51 1 2 3 4 5 6 7 8 9 10 11 12 13 14 15 16 17 18 19 20 21 22 23 24 25 26 27 28 29 30 31 32 33 34 35 36 37 38 39 40 41 42 43 44 45 46 47 48 49 50 51 52 53 54 55 56 57 58 59 60 61 62 63 64 65 66 67 68 69 70 71 72 73 74 75 76 77 78 79 80 81 82 83 84 85 86 87 88 89 90 91 92 93 94 95 96 97 98 99 100 101 102 103 104 105 106 107 108 109 110 111 112 113 114 115 116 117 118 119 120 121 122 123 124 125 126 127 128 129 130 131 132 133 134 135 136 137 138 139 140 141 142 143 144 145 146 147 148 149 150 151 152 153 154 155 156 157 158 159 160 161 162 163 164 165 166 167 168 169 170 171 172 173 174 175 176 177 178 179 180 181 182 183 184 185 186 187 188 189 190 191 192 193 194 195 196 197 198 199 200 201 202 203 204 205 206 207 208 209 210 211 212 213 214 215 216 217 218 219 220 221 222 223 224 225 226 227 228 229 230 231 232 233 234 235 236 237 238 239 240 241 242 243 244 245 246 247 248 249 250 251 252 253 254 255 256 257 258 259 260 261 262 263 264 265 266 267 268 269 270 271 272 273 274 275 276 277 278 279 280 281 282 283 284 285 286 287 288 289 290 291 292 293 294 295 296 297 298 299 300 301 302 303 304 305 306 307 308 309 310 311 312 313 314 315 316 317 318 319 320 321 322 323 324 325 326 327 328 329 330 331 332 333 334 335 336 337 338 339 340 341 342 343 344 345 346 347 348 349 350 351 352 353 354 355 356 357 358 359 360 361 362 363 364 365 366 367 368 369 370 371 372 373 374 375 376 377 378 379 380 381 382 383 384 385 386 387 388 389 390 391 392 393 394 395 396 397 398 399 400 401 402 403 404 405 406 407 408 409 410 411 412 413 414 415 416 417 418 419 420 421 422 423 424 425 426 427 428 429 430 431 432 433 434 435 436 437 438 439 440 441 442 443 444 445 446 447 448 449 450 451 452 453 454 455 456 457 458 459 460 461 462 463 464 465 466 467 468 469 470 471 472 473 474 475 476 477 478 479 480 481 482 483 484 485 486 487 488 489 490 491 492 493 494 495 496 497 498 499 500 501 502 503 504 505 506 507 508 509 510 511 512 513 514 515 516 517 518 519 520 521 522 523 524 525 526 527 528 529 530 531 532 533 534 535 536 537 538 539 540 541 542 543 544 545 546 547 548 549 550 551 552 553 554 555 556 557 558 559 560 561 562 563 564 565 566 567 568 569 570 571 572 573 574 575 576 577 578 579 580 581 582 583 584 585 586 587 588 589 590 591 592 593 594 595 596 597 598 599 600 601 602 603 604 605 606 607 608 609 610 611 612 613 614 615 616 617 618 619 620 621 622 623 624 625 626 627 628 629 630 631 632 633 634 635 636 637 638 639 640 641 642 643 644 645 646 647 648 649 650 651 652 653 654 655 656 657 658 659 660 661 662 663 664 665 666 667 668 669 670 671 672 673 674 675 676 677 678 679 680 681 682 683 684 685 686 687 688 689 690 691 692 693 694 695 696 697 698 699 700 701 702 703 704 705 706 707 708 709 710 711 712 713 714 715 716 717 718 719 720 721 722 723 724 725 726 727 728 729 730 731 732 733 734 735 736 737 738 739 740 741 742 743 744 745 746 747 748 749 750 751 752 753 754 755 756 757 758 759 760 761 762 763 764 765 766 767 768 769 770 771 772 773 774 775 776 777 778 779 780 781 782 783 784 785 786 787 788 789 790 791 792 793 794 795 796 797 798 799 800 801 802 803 804 805 806 807 808 809 810 811 812 813 814 815 816 817 818 819 820 821 822 823 824 825 826 827 828 829 830 831 832 833 834 835 836 837 838 839 840 841 842 843 844 845 846 847 848 849 850 851 852 853 854 855 856 857 858 859 860 861 862 863 864 865 866 867 868 869 870 871 872 873 874 875 876 877 878 879 880 881 882 883 884 885 886 887 888 889 890 891 892 893 894 895 896 897 898 899 900 901 902 903 904 905 906 907 908 909 910 911 912 913 914 915 916 917 918 919 920 921 922 923 924 925 926 927 928 929 930 931 932 933 934 935 936 937 938 939 940 941 942 943 944 945 946 947 948 949 950 951 952 953 954 955 956 957 958 959 960 961 962 963 964 965 966 967 968 969 970 971 972 973 974 975 976 977 978 979 980 981 982 983 984 985 986 987 988 989 990 991 992 993 994 995 996 997 998 999 1000 1001 1002 1003 1004 1005 1006 1007 1008 1009 1010 1011 1012 1013 1014 1015 1016 1017 1018 1019 1020 1021 1022 1023 1024 1025 1026 1027 1028 1029 1030 1031 1032 1033 1034 1035 1036 1037 1038 1039

0 1 2 3 4 5 6 7 8 9 A B C D E F G H I J K L M N O P Q R S T U V W X Y Z [\] ^ _ ` a b c d e f g h i j k l m n o p q r s t u v w x y z { | } ~ ¡ ¢ £ ¤ ¥ ¦ § ¨ © ª « ¬ ® ¯ ° ± ² ³ ´ µ ¶ · ¸ ¹ º » ¼ ½ ¾ ¿ À Á Â Ã Ä Å Æ Ç È É Ê Ë Ì Í Î Ï Ñ Ò Ó Ô Õ Ö × Ø Ù Ú Û Ü Ý Þ ß à á â ã ä å æ ç è é ê ë ì í î ï ð ñ ò ó ô õ ö ÷ ø ù ú û ü ý þ ÿ

278

[illegible]

277

[illegible]



” ☯️ ❄️ 🚫 📺 🎯 ⬅️ ➡️ ③ ➡️ ✂️ 🖐️ 🍀 ➡️ 📺 ⬅️ ⚡️ ➡️ ④ 📞 🔄 ✂️

[illegible][illegible]

٧ ٨ ٩ ١٠ ١١ ١٢ ١٣ ١٤ ١٥ ١٦ ١٧ ١٨ ١٩ ٢٠ ٢١ ٢٢ ٢٣ ٢٤ ٢٥ ٢٦ ٢٧ ٢٨ ٢٩ ٣٠ ٣١ ٣٢ ٣٣ ٣٤ ٣٥ ٣٦ ٣٧ ٣٨ ٣٩ ٤٠ ٤١ ٤٢ ٤٣ ٤٤ ٤٥ ٤٦ ٤٧ ٤٨ ٤٩ ٥٠ ٥١ ٥٢ ٥٣ ٥٤ ٥٥ ٥٦ ٥٧ ٥٨ ٥٩ ٦٠ ٦١ ٦٢ ٦٣ ٦٤ ٦٥ ٦٦ ٦٧ ٦٨ ٦٩ ٧٠ ٧١ ٧٢ ٧٣ ٧٤ ٧٥ ٧٦ ٧٧ ٧٨ ٧٩ ٨٠ ٨١ ٨٢ ٨٣ ٨٤ ٨٥ ٨٦ ٨٧ ٨٨ ٨٩ ٩٠ ٩١ ٩٢ ٩٣ ٩٤ ٩٥ ٩٦ ٩٧ ٩٨ ٩٩ ١٠٠

A horizontal row of 16 black-and-white icons. From left to right, they represent: a typewriter, a pair of scissors cutting paper, a clock face, a gear, a flower, a person sitting at a desk, a person standing, a stack of papers, a person holding a document, a person running, a person climbing stairs, a person jumping, a person swimming, a person playing tennis, a person playing basketball, and a person playing soccer.



Hand icon, square icon, circle icon, telephone icon, person icon, checkmark icon

2 A horizontal row of 20 small, stylized black-and-white icons. From left to right, they represent: a document with a checklist, a person at a desk, a person holding a magnifying glass, a person with a gear, a person with a lightbulb, a person with a star, a person with a heart, a person with a flower, a person with a leaf, a person with a sun, a person with a moon, a person with a cloud, a person with a rain cloud, a person with a snowflake, a person with a lightning bolt, a person with a fire flame, a person with a water drop, a person with a wind arrow, a person with a compass, and a person with a map.
































5 1 10 11 12 13 14 15 16 17 18 19 20 21 22 23 24 25 26 27 28 29 30 31 32 33 34 35 36 37 38 39 40 41 42 43 44 45 46 47 48 49 50 51 52 53 54 55 56 57 58 59 60 61 62 63 64 65 66 67 68 69 70 71 72 73 74 75 76 77 78 79 80 81 82 83 84 85 86 87 88 89 90 91 92 93 94 95 96 97 98 99 100

□ 5 ◀ ✕ ✕ ✕ ✕ 6 e m □ ▾ e' 7 m ? v o b e f t 8 9

□ ◀ ▶ ↺ ↻ 🔍 🔄 📄 📁 📂 📅 📆 📇 📈 📉 📊 📋 📌 📍 📎 📏 📐 📑 📒 📓 📔 📕 📖 📗 📙 📚 📛 📜 📝 📞 📟 📠 📡 📢 📣 📤 📥 📦 📧 📨 📩 📪 📫 📬 📭 📮 📯 📰 📱 📲 📳 📴 📵 📶 📷 📸 📹 📺 📻 📼 📽 📾 📿 📠 📡 📢 📣 📤 📥 📦 📧 📨 📩 📪 📫 📬 📭 📮 📯 📰 📱 📲 📳 📴 📵 📶 📷 📸 📹 📺 📻 📼 📽 📾 📿


















[illegible][illegible]

A set of navigation icons typically found in Beamer presentations, including symbols for back, forward, search, and other slide controls.

[illegible]

A set of navigation icons typically found in Beamer presentations, including symbols for back, forward, search, and other slide controls.

284

③ 12345678910111213141516171819202122232425262728293031323334353637383940414243444546474849505152535455565758596061626364656667686970717273747576777879808182838485868788899091929394959697989910010110210310410510610710810911011111211311411511611711811912012112212312412512612712812913013113213313413513613713813914014114214314414514614714814915015115215315415515615715815916016116216316416516616716816917017117217317417517617717817918018118218318418518618718818919019119219319419519619719819920020120220320420520620720820921021121221321421521621721821922022122222322422522622722822923023123223323423523623723823924024124224324424524624724824925025125225325425525625725825926026126226326426526626726826927027127227327427527627727827928028128228328428528628728828929029129229329429529629729829930030130230330430530630730830931031131231331431531631731831932032132232332432532632732832933033133233333433533633733833934034134234334434534634734834935035135235335435535635735835936036136236336436536636736836937037137237337437537637737837938038138238338438538638738838939039139239339439539639739839940040140240340440540640740840941041141241341441541641741841942042142242342442542642742842943043143243343443543643743843944044144244344444544644744844945045145245345445545645745845946046146246346446546646746846947047147247347447547647747847948048148248348448548648748848949049149249349449549649749849950050150250350450550650750850951051151251351451551651751851952052152252352452552652752852953053153253353453553653753853954054154254354454554654754854955055155255355455555655755855956056156256356456556656756856957057157257357457557657757857958058158258358458558658758858959059159259359459559659759859960060160260360460560660760860961061161261361461561661761861962062162262362462562662762862963063163263363463563663763863964064164264364464564664764864965065165265365465565665765865966066166266366466566666766866967067167267367467567667767867968068168268368468568668768868969069169269369469569669769869970070170270370470570670770870971071171271371471571671771871972072172272372472572672772872973073173273373473573673773873974074174274374474574674774874975075175275375475575675775875976076176276376476576676776876977077177277377477577677777877978078178278378478578678778878979079179279379479579679779879980080180280380480580680780880981081181281381481581681781881982082182282382482582682782882983083183283383483583683783883984084184284384484584684784884985085185285385485585685785885986086186286386486586686786886987087187287387487587687787887988088188288388488588688788888989089189289389489589689789889990090190290390490590690790890991091191291391491591691791891992092192292392492592692792892993093193293393493593693793893994094194294394494594694794894995095195295395495595695795895996096196296396496596696796896997097197297397497597697797897998098198298398498598698798898999099199299399499599699799899910001001100210031004100510061007100810091010101110121013101410151016101710181019102010211022102310241025102610271028102910301031103210331034103510361037103810391040104110421043104410451046104710481049105010511052105310541055105610571058105910601061106210631064106510661067106810691070107110721073107410751076107710781079108010811082108310841085108610871088108910901091109210931094109510961097109810991100110111021103110411051106110711081109111011111112111311141115111611171118111911201121112211231124112511261127112811291130113111321133113411351136113711381139114011411142114311441145114611471148114911501151115211531154115511561157115811591160116111621163116411651166116711681169117011711172117311741175117611771178117911801181118211831184118511861187118811891190119111921193119411951196119711981199120012011202120312041205120612071208120912101211121212131214121512161217121812191220122112221223122412251226122712281229123012311232123312341235123612371238123912401241124212431244124512461247124812491250125112521253125412551256125712581259126012611262126312641265126612671268126912701271127212731274127512761277127812791280128112821283128412851286128712881289129012911292129312941295129612971298129

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

283

[illegible]

” 

✖ 5 ♦        

A set of small navigation icons typically found in Beamer presentations, including symbols for back, forward, search, and other slide controls.
































[illegible][illegible][illegible]

[illegible]

A horizontal row of 20 decorative icons representing various professions and fields of study. The icons include a microscope, a graduation cap, a book, a gear, a lightbulb, a magnifying glass, a rocket, a heart, a brain, a flower, a leaf, a sun, a moon, a star, a planet, a galaxy, a nebula, a comet, a meteor, a lightning bolt, and a fire.

5 6 7 8 9 10 11 12 13 14 15 16 17 18 19 20 21 22 23 24 25 26 27 28 29 30 31 32 33 34 35 36 37 38 39 40 41 42 43 44 45 46 47 48 49 50 51 52 53 54 55 56 57 58 59 60 61 62 63 64 65 66 67 68 69 70 71 72 73 74 75 76 77 78 79 80 81 82 83 84 85 86 87 88 89 90 91 92 93 94 95 96 97 98 99 100 101 102 103 104 105 106 107 108 109 110 111 112 113 114 115 116 117 118 119 120 121 122 123 124 125 126 127 128 129 130 131 132 133 134 135 136 137 138 139 140 141 142 143 144 145 146 147 148 149 150 151 152 153 154 155 156 157 158 159 160 161 162 163 164 165 166 167 168 169 170 171 172 173 174 175 176 177 178 179 180 181 182 183 184 185 186 187 188 189 190 191 192 193 194 195 196 197 198 199 200 201 202 203 204 205 206 207 208 209 210 211 212 213 214 215 216 217 218 219 220 221 222 223 224 225 226 227 228 229 230 231 232 233 234 235 236 237 238 239 240 241 242 243 244 245 246 247 248 249 250 251 252 253 254 255 256 257 258 259 260 261 262 263 264 265 266 267 268 269 270 271 272 273 274 275 276 277 278 279 280 281 282 283 284 285 286 287 288 289 290 291 292 293 294 295 296 297 298 299 300 301 302 303 304 305 306 307 308 309 310 311 312 313 314 315 316 317 318 319 320 321 322 323 324 325 326 327 328 329 330 331 332 333 334 335 336 337 338 339 340 341 342 343 344 345 346 347 348 349 350 351 352 353 354 355 356 357 358 359 360 361 362 363 364 365 366 367 368 369 370 371 372 373 374 375 376 377 378 379 380 381 382 383 384 385 386 387 388 389 390 391 392 393 394 395 396 397 398 399 400 401 402 403 404 405 406 407 408 409 410 411 412 413 414 415 416 417 418 419 420 421 422 423 424 425 426 427 428 429 430 431 432 433 434 435 436 437 438 439 440 441 442 443 444 445 446 447 448 449 450 451 452 453 454 455 456 457 458 459 460 461 462 463 464 465 466 467 468 469 470 471 472 473 474 475 476 477 478 479 480 481 482 483 484 485 486 487 488 489 490 491 492 493 494 495 496 497 498 499 500 501 502 503 504 505 506 507 508 509 510 511 512 513 514 515 516 517 518 519 520 521 522 523 524 525 526 527 528 529 530 531 532 533 534 535 536 537 538 539 540 541 542 543 544 545 546 547 548 549 550 551 552 553 554 555 556 557 558 559 560 561 562 563 564 565 566 567 568 569 570 571 572 573 574 575 576 577 578 579 580 581 582 583 584 585 586 587 588 589 590 591 592 593 594 595 596 597 598 599 600 601 602 603 604 605 606 607 608 609 610 611 612 613 614 615 616 617 618 619 620 621 622 623 624 625 626 627 628 629 630 631 632 633 634 635 636 637 638 639 640 641 642 643 644 645 646 647 648 649 650 651 652 653 654 655 656 657 658 659 660 661 662 663 664 665 666 667 668 669 670 671 672 673 674 675 676 677 678 679 680 681 682 683 684 685 686 687 688 689 690 691 692 693 694 695 696 697 698 699 700 701 702 703 704 705 706 707 708 709 710 711 712 713 714 715 716 717 718 719 720 721 722 723 724 725 726 727 728 729 730 731 732 733 734 735 736 737 738 739 740 741 742 743 744 745 746 747 748 749 750 751 752 753 754 755 756 757 758 759 760 761 762 763 764 765 766 767 768 769 770 771 772 773 774 775 776 777 778 779 780 781 782 783 784 785 786 787 788 789 790 791 792 793 794 795 796 797 798 799 800 801 802 803 804 805 806 807 808 809 810 811 812 813 814 815 816 817 818 819 820 821 822 823 824 825 826 827 828 829 830 831 832 833 834 835 836 837 838 839 840 841 842 843 844 845 846 847 848 849 850 851 852 853 854 855 856 857 858 859 860 861 862 863 864 865 866 867 868 869 870 871 872 873 874 875 876 877 878 879 880 881 882 883 884 885 886 887 888 889 890 891 892 893 894 895 896 897 898 899 900 901 902 903 904 905 906 907 908 909 910 911 912 913 914 915 916 917 918 919 920 921 922 923 924 925 926 927 928 929 930 931 932 933 934 935 936 937 938 939 940 941 942 943 944 945 946 947 948 949 950 951 952 953 954 955 956 957 958 959 960 961 962 963 964 965 966 967 968 969 970 971 972 973 974 975 976 977 978 979 980 981 982 983 984 985 986 987 988 989 990 991 992 993 994 995 996 997 998 999 1000 1001 1002 1003 1004 1005 1006 1007 1008 1009 1010 1011 1012 1013 1014 1015 1016 1017 1018 1019 1020 1021 1022 1023 1024 1025 1026 1027 1028 1029 1030 1031 1032 1033 1034 1035 1036 1037 1038 1039 1040 1041 1042

288

⌂ ⓧ Ⓔ Ⓛ Ⓢ Ⓣ Ⓡ Ⓤ Ⓟ Ⓠ Ⓡ Ⓢ Ⓣ Ⓥ Ⓦ Ⓧ Ⓨ Ⓩ ⓐ ⓑ ⓔ ⓕ ⓖ ⓗ ⓘ ⓙ ⓚ ⓛ ⓜ ⓝ ⓞ ⓟ ⓠ ⓡ ⓢ ⓣ ⓤ ⓶ ⓷ ⓸ ⓹ ⓻ ⓼ ⓽ ⓾ ⓿

[illegible]



A set of small navigation icons typically found in Beamer presentations, including symbols for back, forward, search, and other slide controls.

A set of navigation icons typically found in Beamer presentations, including symbols for back, forward, search, and other slide controls.

☯️🕒⌚🌀8➡️↗️🔔🌀🌟✝️🕒📖📁➡️🏠🎭3🌸🕒⌚&🌟

”

& 3 1 4 10 13 14 15 16 17 18 19 20 21 22 23 24 25 26 27 28 29 30 31 32 33 34 35 36 37 38 39 40 41 42 43 44 45 46 47 48 49 50 51 52 53 54 55 56 57 58 59 60 61 62 63 64 65 66 67 68 69 70 71 72 73 74 75 76 77 78 79 80 81 82 83 84 85 86 87 88 89 90 91 92 93 94 95 96 97 98 99 100 101 102 103 104 105 106 107 108 109 110 111 112 113 114 115 116 117 118 119 120 121 122 123 124 125 126 127 128 129 130 131 132 133 134 135 136 137 138 139 140 141 142 143 144 145 146 147 148 149 150 151 152 153 154 155 156 157 158 159 160 161 162 163 164 165 166 167 168 169 170 171 172 173 174 175 176 177 178 179 180 181 182 183 184 185 186 187 188 189 190 191 192 193 194 195 196 197 198 199 200 201 202 203 204 205 206 207 208 209 210 211 212 213 214 215 216 217 218 219 220 221 222 223 224 225 226 227 228 229 230 231 232 233 234 235 236 237 238 239 240 241 242 243 244 245 246 247 248 249 250 251 252 253 254 255 256 257 258 259 260 261 262 263 264 265 266 267 268 269 270 271 272 273 274 275 276 277 278 279 280 281 282 283 284 285 286 287 288 289 290 291 292 293 294 295 296 297 298 299 300 301 302 303 304 305 306 307 308 309 310 311 312 313 314 315 316 317 318 319 320 321 322 323 324 325 326 327 328 329 330 331 332 333 334 335 336 337 338 339 340 341 342 343 344 345 346 347 348 349 350 351 352 353 354 355 356 357 358 359 360 361 362 363 364 365 366 367 368 369 370 371 372 373 374 375 376 377 378 379 380 381 382 383 384 385 386 387 388 389 390 391 392 393 394 395 396 397 398 399 400 401 402 403 404 405 406 407 408 409 410 411 412 413 414 415 416 417 418 419 420 421 422 423 424 425 426 427 428 429 430 431 432 433 434 435 436 437 438 439 440 441 442 443 444 445 446 447 448 449 450 451 452 453 454 455 456 457 458 459 460 461 462 463 464 465 466 467 468 469 470 471 472 473 474 475 476 477 478 479 480 481 482 483 484 485 486 487 488 489 490 491 492 493 494 495 496 497 498 499 500 501 502 503 504 505 506 507 508 509 510 511 512 513 514 515 516 517 518 519 520 521 522 523 524 525 526 527 528 529 530 531 532 533 534 535 536 537 538 539 540 541 542 543 544 545 546 547 548 549 550 551 552 553 554 555 556 557 558 559 560 561 562 563 564 565 566 567 568 569 570 571 572 573 574 575 576 577 578 579 580 581 582 583 584 585 586 587 588 589 590 591 592 593 594 595 596 597 598 599 600 601 602 603 604 605 606 607 608 609 610 611 612 613 614 615 616 617 618 619 620 621 622 623 624 625 626 627 628 629 630 631 632 633 634 635 636 637 638 639 640 641 642 643 644 645 646 647 648 649 650 651 652 653 654 655 656 657 658 659 660 661 662 663 664 665 666 667 668 669 670 671 672 673 674 675 676 677 678 679 680 681 682 683 684 685 686 687 688 689 690 691 692 693 694 695 696 697 698 699 700 701 702 703 704 705 706 707 708 709 710 711 712 713 714 715 716 717 718 719 720 721 722 723 724 725 726 727 728 729 730 731 732 733 734 735 736 737 738 739 740 741 742 743 744 745 746 747 748 749 750 751 752 753 754 755 756 757 758 759 760 761 762 763 764 765 766 767 768 769 770 771 772 773 774 775 776 777 778 779 780 781 782 783 784 785 786 787 788 789 790 791 792 793 794 795 796 797 798 799 800 801 802 803 804 805 806 807 808 809 810 811 812 813 814 815 816 817 818 819 820 821 822 823 824 825 826 827 828 829 830 831 832 833 834 835 836 837 838 839 840 841 842 843 844 845 846 847 848 849 850 851 852 853 854 855 856 857 858 859 860 861 862 863 864 865 866 867 868 869 870 871 872 873 874 875 876 877 878 879 880 881 882 883 884 885 886 887 888 889 890 891 892 893 894 895 896 897 898 899 900 901 902 903 904 905 906 907 908 909 910 911 912 913 914 915 916 917 918 919 920 921 922 923 924 925 926 927 928 929 930 931 932 933 934 935 936 937 938 939 940 941 942 943 944 945 946 947 948 949 950 951 952 953 954 955 956 957 958 959 960 961 962 963 964 965 966 967 968 969 970 971 972 973 974 975 976 977 978 979 980 981 982 983 984 985 986 987 988 989 990 991 992 993 994 995 996 997 998 999 1000 1001 1002 1003 1004 1005 1006 1007 1008 1009 1010 1011 1012 1013 1014 1015 1016 1017 1018 1019 1020 1021 1022 1023 1024 1025 1026 1027 1028 1029 1030 1031 1032 1033 1034 1035 1036 1037 1038 1039 1040 1041 1042 1043 1

[illegible]

□◆678910111213141516171819202122232425262728293031323334353637383940414243444546474849505152535455565758596061626364656667686970717273747576777879808182838485868788899091929394959697989910010110210310410510610710810911011111211311411511611711811912012112212312412512612712812913013113213313413513613713813914014114214314414514614714814915015115215315415515615715815916016116216316416516616716816917017117217317417517617717817918018118218318418518618718818919019119219319419519619719819920020120220320420520620720820921021121221321421521621721821922022122222322422522622722822923023123223323423523623723823924024124224324424524624724824925025125225325425525625725825926026126226326426526626726826927027127227327427527627727827928028128228328428528628728828929029129229329429529629729829930030130230330430530630730830931031131231331431531631731831932032132232332432532632732832933033133233333433533633733833934034134234334434534634734834935035135235335435535635735835936036136236336436536636736836937037137237337437537637737837938038138238338438538638738838939039139239339439539639739839940040140240340440540640740840941041141241341441541641741841942042142242342442542642742842943043143243343443543643743843944044144244344444544644744844945045145245345445545645745845946046146246346446546646746846947047147247347447547647747847948048148248348448548648748848949049149249349449549649749849950050150250350450550650750850951051151251351451551651751851952052152252352452552652752852953053153253353453553653753853954054154254354454554654754854955055155255355455555655755855956056156256356456556656756856957057157257357457557657757857958058158258358458558658758858959059159259359459559659759859960060160260360460560660760860961061161261361461561661761861962062162262362462562662762862963063163263363463563663763863964064164264364464564664764864965065165265365465565665765865966066166266366466566666766866967067167267367467567667767867968068168268368468568668768868969069169269369469569669769869970070170270370470570670770870971071171271371471571671771871972072172272372472572672772872973073173273373473573673773873974074174274374474574674774874975075175275375475575675775875976076176276376476576676776876977077177277377477577677777877978078178278378478578678778878979079179279379479579679779879980080180280380480580680780880981081181281381481581681781881982082182282382482582682782882983083183283383483583683783883984084184284384484584684784884985085185285385485585685785885986086186286386486586686786886987087187287387487587687787887988088188288388488588688788888989089189289389489589689789889990090190290390490590690790890991091191291391491591691791891992092192292392492592692792892993093193293393493593693793893994094194294394494594694794894995095195295395495595695795895996096196296396496596696796896997097197297397497597697797897998098198298398498598698798898999099199299399499599699799899910001001100210031004100510061007100810091010101110121013101410151016101710181019102010211022102310241025102610271028102910301031103210331034103510361037103810391040104110421043104410451046104710481049105010511052105310541055105610571058105910601061106210631064106510661067106810691070107110721073107410751076107710781079108010811082108310841085108610871088108910901091109210931094109510961097109810991100110111021103110411051106110711081109111011111112111311141115111611171118111911201121112211231124112511261127112811291130113111321133113411351136113711381139114011411142114311441145114611471148114911501151115211531154115511561157115811591160116111621163116411651166116711681169117011711172117311741175117611771178117911801181118211831184118511861187118811891190119111921193119411951196119711981199120012011202120312041205120612071208120912101211121212131214121512161217121812191220122112221223122412251226122712281229123012311232123312341235123612371238123912401241124212431244124512461247124812491250125112521253125412551256125712581259126012611262126312641265126612671268126912701271127212731274127512761277127812791280128112821283128412851286128712881289129012911292129312941295129612971298129913001301

7 26 25 4 11 9 8 6 5 4 & 3




























[illegible]

٠١٢٣٤٥٦٧٨٩١٠١١١٢١٣١٤١٥١٦١٧١٨١٩٢٠٢١٢٢٢٣٢٤٢٥٢٦٢٧٢٨٢٩٣٠٣١٣٢٣٣٣٤٣٥٣٦٣٧٣٨٣٩٤٠٤١٤٢٤٣٤٤٤٥٤٦٤٧٤٨٤٩٥٠٥١٥٢٥٣٥٤٥٥٥٦٥٧٥٨٥٩٦٠٦١٦٢٦٣٦٤٦٥٦٦٦٦٧٦٨٦٩٧٠٧١٧٢٧٣٧٤٧٥٧٦٧٧٧٨٧٩٨٠٨١٨٢٨٣٨٤٨٥٨٦٨٧٨٨٨٩٩٠٩١٩٢٩٣٩٤٩٥٩٦٩٧٩٨٩٩

[illegible]

☐ ▮ ◀ ▶ ① ③ ⑥ × ②

👎 🚫 🔒 ⌨️ 📧 🗑️ 🔄 🔍 📁 📂 📅 📆 📇 📈 📉 📊 📋 📌 📍 📎 📏 📐 📑 📔 📕 📖 📗 📙 📚 📛 📜 📝 📞 📟 📠 📡 📢 📣 📤 📥 📦 📧 📨 📩 📪 📫 📬 📭 📮 📯 📰 📱 📲 📳 📴 📵 📶 📷 📸 📹 📺 📻 📼 📽 📾 📿 📠 📡 📢 📣 📤 📥 📦 📧 📨 📩 📪 📫 📬 📭 📮 📯 📰 📱 📲 📳 📴 📵 📶 📷 📸 📹 📺 📻 📼 📽 📾 📿

[illegible]

”  

[illegible]

""

3 4 5 6 7 8 9 10 11 12 13 14 15 16 17 18 19 20 21 22 23 24 25 26 27 28 29 30 31 32 33 34 35 36 37 38 39 40 41 42 43 44 45 46 47 48 49 50 51 52 53 54 55 56 57 58 59 60 61 62 63 64 65 66 67 68 69 70 71 72 73 74 75 76 77 78 79 80 81 82 83 84 85 86 87 88 89 90 91 92 93 94 95 96 97 98 99 100 101 102 103 104 105 106 107 108 109 110 111 112 113 114 115 116 117 118 119 120 121 122 123 124 125 126 127 128 129 130 131 132 133 134 135 136 137 138 139 140 141 142 143 144 145 146 147 148 149 150 151 152 153 154 155 156 157 158 159 160 161 162 163 164 165 166 167 168 169 170 171 172 173 174 175 176 177 178 179 180 181 182 183 184 185 186 187 188 189 190 191 192 193 194 195 196 197 198 199 200 201 202 203 204 205 206 207 208 209 210 211 212 213 214 215 216 217 218 219 220 221 222 223 224 225 226 227 228 229 230 231 232 233 234 235 236 237 238 239 240 241 242 243 244 245 246 247 248 249 250 251 252 253 254 255 256 257 258 259 260 261 262 263 264 265 266 267 268 269 270 271 272 273 274 275 276 277 278 279 280 281 282 283 284 285 286 287 288 289 290 291 292 293 294 295 296 297 298 299 300 301 302 303 304 305 306 307 308 309 310 311 312 313 314 315 316 317 318 319 320 321 322 323 324 325 326 327 328 329 330 331 332 333 334 335 336 337 338 339 340 341 342 343 344 345 346 347 348 349 350 351 352 353 354 355 356 357 358 359 360 361 362 363 364 365 366 367 368 369 370 371 372 373 374 375 376 377 378 379 380 381 382 383 384 385 386 387 388 389 390 391 392 393 394 395 396 397 398 399 400 401 402 403 404 405 406 407 408 409 410 411 412 413 414 415 416 417 418 419 420 421 422 423 424 425 426 427 428 429 430 431 432 433 434 435 436 437 438 439 440 441 442 443 444 445 446 447 448 449 450 451 452 453 454 455 456 457 458 459 460 461 462 463 464 465 466 467 468 469 470 471 472 473 474 475 476 477 478 479 480 481 482 483 484 485 486 487 488 489 490 491 492 493 494 495 496 497 498 499 500 501 502 503 504 505 506 507 508 509 510 511 512 513 514 515 516 517 518 519 520 521 522 523 524 525 526 527 528 529 530 531 532 533 534 535 536 537 538 539 540 541 542 543 544 545 546 547 548 549 550 551 552 553 554 555 556 557 558 559 560 561 562 563 564 565 566 567 568 569 570 571 572 573 574 575 576 577 578 579 580 581 582 583 584 585 586 587 588 589 590 591 592 593 594 595 596 597 598 599 600 601 602 603 604 605 606 607 608 609 610 611 612 613 614 615 616 617 618 619 620 621 622 623 624 625 626 627 628 629 630 631 632 633 634 635 636 637 638 639 640 641 642 643 644 645 646 647 648 649 650 651 652 653 654 655 656 657 658 659 660 661 662 663 664 665 666 667 668 669 670 671 672 673 674 675 676 677 678 679 680 681 682 683 684 685 686 687 688 689 690 691 692 693 694 695 696 697 698 699 700 701 702 703 704 705 706 707 708 709 710 711 712 713 714 715 716 717 718 719 720 721 722 723 724 725 726 727 728 729 730 731 732 733 734 735 736 737 738 739 740 741 742 743 744 745 746 747 748 749 750 751 752 753 754 755 756 757 758 759 760 761 762 763 764 765 766 767 768 769 770 771 772 773 774 775 776 777 778 779 780 781 782 783 784 785 786 787 788 789 790 791 792 793 794 795 796 797 798 799 800 801 802 803 804 805 806 807 808 809 810 811 812 813 814 815 816 817 818 819 820 821 822 823 824 825 826 827 828 829 830 831 832 833 834 835 836 837 838 839 840 841 842 843 844 845 846 847 848 849 850 851 852 853 854 855 856 857 858 859 860 861 862 863 864 865 866 867 868 869 870 871 872 873 874 875 876 877 878 879 880 881 882 883 884 885 886 887 888 889 890 891 892 893 894 895 896 897 898 899 900 901 902 903 904 905 906 907 908 909 910 911 912 913 914 915 916 917 918 919 920 921 922 923 924 925 926 927 928 929 930 931 932 933 934 935 936 937 938 939 940 941 942 943 944 945 946 947 948 949 950 951 952 953 954 955 956 957 958 959 960 961 962 963 964 965 966 967 968 969 970 971 972 973 974 975 976 977 978 979 980 981 982 983 984 985 986 987 988 989 990 991 992 993 994 995 996 997 998 999 1000 1001 1002 1003 1004 1005 1006 1007 1008 1009 1010 1011 1012 1013 1014 1015 1016 1017 1018 1019 1020 1021 1022 1023 1024 1025 1026 1027 1028 1029 1030 1031 1032 1033 1034 1035 1036 1037 1038 1039 1040 1041

20 21 22 23 24 25 26 27 28 29 30 31 32 33 34 35 36 37 38 39 40 41 42 43 44 45 46 47 48 49 50 51 52

6 7 8 9 10 11 12 13 14 15 16 17 18 19 20 21 22 23 24 25 26 27 28 29 30 31 32 33 34 35 36 37 38 39 40 41 42 43 44 45 46 47 48 49 50 51 52 53 54 55 56 57 58 59 60 61 62 63 64 65 66 67 68 69 70 71 72 73 74 75 76 77 78 79 80 81 82 83 84 85 86 87 88 89 90 91 92 93 94 95 96 97 98 99 100

[illegible]

702968

[illegible]

၇၀၂၆၉၃၆၈၁၅၇၇၄
























✂ ✎ 📄 🗑 🔍 📁 📂 📅 📆 📇 📈 📉 📊 📋 📌 📍 📎 📏 📐 📑 📒 📓 📔 📕 📖 📗 📘 📙 📚 📛 📜 📝 📞 📟 📠 📡 📢 📣 📤 📥 📦 📧 📨 📩 📪 📫 📬 📭 📮 📯 📰 📱 📲 📳 📴 📵 📶 📷 📸 📹 📺 📻 📼 📽 📾 📿 📠 📡 📢 📣 📤 📥 📦 📧 📨 📩 📪 📫 📬 📭 📮 📯 📰 📱 📲 📳 📴 📵 📶 📷 📸 📹 📺 📻 📼 📽 📾 📿

A set of navigation icons typically found in Beamer presentations, including symbols for back, forward, search, and other slide controls.

☎ 📠 📡 📢 📣 📤 📥 📦 📧 📨 📩 📪 📫 📬 📭 📮 📯 📰 📱 📲 📳 📴 📵 📶 📷 📸 📹 📺 📻 📼 📽 📾 📿 📠 📡 📢 📣 📤 📥 📦 📧 📨 📩 📪 📫 📬 📭 📮 📯 📰 📱 📲 📳 📴 📵 📶 📷 📸 📹 📺 📻 📼 📽 📾 📿

[illegible]

A

□↵ mF(1□r66◆

[illegible]

✂ ↗ 📄 📄 📄 📄 📄



6 7 8 9 10 11 12 13 14 15 16 17 18 19 20 21 22 23 24 25 26 27 28 29 30 31 32 33 34 35 36 37 38 39 40 41 42 43 44 45 46 47 48 49 50 51 52 53 54 55 56 57 58 59 60 61 62 63 64 65 66 67 68 69 70 71 72 73 74 75 76 77 78 79 80 81 82 83 84 85 86 87 88 89 90 91 92 93 94 95 96 97 98 99 100

A set of navigation icons typically found in Beamer presentations, including symbols for back, forward, search, and other slide controls.

7 1 2 3 4 5 6 7 8 9 10 11 12 13 14 15 16 17 18 19 20 21 22 23 24 25 26 27 28 29 30 31 32 33 34 35 36 37 38 39 40 41 42 43 44 45 46 47 48 49 50 51 52 53 54 55 56 57 58 59 60 61 62 63 64 65 66 67 68 69 70 71 72 73 74 75 76 77 78 79 80 81 82 83 84 85 86 87 88 89 90 91 92 93 94 95 96 97 98 99 100

[illegible]



7 8 9 10 11 12 13 14 15 16 17 18 19 20 21 22 23 24 25 26 27 28 29 30 31 32 33 34 35 36 37 38 39 40 41 42 43 44 45 46 47 48 49 50 51 52 53 54 55 56 57 58 59 60 61 62 63 64 65 66 67 68 69 70 71 72 73 74 75 76 77 78 79 80 81 82 83 84 85 86 87 88 89 90 91 92 93 94 95 96 97 98 99 100

& ☹️ 🗑️ ⚙️ 208 ↗️ 🔼 ⚡️ 📺 🔄 🏠 🌟 ➡️ 🕒 🔼 ⬅️ 🖨️ 📁
⌚ & 🕒 🗑️ 🗑️ 📺 📺 🗑️ 🗑️ ➡️ 🔄 & + ☆ ↑ ☆ 🕒 🔄 • ▪️ ↗️
✝️ 6 ➡️ 300 🗑️ 🔄 📺 🗑️ 📺 🗑️ 🔼 ⌚ 🕒 🖐️ ✖️
🔼 🗑️ 🗑️ 🗑️ 🗑️ ➡️ 🗑️

□◀②⑥①Ⓢ②✕▼⑦◀✕✕□✕▼②

[illegible]

□ ◀ 261 🔦 2 ⚡ ⚓ 8 0 8 ↶ ☒ ✖ 11 ⌚ ↙ 2

A collection of 100 various black and white icons arranged in four rows. The icons include geometric shapes, symbols, and abstract designs.












[illegible]

[illegible][illegible]

𐀀 𐀁 𐀂 𐀃 𐀄 𐀅 𐀆 𐀇 𐀈 𐀉 𐀊 𐀋 𐀌 𐀍 𐀎 𐀏 𐀐 𐀑 𐀒 𐀓 𐀔 𐀕 𐀖 𐀗 𐀘 𐀙 𐀚 𐀛 𐀜 𐀝 𐀞 𐀟 𐀠 𐀡 𐀢 𐀣 𐀤 𐀥 𐀦 𐀧 𐀨 𐀩 𐀪 𐀫 𐀬 𐀭 𐀮 𐀯 𐀰 𐀱 𐀲 𐀳 𐀴 𐀵 𐀶 𐀷 𐀸 𐀹 𐀺 𐀻 𐀼 𐀽 𐀾 𐀿 𐁀 𐁁 𐁂 𐁃 𐁄 𐁅 𐁆 𐁇 𐁈 𐁉 𐁊 𐁋 𐁌 𐁍 𐁎 𐁏 𐁐 𐁑 𐁒 𐁓 𐁔 𐁕 𐁖 𐁗 𐁘 𐁙 𐁚 𐁛 𐁜 𐁝 𐁞 𐁟 𐁠 𐁡 𐁢 𐁣 𐁤 𐁥 𐁦 𐁧 𐁨 𐁩 𐁪 𐁫 𐁬 𐁭 𐁮 𐁯 𐁰 𐁱 𐁲 𐁳 𐁴 𐁵 𐁶 𐁷 𐁸 𐁹 𐁺 𐁻 𐁼 𐁽 𐁾 𐁿 𐂀 𐂁 𐂂 𐂃 𐂄 𐂅 𐂆 𐂇 𐂈 𐂉 𐂊 𐂋 𐂌 𐂍 𐂎 𐂏 𐂐 𐂑 𐂒 𐂓 𐂔 𐂕 𐂖 𐂗 𐂘 𐂙 𐂚 𐂛 𐂜 𐂝 𐂞 𐂟 𐂠 𐂡 𐂢 𐂣 𐂤 𐂥 𐂦 𐂧 𐂨 𐂩 𐂪 𐂫 𐂬 𐂭 𐂮 𐂯 𐂰 𐂱 𐂲 𐂳 𐂴 𐂵 𐂶 𐂷 𐂸 𐂹 𐂺 𐂻 𐂼 𐂽 𐂾 𐂿 𐃀 𐃁 𐃂 𐃃 𐃄 𐃅 𐃆 𐃇 𐃈 𐃉 𐃊 𐃋 𐃌 𐃍 𐃎 𐃏 𐃐 𐃑 𐃒 𐃓 𐃔 𐃕 𐃖 𐃗 𐃘 𐃙 𐃚 𐃛 𐃜 𐃝 𐃞 𐃟 𐃠 𐃡 𐃢 𐃣 𐃤 𐃥 𐃦 𐃧 𐃨 𐃩 𐃪 𐃫 𐃬 𐃭 𐃮 𐃯 𐃰 𐃱 𐃲 𐃳 𐃴 𐃵 𐃶 𐃷 𐃸 𐃹 𐃺 𐃻 𐃼 𐃽 𐃾 𐃿 𐄀 𐄁 𐄂 𐄃 𐄄 𐄅 𐄆 𐄇 𐄈 𐄉 𐄊 𐄋 𐄌 𐄍 𐄎 𐄏 𐄐 𐄑 𐄒 𐄓 𐄔 𐄕 𐄖 𐄗 𐄘 𐄙 𐄚 𐄛 𐄜 𐄝 𐄞 𐄟 𐄠 𐄡 𐄢 𐄣 𐄤 𐄥 𐄦 𐄧 𐄨 𐄩 𐄪 𐄫 𐄬 𐄭 𐄮 𐄯 𐄰 𐄱 𐄲 𐄳 𐄴 𐄵 𐄶 𐄷 𐄸 𐄹 𐄺 𐄻 𐄼 𐄽 𐄾 𐄿 𐅀 𐅁 𐅂 𐅃 𐅄 𐅅 𐅆 𐅇 𐅈 𐅉 𐅊 𐅋 𐅌 𐅍 𐅎 𐅏 𐅐 𐅑 𐅒 𐅓 𐅔 𐅕 𐅖 𐅗 𐅘 𐅙 𐅚 𐅛 𐅜 𐅝 𐅞 𐅟 𐅠 𐅡 𐅢 𐅣 𐅤 𐅥 𐅦 𐅧 𐅨 𐅩 𐅪 𐅫 𐅬 𐅭 𐅮 𐅯 𐅰 𐅱 𐅲 𐅳 𐅴 𐅵 𐅶 𐅷 𐅸 𐅹 𐅺 𐅻 𐅼 𐅽 𐅾 𐅿 𐆀 𐆁 𐆂 𐆃 𐆄 𐆅 𐆆 𐆇 𐆈 𐆉 𐆊 𐆋 𐆌 𐆍 𐆎 𐆏 𐆐 𐆑 𐆒 𐆓 𐆔 𐆕 𐆖 𐆗 𐆘 𐆙 𐆚 𐆛 𐆜 𐆝 𐆞 𐆟 𐆠 𐆡 𐆢 𐆣 𐆤 𐆥 𐆦 𐆧 𐆨 𐆩 𐆪 𐆫 𐆬 𐆭 𐆮 𐆯 𐆰 𐆱 𐆲 𐆳 𐆴 𐆵 𐆶 𐆷 𐆸 𐆹 𐆺 𐆻 𐆼 𐆽 𐆾 𐆿 𐇀 𐇁 𐇂 𐇃 𐇄 𐇅 𐇆 𐇇 𐇈 𐇉 𐇊 𐇋 𐇌 𐇍 𐇎 𐇏 𐇐 𐇑 𐇒 𐇓 𐇔 𐇕 𐇖 𐇗 𐇘 𐇙 𐇚 𐇛 𐇜 𐇝 𐇞 𐇟 𐇠 𐇡 𐇢 𐇣 𐇤 𐇥 𐇦 𐇧 𐇨 𐇩 𐇪 𐇫 𐇬 𐇭 𐇮 𐇯 𐇰 𐇱 𐇲 𐇳 𐇴 𐇵 𐇶 𐇷 𐇸 𐇹 𐇺 𐇻 𐇼 𐇽 𐇾 𐇿 𐈀 𐈁 𐈂 𐈃 𐈄 𐈅 𐈆 𐈇 𐈈 𐈉 𐈊 𐈋 𐈌 𐈍 𐈎 𐈏 𐈐 𐈑 𐈒 𐈓 𐈔 𐈕 𐈖 𐈗 𐈘 𐈙 𐈚 𐈛 𐈜 𐈝 𐈞 𐈟 𐈠 𐈡 𐈢 𐈣 𐈤 𐈥 𐈦 𐈧 𐈨 𐈩 𐈪 𐈫 𐈬 𐈭 𐈮 𐈯 𐈰 𐈱 𐈲 𐈳 𐈴 𐈵 𐈶 𐈷 𐈸 𐈹 𐈺 𐈻 𐈼 𐈽 𐈾 𐈿 𐉀 𐉁 𐉂 𐉃 𐉄 𐉅 𐉆 𐉇 𐉈 𐉉 𐉊 𐉋 𐉌 𐉍 𐉎 𐉏 𐉐 𐉑 𐉒 𐉓 𐉔 𐉕 𐉖 𐉗 𐉘 𐉙 𐉚 𐉛 𐉜 𐉝 𐉞 𐉟 𐉠 𐉡 𐉢 𐉣 𐉤 𐉥 𐉦 𐉧 𐉨 𐉩 𐉪 𐉫 𐉬 𐉭 𐉮 𐉯 𐉰 𐉱 𐉲 𐉳 𐉴 𐉵 𐉶 𐉷 𐉸 𐉹 𐉺 𐉻 𐉼 𐉽 𐉾 𐉿 𐊀 𐊁 𐊂 𐊃 𐊄 𐊅 𐊆 𐊇 𐊈 𐊉 𐊊 𐊋 𐊌 𐊍 𐊎 𐊏 𐊐 𐊑 𐊒 𐊓 𐊔 𐊕 𐊖 𐊗 𐊘 𐊙 𐊚 𐊛 𐊜 𐊝 𐊞 𐊟 𐊠 𐊡 𐊢 𐊣 𐊤 𐊥 𐊦 𐊧 𐊨 𐊩 𐊪 𐊫 𐊬 𐊭 𐊮 𐊯 𐊰 𐊱 𐊲 𐊳 𐊴 𐊵 𐊶 𐊷 𐊸 𐊹 𐊺 𐊻 𐊼 𐊽 𐊾 𐊿 𐋀 𐋁 𐋂 𐋃 𐋄 𐋅 𐋆 𐋇 𐋈 𐋉 𐋊 𐋋 𐋌 𐋍 𐋎 𐋏 𐋐 𐋑 𐋒 𐋓 𐋔 𐋕 𐋖 𐋗 𐋘 𐋙 𐋚 𐋛 𐋜 𐋝 𐋞 𐋟 𐋠 𐋡 𐋢 𐋣 𐋤 𐋥 𐋦 𐋧 𐋨 𐋩 𐋪 𐋫 𐋬 𐋭 𐋮 𐋯 𐋰 𐋱 𐋲 𐋳 𐋴 𐋵 𐋶 𐋷 𐋸 𐋹 𐋺 𐋻 𐋼 𐋽 𐋾 𐋿 𐌀 𐌁 𐌂 𐌃 𐌄 𐌅 𐌆 𐌇 𐌈 𐌉 𐌊 𐌋 𐌌 𐌍 𐌎 𐌏 𐌐 𐌑 𐌒 𐌓 𐌔 𐌕 𐌖 𐌗 𐌘 𐌙 𐌚 𐌛 𐌜 𐌝 𐌞 𐌟 𐌠 𐌡 𐌢 𐌣 𐌤 𐌥 𐌦 𐌧 𐌨 𐌩 𐌪 𐌫 𐌬 𐌭 𐌮 𐌯 𐌰 𐌱

1. 2. 3. 4. 5. 6. 7. 8. 9. 10. 11. 12. 13. 14. 15. 16. 17. 18. 19. 20. 21. 22. 23. 24. 25. 26. 27. 28. 29. 30. 31. 32. 33. 34. 35. 36. 37. 38. 39. 40. 41. 42. 43. 44. 45. 46. 47. 48. 49. 50. 51. 52. 53. 54. 55. 56. 57. 58. 59. 60. 61. 62. 63. 64. 65. 66. 67. 68. 69. 70. 71. 72. 73. 74. 75. 76. 77. 78. 79. 80. 81. 82. 83. 84. 85. 86. 87. 88. 89. 90. 91. 92. 93. 94. 95. 96. 97. 98. 99. 100. 101. 102. 103. 104. 105. 106. 107. 108. 109. 110. 111. 112. 113. 114. 115. 116. 117. 118. 119. 120. 121. 122. 123. 124. 125. 126. 127. 128. 129. 130. 131. 132. 133. 134. 135. 136. 137. 138. 139. 140. 141. 142. 143. 144. 145. 146. 147. 148. 149. 150. 151. 152. 153. 154. 155. 156. 157. 158. 159. 160. 161. 162. 163. 164. 165. 166. 167. 168. 169. 170. 171. 172. 173. 174. 175. 176. 177. 178. 179. 180. 181. 182. 183. 184. 185. 186. 187. 188. 189. 190. 191. 192. 193. 194. 195. 196. 197. 198. 199. 200. 201. 202. 203. 204. 205. 206. 207. 208. 209. 210. 211. 212. 213. 214. 215. 216. 217. 218. 219. 220. 221. 222. 223. 224. 225. 226. 227. 228. 229. 230. 231. 232. 233. 234. 235. 236. 237. 238. 239. 240. 241. 242. 243. 244. 245. 246. 247. 248. 249. 250. 251. 252. 253. 254. 255. 256. 257. 258. 259. 260. 261. 262. 263. 264. 265. 266. 267. 268. 269. 270. 271. 272. 273. 274. 275. 276. 277. 278. 279. 280. 281. 282. 283. 284. 285. 286. 287. 288. 289. 290. 291. 292. 293. 294. 295. 296. 297. 298. 299. 300. 301. 302. 303. 304. 305. 306. 307. 308. 309. 310. 311. 312. 313. 314. 315. 316. 317. 318. 319. 320. 321. 322. 323. 324. 325. 326. 327. 328. 329. 330. 331. 332. 333. 334. 335. 336. 337. 338. 339. 340. 341. 342. 343. 344. 345. 346. 347. 348. 349. 350. 351. 352. 353. 354. 355. 356. 357. 358. 359. 360. 361. 362. 363. 364. 365. 366. 367. 368. 369. 370. 371. 372. 373. 374. 375. 376. 377. 378. 379. 380. 381. 382. 383. 384. 385. 386. 387. 388. 389. 390. 391. 392. 393. 394. 395. 396. 397. 398. 399. 400. 401. 402. 403. 404. 405. 406. 407. 408. 409. 410. 411. 412. 413. 414. 415. 416. 417. 418. 419. 420. 421. 422. 423. 424. 425. 426. 427. 428. 429. 430. 431. 432. 433. 434. 435. 436. 437. 438. 439. 440. 441. 442. 443. 444. 445. 446. 447. 448. 449. 450. 451. 452. 453. 454. 455. 456. 457. 458. 459. 460. 461. 462. 463. 464. 465. 466. 467. 468. 469. 470. 471. 472. 473. 474. 475. 476. 477. 478. 479. 480. 481. 482. 483. 484. 485. 486. 487. 488. 489. 490. 491. 492. 493. 494. 495. 496. 497. 498. 499. 500. 501. 502. 503. 504. 505. 506. 507. 508. 509. 510. 511. 512. 513. 514. 515. 516. 517. 518. 519. 520. 521. 522. 523. 524. 525. 526. 527. 528. 529. 530. 531. 532. 533. 534. 535. 536. 537. 538. 539. 540. 541. 542. 543. 544. 545. 546. 547. 548. 549. 550. 551. 552. 553. 554. 555. 556. 557. 558. 559. 560. 561. 562. 563. 564. 565. 566. 567. 568. 569. 570. 571. 572. 573. 574. 575. 576. 577. 578. 579. 580. 581. 582. 583. 584. 585. 586. 587. 588. 589. 590. 591. 592. 593. 594. 595. 596. 597. 598. 599. 600. 601. 602. 603. 604. 605. 606. 607. 608. 609. 610. 611. 612. 613. 614. 615. 616. 617. 618. 619. 620. 621. 622. 623. 624. 625. 626. 627. 628. 629. 630. 631. 632. 633. 634. 635. 636. 637. 638. 639. 640. 641. 642. 643. 644. 645. 646. 647. 648. 649. 650. 651. 652. 653. 654. 655. 656. 657. 658. 659. 660. 661. 662. 663. 664. 665. 666. 667. 668. 669. 670. 671. 672. 673. 674. 675. 676. 677. 678. 679. 680. 681. 682. 683. 684. 685. 686. 687. 688. 689. 690. 691. 692. 693. 694. 695. 696. 697. 698. 699. 700. 701. 702. 703. 704. 705. 706. 707. 708. 709. 710. 711. 712. 713. 714. 715. 716. 717. 718. 719. 720. 721. 722. 723. 724. 725. 726. 727. 728. 729. 730. 731. 732. 733. 734. 735. 736. 737. 738. 739. 740. 741. 742. 743. 744. 745. 746. 747. 748. 749. 750. 751. 752. 753. 754. 755. 756. 757. 758. 759. 760. 761. 762. 763. 764. 765. 766. 767. 768. 769. 770. 771. 772. 773. 774. 775. 776. 777. 778. 779. 780. 781. 782. 783. 784. 785. 786. 787. 788. 789. 790. 791. 792. 793. 794. 795. 796. 797. 798. 799. 800. 801. 802. 803. 804. 805. 806. 807. 808. 809. 810. 811. 812. 813. 814. 815. 816. 817. 818. 819. 820. 821. 822. 823. 824. 825. 826. 827. 828. 829. 830. 831. 832. 833. 834. 835. 836. 837. 838. 839. 840.

[illegible]

A series of small navigation icons typically found in Beamer presentations, including symbols for back, forward, search, and other slide controls.

A collection of 100 various symbols and icons arranged in a grid. The symbols include geometric shapes like circles, squares, and triangles, as well as letters, numbers, and abstract designs. Some symbols are simple, while others are more complex and stylized.

1 2 3 4 5 6 7 8 9 10 11 12 13 14 15 16 17 18 19 20 21 22 23 24 25 26 27 28 29 30 31 32 33 34 35 36 37 38 39 40 41 42 43 44 45 46 47 48 49 50 51 52 53 54 55 56 57 58 59 60 61 62 63 64 65 66 67 68 69 70 71 72 73 74 75 76 77 78 79 80 81 82 83 84 85 86 87 88 89 90 91 92 93 94 95 96 97 98 99 100

[illegible]

⑨                            

” 

[illegible]

A horizontal row of 16 small, stylized icons. From left to right, they include: a hand holding a document, a circular arrow, a floppy disk, a pair of scissors, a magnifying glass over a document, a folder, a speech bubble, a flower-like shape, a circle with a dot, a star, a diamond, a heart, a triangle, a square, a hexagon, and an octagon.




















[illegible]

[illegible]

318

[illegible]

⏮ ⏪ ⌚ ⏩ ⏭ ⏮ ⏪ ⌚ ⏩ ⏭ ⏮ ⏪ ⌚ ⏩ ⏭

⑥7

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

317

[illegible]

A set of small navigation icons typically found in Beamer presentations, including symbols for back, forward, search, and other slide controls.

[illegible]

& ☒ " ♫ ⚙️ 🗑️ 🔍 📄 ③' " ✂️ ↘️ 📋 📅 🕒

🕒 🕒 ⌛ ⏰ < ⤴️ ⚙️ ⬇️ ➡️ ○ ◻️ ⤵️ ③ ♦️ ⚙️ 👉 ⬆️ 🎯 ⚙️ ⤴️ ③

+ 🖨️ “ ☆ 🧱 ■ ⏮️ ➡️ ❌ 🌀 🔄 📁 🗑️ ▾ ⚙️ ” 💾 🔄 🕒 & 🗑️

[illegible]